زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامنِ دل میکشد کہ جا اینجاست

بیانِ عرفی

ترجمہ

قصائد عرفی

برائے امیدواران ایم اے و منشی فاضل پنجاب یونیورسٹی

مترجم

پروفیسر مسلم ہاشمی نکودری

ناشران
ایم عطا اینڈ مسلم مالکان ایسٹرن بک سٹال
موہن لال روڈ لاہور
سنہ ۱۹۴۴ء

۲/۴/-

انتساب

مکرم و محترم میاں محمد علم الدین صاحب سالک صدر شعبہ ادبیات فارسی اسلامیہ کالج لاہور کے نام جن کی علمی و ادبی فیاضیوں نے مجھے اس قابل بنایا کہ میں قصائد عرفی جیسے دقیق و مشکل کلام کا ترجمہ کرنے کی جرأت کر سکوں ؎

فرمانبردار (مسلم ہاشمی)

گذارش احوال واقعی

واقعہ یہ ہے۔ کہ ترجمہ قصائد عرفی گوناگوں مشکلات کے بعد زیور طباعت سے آراستہ ہوا ہے۔ کاغذ کی کمیابی بلکہ نایابی۔ تو پبلشر کی زندگی و موت کا سوال بن ہی چکی ہے لیکن یہاں تو کئی ناسازگار اور غیر متوقع حالات سدّ راہ رہے۔ آج سے ایک سال پیشتر ہی ترجمہ قصائد عرفی کا مسودہ مکمل ہو چکا تھا۔ لیکن ہمارے ایک مہربان جو السنہ مشرقیہ کی پرائیویٹ درسگاہ کے پرنسپل ہیں مسودہ کا کچھ حصہ ذاتی استفادہ کے لئے واپسی کے وعدہ پر لے گئے۔ بعد میں بدنیتی و بدمعاملگی رجحان کی طبیعت ثانیہ بن چکی ہے ہا سے مجبور ہو کر مسودہ کے گم ہونے کا عذر پیش کر دیا۔

اس گمشدہ دیا ہڑپ شدہ مسودہ کو دوبارہ تکمیل دینے کے لئے ہمیں مدت تک انتظار کرنا پڑا۔ الحمد للہ ایسے نازک وقت پر ہمارے مخلص دوست غلام جیلانی مخدوم ایم اے کی مساعی جمیلہ ممد و معاون ہوئیں۔ اور انہوں نے ہر طرح سے معاونت فرمائی۔ بلکہ بعض حصص کا ترجمہ تو اُن کے قلم کا مرہون منّت ہے۔

مجھے اپنی کم علمی و کم مائیگی کا اعتراف ہے محقّقین و متعلّمین حضرات طباعت و کتابت کی غلطیوں اور میری ذاتی لغزشوں سے اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔ آئندہ اڈیشن میں تصحیح کر دی جاوے گی۔

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم   کرشمہ دامنِ دِل میکشد کہ جا اینجاست

بیانِ عرفی

ترجمہ

قصائدِ عرفی

برائے امیدواراں ایم۔ اے و منشی فاضل۔ پنجاب یونیورسٹی

مترجم

میاں محمد اسماعیل مسلّم۔ منشی فاضل۔ ادیب فاضل پروفیسر
السنہ شرقیہ لاہور

پبلشرز

ایم عطا اینڈ مسلم پروپرائیٹرز الیسٹرن بکسٹال موہن لال روڈ لاہور

حجازی پریس لاہور میں باہتمام حافظ محمد اسمعیل پرنٹر چھپا اور ایم عطا اینڈ مسلم پبلشرز نے شائع کیا)

عرفی شیرازی

حالات زندگی - محمد نام - جمال الدین لقب اور عرفی تخلص تھا۔ تعلیم و تربیت شیراز میں ہوئی - علوم کے علاوہ مصوری اور نقاشی کی بھی تعلیم پائی تھی - عرفی نے سلطنت صفویہ کے عہد شباب میں ہوش سنبھالا - شاعری بڑے زوروں پر تھی - محتشم کاشی اور وحشی یزدی نے فغان کی طرز کو بہت شوخ کر دیا تھا - عرفی نے بھی اظہار کمال کے لئے یہی میدان پسند کیا -

عرفی کی قدردانی کے لئے اگرچہ ایران میں کچھ کم سامان نہ تھا - تاہم شہزادہ سلیم کے غائبانہ عشق اور ہندوستان کی دلفریبیوں نے عرفی کو ہندوستان کا رخ کرنے پر مجبور کر دیا - عرفی فتحپور سیکری میں فیضی سے ملا اور اُس کی وساطت سے دربار میں رسائی پائی - اور حکیم ابوالفتح گیلانی بہت بڑا عالم اور صاحب اقتدار تھا - اور عرفی کا ہم وطن و ہم مذہب بھی تھا - اس وجہ سے عرفی نے اُس کی خدمت و دوستی کو ترجیح دی اور قصیدہ مدحیہ لکھکر پیش کیا - ابوالفتح کی نکتہ شناسی اور قدردانی عرفی کی قدر و منزلت اور ترقی کا باعث ہوئی اور حکیم موصوف کی فرمائش سے خان خاناں کی مدح میں بھی قصیدہ نظم کیا - حکیم ابوالفتح کی وفات کے بعد عرفی خان خاناں کے درباریوں میں شمار ہوا - اور پھر کسی کے آستانہ پر سر نہ جھکایا - چنانچہ خود فخریہ کہتا ہے ؎

یک منعم و یک نعمت و یک منت و یک شکر
صد شکر کہ تقدیر چنیں راندہ قلم را !

خانخاناں کی شاہی نوازشوں کے زیر سایہ عرفی کا کلام روز بروز ترقی کرتا جاتا تھا - تقرب و اختصاص میں بھی وہ حریفوں کی صف کو چیرتا ہوا آگے نکل گیا - یہاں تک کہ جب دربار میں جاتا تھا - شاہی آداب بجالانے کے بغیر جس جگہ اور جس طرح چاہتا تھا بیٹھ جاتا تھا عرفی نے اپنی خواہش اور خان خاناں کی فرمائش سے اکبر اعظم کی مدح میں بھی متعدد قصائد لکھے - خان خاناں اور اکبر کے سوا عرفی نے کسی اور آستانہ کی ناصیہ سائی کی تو وہ شاہزادہ سلیم تھا - اور عرفی شہزادہ مذکور کا دالہ و شیدا تھا - چنانچہ شاہزادہ کی شان میں جو قصائد لکھے ہیں - اُن سے یہ بات صاف روشن ہوتی ہے -

وفات - ۳۶ برس کی عمر میں تقریباً ۹۹۹ ہجری میں وفات پائی - لاہور میں مدفون ہوا - میر صابر اصفہانی نے جو اعتماد الدولہ غیاث بیگ کا درباری تھا - ایک قلندر کو رقم کثیر دی کہ عرفی کی ہڈیاں لاہور سے نجف لے جائے - اور عرفی کی پیشین گوئی پوری ہوئی ؎

بکلوشِ مژہ از گور تا نجف بیرو م!
اگر بہند ہلا کم کنی و گر بہ تتار!

اخلاق و عادات عرفی کے اخلاق و عادات میں جو چیز سب سے نمایاں ہے وہ فخر۔ غرور۔ کم بینی اور خود ستائی ہے۔ یہی باعث تھا کہ اکثر اہل دربار اُس کے دشمن بن گئے تھے۔ اس کے علاوہ نہایت حاضر جواب اور ظریف الطبع تھا۔ بدمزاجی اور غرور کے باوجود عرفی نے کسی کی ہجو سے زبان آلودہ نہیں کی۔

تصنیفات۔ (۱) نفسیہ (رسالۂ تصوف) (۲) مثنوی (بجواب مخزن الاسرار) (۳) مثنوی (بجواب شیریں خسرو) (۴) مجموعہ غزلیات (۵) مجموعہ قصائد۔

کلام پر رائے۔ چونکہ نصاب منشی فاضل و ایم۔ اے پنجاب یونیورسٹی میں صرف عرفی کا مجموعہ قصائد داخل ہے۔ اسلئے ہم اُسکی دیگر اصناف شاعری کو چھوڑ کر فقط مجموعہ قصائد پر مختصر سا تبصرہ کرتے ہیں۔ عرفی کے قصائد کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسکے کلام کی خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

(۱)۔ زور کلام۔ زورِ کلام کی ابتدا نظامی نے کی تھی اور انتہا عرفی نے کر دی۔ الفاظ کی شان و شوکت۔ بندش کی چستی۔ مضامین کا زور اور خیالات کی بلندی۔ زور کلام کے ضروری عناصر ہیں۔ عرفی کے قصائد میں یہ تمام باتیں موجود ہیں

آہنیں پنجۂ تیغش بہ اجل گفت کہ من!
موج بر موج شکستم چو بہ عمّاں رفتم!

(۲)۔ نئی ترکیب۔ عرفی نے سینکڑوں نئی ترکیبیں اور نئے استعارے پیدا کئے ہیں۔ مثلاً

مرحبا اے زعنایات ازل رمز فروش
مرحبا اے بہ علامات ہنر خویش ستائے
ناخنِ قدرتِ او پردۂ تحقیق شگاف!
خامۂ دولتِ او چہرۂ توفیق کشائے
بہ برقع مہ کنعاں کہ بود حسن آباد
بہ حجلہ گاہ زلیخا کہ بود یوسفِ راز

(۳)۔ جدت استعارات و تشبیہات۔ عرفی نے استعارات و تشبیہات کی جدت اور تنوع سے ایک گونہ عالم پیدا کر دیا ہے۔ مثلاً

میرابوالفتح کہ از سیاستِ اُو!
غمزۂ زہرہ۔ خنجر انداز د!
دلم چو رنگِ زلیخا شکستہ در خلوت
غمم چو تہمتِ یوسف دویدہ در بازار
آسماں دریوزہ کرد و آفتابش کرد نام
لیلئے از آویزۂ گوشِ شبِ یلدائے من

(۴). مسلسل قصائد میں عرفی کا زورِ طبع اور فصاحت و بلاغت کا زور شور اپنے پورے جوبن کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ مثلاً خانخاں کے بیٹے کی پیدائش پر جو قصیدہ لکھا ہے۔ اُس کی تمہید اس وصف کی بین دلیل ہے۔

(۵). عرفی جب کبھی مجبوری و ضرورت کی وجہ سے امرا و سلاطین کی مدح کرتا تو ساتھ ہی اپنے فضائل اور اوصاف جی کھول کر بیان کر دیتا تھا۔ چنانچہ اکثر قصائد میں فخریہ اشعار ملتے ہیں۔ دوسرے شعرا میں یہ بات موجود نہ تھی۔

(۶) مضمون آفرینی۔ عرفی کی مضمون آفرینی اور نازک خیالی کا دوست اور دشمن دونوں نے اقرار کیا ہے۔ مثلاً۔

آں کہ چوں در کشفِ چترِ ہمایوں آثار
ہم عنانِ ظفر از راہِ غزا گردد باز!
زہرہ گیسو بگشاید کہ شود گرد فشاں
از رکابش کہ پذیرفتہ غبار از تگ و تاز
فتح گوید چہ کنی چشمِ من است ایں نہ رکاب
سرمۂ چشمِ جہاں بین مرا پاک مساز

(۷). طرزِ ادا کی جدت۔ عرفی جدتِ ادا کا موجد ہے۔ اور اُس کا ہر شعر جدتِ ادا کی ایک نئی مثال ہے۔ مثلاً۔

موبمویم دوست شد ترسم کہ استیلائے عشق — یک انا الحق گوئے دیگر بر سرِ دار آورد!
اے برہمن چہ زنی طعنہ کہ در معبدِ ما — سبحۂ نیست کہ آں غیرتِ زنار تو نیست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(رحیم اور مہربان خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں)

قصیدہ نمبر ۱

بحر رمل مقصور یا محذوف:۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن یا فاعلان اس کے ارکان ہیں۔

(۱) اے حرف ندا (خدا) اس کا منادیٰ ہے۔ اور تمام کا تمام شعر اسکا جواب ندا ہے۔

گوہر پرسود۔ وہ مال جس میں فائدہ ہی فائدہ ہو۔ جیب گریبان

(ترجمہ) اے وہ خدا جس نے درد (عشق) کی پونجی جان کے بازار میں لگائی ہے۔ اور ایسے مال (عشق) کو جس میں نفع ہی نفع ہو۔ نقصان کے گریبان میں ڈال دیا ہے۔

(۲) ہیولیٰ۔ مبارک۔ آشیاں۔ دماغ سے استعارہ ہے۔

(ترجمہ) حیرت کی روشنی نے تیری خوبیوں کے اندیشہ کی راہ میں عقل کے بہت مبارک پرندے کو گھونسلے سے گرادیا ہے۔ (مطلب) بڑے بڑے عقلمند خدا کے اوصاف سوچنے میں راتیں گذار دیتے ہیں لیکن ان کی عقلیں حیران ہو کر بیکار ہو جاتی ہیں۔ اور وہ خدا کی صفات کا ادراک نہیں کر سکتے۔

(۳) معرفت۔ تصوف کی اصطلاح میں خدائے تعالےٰ کی پہچان ہے۔ تیر حکمی۔ نہ خطا ہونیوالا تیر

(ترجمہ) معرفت نے (حمد کا) جو نہ خطا ہونیوالا تیر فسانہ پہ لگایا تھا۔ ابھی وہ تیر کمان سے بھی نہ نکلا تھا کہ حیرت کی آنکھ میں رہ گیا۔ مطلب، عارفوں نے بہت سوچ کر خدا تعالےٰ کی تعریف کرنی چاہی۔ لیکن ابھی ایک لفظ بھی زبان سے نہیں نکلا تھا۔ کہ وہ حیران رہ گئے۔

(۴) طبع برشت۔ گون دنیا۔ برہان ردلیل ثبوت۔ حدوث دنیا پیدا ہونا۔ نوپیدگی۔ طرح انداختن بنیاد ڈالنا۔ رنگ آمیزی۔ نقاشی
(ترجمہ) اے خدا تو نے دنیا کے باغ کی سرشت میں نوپیدگی کا ثبوت دینے کے لئے (دنیا کو حادث ثابت کرنے کیلئے) خزاں کے موسم سے نقاشی کی بنیاد ڈالی ہے (مطلب) دنیا میں خزاں کے بعد بہار آتی ہے۔ تاکہ اس پر قدامت کا دھوکا نہ ہو نے پائے۔
(۵) خمیازہ۔ انگڑائی۔ (ترجمہ) اے خدا تو نے فکر کی تیزی تیر کے دامن میں پیدا کر دی ہے۔ اور انگڑائی کی عادت کمان کے گریبان میں ڈال دی ہے۔ (مطلب) فکر کی تیزی سے خدا کی صفات کو سمجھنے میں امداد ملتی ہے۔ لیکن طبیعت کی سستی خدائی اوصاف کو سمجھنے میں عاجز ہوتی ہے۔
(۶) ارغواں۔ سرخ رنگ کا پھول (ترجمہ) (اے خدا) تو نے محبت کے باغوں میں ہر قدم پر کربلا کی مانند ناز و فریب کی ہوا سے سرخ فرش بچھا دیا ہے۔ (مطلب) جس طرح امام حسین نے عشق کی راہ میں اپنا اور اپنے عزیزوں کا خون کربلا کے میدان میں بہا دیا تھا۔ اسی طرح تیرے ذرا سے عشوہ سے عاشق میدان عشق میں خون کی ندیاں بہا دیتے ہیں۔
(۷) ہوا۔ آرزو۔ بال کشادن۔ اڑنا (ترجمہ) طبیعت کے مرغ نے گناہ کی آرزو میں ابھی پر نہیں کھولے تھے۔ کہ تیری بخشش نے رحمت کا شاہیں اس پر چھوڑ دیا۔ (مطلب) خداوند تعالی کی بخشش اس قدر بڑھی ہوئی ہے۔ کہ ابھی انسان گناہ کر نہیں چکتا۔ کہ رحمت آگے بڑھ کر اس کا گناہ معاف کر دیتی ہے۔
(۸) رستخیز۔ قیامت کا دن استبرق۔ ایک قسم کا ریشمی کپڑا۔ (ترجمہ) اے خدا تیرے غم (عشق) کے سائے میں پرورش پانے والے (عاشق) نے روز قیامت کی گرمی میں سائبان کے نیچے استبرق کا فرش بنایا۔ (مطلب) خدا کے عاشق قیامت کے دن اسکی رحمت کے سائے میں پناہ لیں گے یعنی قیامت کے خورشید کی گرمی بھی انہیں تکلیف نہیں دے گی۔
(۹) طعمہ۔ خوراک۔ کھانا۔ ہما۔ ایک فرضی پرندہ جس کے متعلق مشہور ہے کہ جس پر اس کا سایہ پڑ جاتا ہے۔ وہ بادشاہ ہو جاتا ہے۔ یہاں ہما سے مراد عشق ہے۔ استخواں۔ ہڈی (ترجمہ) جب سے اس ہمائے عشق (نے میری ہڈیوں (مجھ حقیر) پر سایہ ڈالا ہے۔ اس وقت سے میں نے جان کے مغز سے تیرے عشق کی خوراک نکالی ہے۔ (مطلب) جب سے میرے دل میں تیرا عشق پیدا ہوا ہے اس وقت سے میں اپنی روح اُسے خوراک کے طور پر دے رہا ہوں۔ استخواں (ہڈیاں) ہما کی رعایت سے ہے۔ کیونکہ اسکی خوراک یہی بتائی گئی ہے۔
(۱۰ تا ۱۱) مذلت۔ رسوائی۔ رواج دادن۔ رواج دینا۔ اذن۔ اجازت۔ یہ دونوں

شعر قطعہ بند ہیں۔ پہلا ندا میں ہے اور دوسرا جواب ندا میں ہے۔

(ترجمہ) اے خدا تو نے ذلت کو عشق کے بازار میں رواج دیا ہے۔ اور عزت وشان کو اسکی بلندی سے گرا دیا ہے (عزت وشان کی قدر کم ہوگئی ہے) جہاں بھی تو نے غم کی تاثیر کو عام اجازت دے دی ہے۔ آرام دینے والی خوشی کو کمزور بنا دیا ہے۔ (مطلب) عشق کی دنیا میں عزت کی بجائے رسوائی کا منہ دیکھنا کامیابی ہے۔ اور جہاں غم عشق ہوتا ہے۔ وہاں خوشی نہیں ہوتی۔ عمر عشق را با رنج وغم آمیختند

(۱۲) خجالت۔ شرمندگی۔ بروں آمدن۔ بری الذمہ ہونا۔ نوعروس۔ نئی دلہن۔ مُوکشاں۔ بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے۔ (ترجمہ) دل نے تیرے غم (عشق) کی نئی دلہنوں کو بالوں سے گھسیٹ کر خون کی موج میں ڈال دیا۔ میں اس شرم سے کس طرح بری الذمہ ہو سکتا ہوں۔ (مطلب) عاشق کے دل میں جب غم جاگزیں ہو جاتا ہے۔ تو وہ خون کے آنسو رونے لگتا ہے۔

(۱۳) پا براہ ماندن۔ روانہ ہونا۔ چلنا۔ جان بر از میان انداختن۔ نثار ہونا۔ قربان ہونا

(ترجمہ) میں تیرے فیض پر ناز کرتا ہوں۔ کیونکہ جو شخص تیرے (عشق) کے راستہ میں روانہ ہوا۔ اس نے دل تو حاصل کر لیا لیکن جان کو درمیان سے چھوڑ دیا۔ (قربان کر دیا)

(۱۴) صیاد ازل۔ ازل کا شکاری (معشوق حقیقی۔ خدا) عنبر ایک خوشبو کا نام

(ترجمہ) اس (مسافر عشق) نے دل کے شکاری (معشوق حقیقی) سے آگاہ ہونے کے لئے عنبر بکھیرنے والی زلف کی کمند میں ڈال دیا۔ (مطلب) خدا نے دنیا میں جو عشق مجازی کا سلسلہ جاری کیا ہے وہی معشوق حقیقی کو پہچاننے کا ذریعہ ہو جاتا ہے اَلْمَجَازُ قَنْطَرَۃُ الْحَقِیْقَت

(۱۵) عرفان۔ خدا کی معرفت کوتاہی۔ کمی۔ غفلت (ترجمہ) اے خدا۔ تو نے اپنی معرفت سے عجز کے لباس کا دامن دراز کر دیا ہے۔ اور باریک بین عقل کے گریبان میں تو نے غفلت ڈال دی ہے

(مطلب) خدا کا عاشق جس قدر خدا کو زیادہ پہچانتا جاتا ہے اسی قدر اس میں عجز وانکساری بڑھ جاتی ہے اور عقل کم ہو جاتی ہے۔

(۱۶) کام۔ تالو۔ حلق۔ جحیم۔ دوزخ (ترجمہ) جو خوراک میں نے عشق کے دسترخوان سے دل کے حلق میں ڈالی ہے۔ اس کا ذرا سا ریزہ دوزخ کے منہ میں ڈال دیا تھا۔ (مطلب) اس شعر میں شاعر نے گرمی عشق کی شدت کو بیان کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ میرے دل نے عشق کی آگ کو خوراک بنایا ہے۔ اسکی چنگاری دوزخ کے منہ میں جا پڑی۔ اور وہ اس قدر سخت آگ بن گئی۔

(۱۷) عنان در راہ انداختن۔ روانہ ہونا (ترجمہ) شرع کہتی ہے کہ خاموش رہ۔ عشق کہتا ہے کہ نعرہ لگا۔ اے وہ جس نے اپنے عشق کی راہ میں باگ ڈال دی ہے (روانہ ہو گیا ہے۔

(۱۸) کہ۔ کدامیر ہے۔ جوہر اول حضرت جبرئیل سے مراد ہے۔ انہیں عقل کل بھی کہتے ہیں۔

(ترجمہ) تیرے وصل کی دولت کون حاصل کر سکتا ہے۔ جبکہ حضرت جبرئیل جیسا رازدار بھی دہلیز پر عاجز ہو گیا۔ (اپنے آشیانہ سدرہ سے آگے نہ بڑھ سکا۔ پردہ جلال درمیان میں آگیا۔ اور آپ وہیں کے وہیں رہ گئے۔)

(۱۹) آب زندگی۔ آب حیات۔ (ترجمہ) میں تیرے حسن کی حیرت پر نازاں ہوں۔ کہ وصال کی بزم میں آب حیات کا پیالہ جان کے ہاتھ سے پھینک دیا۔ (مطلب) جس عاشق کو خدا کا وصال حاصل ہو جاتا ہے پھر اُسے زندگی جیسی نعمت کی خواہش نہیں رہتی۔

(۲۰) نطق۔ زبان بعقد اللسان۔ ہکلانا۔ لکنت۔ (ترجمہ) ہر ذرہ کے لب سے تیری کاریگری کی صفت باہر ٹپکتی ہے (ہر ذرہ تیری تعریف کرتا ہے) (لیکن میری زبان میں لکنت پیدا ہو گئی ہے (میری زبان تیری تعریف کرنے سے عاجز ہے) ؎

تو حمد کے قابل ہے ذرا شک نہیں اس میں
ممکن ہے کہاں حمد تیری ذات کے قابل

(۲۱) لب گشادن۔ بیان کرنا۔ ناکسی۔ نااہلی۔ منطق۔ زبان (ترجمہ) اسے ممدوح میں تیری تعریف کسطرح بیان کروں۔ کیونکہ نااہل (ناقابلیت) کی بجلی نے میری زبان کے گھر میں آگ لگا دی ہے۔ (مطلب) میں عدم قابلیت کے سبب تیری تعریف کرنے سے معذور ہوں۔

(۲۲) عقل کل۔ حضرت جبرئیل۔ ناوک انداز ادب۔ ادب کے تیر چلانیوالا اُستاد۔ (ترجمہ) میں حضرت جبرئیل کو ادب سکھاتا تھا۔ لیکن تیری خوبیوں کے مرغ نے مجھے بیان کی بلندی سے گرا دیا ہے۔ (مطلب) باوجود اتنی لیاقت کے میں تیری تعریف نہیں کر سکتا۔

(۲۳) آوازہ۔ شہرت۔ (ترجمہ) میں عرفی کے ذوق پر مست ہوں۔ جس نے تیری توحید کے نغمے سے (شعر لکھ کر) شہرت کی لذت کو دنیا کے حلق میں ڈال دیا۔ (دنیا بھر میں مشہور ہو گیا۔

قصیدہ نمبر ۲

بحر ہزج اخرب مکفوف محذوف۔ مفعول۔ مفاعیل۔ فعولن یا فعولان ارکان ہیں

(۱) میگزد۔ مصدر گزیدن سے۔ تکلیف دینا۔ ہمم۔ جمع ہے ہمت کی نعم کلمہ ایجاب ہاں (ترجمہ) صاحبان ہمت کو (کسی دوسرے کے کرم) کو قبول کرنا بھی تکلیف دیتا ہے (ان کی) ہمت نہیں اور ہاں کے نشتر کو برداشت نہیں کر سکتی (مطلب) ہمت والے کسی دوسرے کی بخشش نہیں چاہتے

(۳) الم آشوب ۔ غم پھیلانیوالا ۔ (ترجمہ) میں دنیا کی رغبت سے غم پھیلانیوالا نہیں ہوں گا ۔ اور اس ہوا اور رغبت دنیا) سے غم کی زلف کو پراگندہ نہیں کرونگا ۔ (مطلب) دنیا کی مسرت ہزاروں رنجوں کے برابر ہے ۔ دنیا کی آرزو کرنا اپنے رنجوں میں اضافہ کرنا ہے ۔

(۴) سیاست ۔ قانون ملک داری ۔ رعایا پر حکمرانی کرنا ۔ (ترجمہ) اگر میں نیستی کو وجود کی آنکھ میں جگہ نہ دوں ۔ تو میرا فقر مجھے (ارباب) ہمت کی مسند سے ملک داری کیطرف کھینچتا ہے ۔ (مطلب) اس فنا انجام دنیا کو معدوم شے نہ سمجھنا اس فقر کے منافی ہے ۔ جس کے متعلق رسول اللہ نے فرمایا ہے اَلفَقرُ فَخرِی اور دنیا کو جاوداں سمجھنے والا ارباب ہمت کی محفل سے دور ہو جاتا ہے ۔

(۴) بے برگی ۔ مفلسی ۔ بے سروسامانی ۔ داغ نہادن ۔ داغ لگانا ۔ (ترجمہ) میری غربت سامان کے دل پر داغ لگاتی ہے ۔ اور میری نفرت سکہ کے چہرے کو زرد کرتی ہے (مطلب) شاعر کا مطلب یہ ہے کہ جو صبر و سکون فقیری کی حالت میں میسر آتا ہے ۔ وہ مال و دولت کی حالت میں حاصل نہیں ہوتا ۔ درہم دینار کے زرد رنگ کی وجہ شاعر نے اپنی بے مہری قرار دی ہے حسن تعلیل ہے ۔

(۵) جوہر ذات ۔ ذاتی وصف ۔ دُر ۔ موتی ۔ یہاں اپنی ذات سے مراد ہے ۔ یم ۔ سمندر ۔ (ترجمہ) اگرچہ اس موتی (میری اپنی ذات) نے سمندر کے سرے کو (آباؤ اجداد کے سلسلہ کو) بادل سے ملا دیا ہے ۔ لیکن پھر بھی یہ ذاتی بزرگی آباؤ اجداد کے شرف کی وجہ سے ہے ۔

(۶-۷) یہ دونوں شعر قطعہ بند ہیں ۔ مناصب ۔ جمع منصب رتبہ ۔ دودہ خاندان صنادید جمع صندید کی سردار ۔ بزرگ (ترجمہ) اگرچہ انہوں (آباؤ اجداد) نے جاہ و رتبہ کی کشمکش میں اپنے تمام خاندان کو گمنام کر دیا ۔ پھر بھی ٹوٹے پھوٹے در و دیوار کے نقش و نگار سے عجم کے بزرگوں کے آثار ظاہر ہوتے ہیں ۔ یعنی ان کی اجڑی ہوئی یادگاروں سے اُن کی بزرگی کے نشان ۔ ملتے ہیں ۔ ع

کھنڈر بتا رہے ہیں ۔ عمارت عظیم تھی

(۸) باز الیستادن ۔ رک جانا ۔ ختم ہونا ۔ (ترجمہ) اگر میں اپنے آباؤ اجداد میں اصحاب بخشش کا شمار کروں تو میرے خاندان کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام کی ذات تک نہیں رکیگا ۔ (مطلب) میری نسل میں ہر شخص صاحب کرم ہی گزرا ہے ۔

(۹) وصف اضافی ۔ وہ خوبی جو دوسروں کی کوششوں سے وابستہ ہو ۔ فتویٰ ۔ شرعی حکم ۔ (ترجمہ) لیکن آبائی وصف کسی شخص کی خوبی نہیں ہو سکتا ۔ اصحاب ہمت کیلئے یہ ہمت کا فتویٰ ہے ۔ (مطلب) خاندانی خوبی کسی کے لئے بھی باعث فخر و افتخار نہیں ہو سکتی ۔

(۱۰) نجابت ۔ بزرگی ۔ اب و عم ۔ یعنی آباؤ اجداد (ترجمہ) یہ بزرگی کی برق جو میری ذات سے چمکتی ہے ۔ قابل تعریف تو ہے ۔ لیکن آباؤ اجداد کے جوہروں کی تعریف ہے ۔ (کیونکہ) ہر شخص

جانتا ہے۔ کہ میں فلاں کا بیٹا اور فلاں کا پوتا ہوں۔

(۱۱) قوتِ شم۔ قوتِ شامہ۔ سونگھنے کی قوت (ترجمہ) اگرچہ ہوا قوتِ شامہ کو خوشبو دیتی ہے۔ لیکن گل وریحان کی تعریف ہوا کی طرف واپس نہیں ٹھہرتی۔ (مطلب) جب ہوا سے خوشبو آتی ہے۔ تو لوگ سمجھ لیتے ہیں۔ کہ یہ گل وریحان کی خوشبو ہے۔ اسی طرح میرا ذاتی وصف بھی باپ دادا کی طرف منسوب ہوتا ہے۔

(۱۲) المنۃ اللہ۔ خدا کا شکر۔ لوح۔ تختی (ترجمہ) خدا کا شکر ہے کہ میں اپنے خاندان پر فخر نہیں کرتا۔ گواہی کیلئے میں لوح وقلم (قضا وقدر) کو طلب کرتا ہوں (مطلب) شاعر کا مطلب یہ ہے کہ اس میں بھی ذاتی خوبیاں ہیں۔ اور گواہی کے طور پر وہ اپنے کلام وعلم کو پیش کرتا ہے۔

(۱۳) بیکدست برداشتن۔ گھبرا کر اٹھا لینا۔ قلم برائے علم وعقل۔ عَلَم۔ برائے لشکر (ترجمہ) سکندر کا اقبال میری نظم کی جہانگیری کے مقابلے میں گھبرا کر اپنا قلم وعلم (علم ولشکر) اٹھا کر بھاگ گیا۔

(۱۴-۱۵-۱۶) نشید۔ الاپ۔ گیت۔ شہنشاہ عرب وعجم۔ مراد از آنحضرت صلعم۔ (ترجمہ) اب میری باری آتی ہے۔ زمانہ سے کہدو کہ نئے سرے سے شاہی مسند کو آراستہ کرے۔ نہیں نہیں غلط ہے۔ میں نے یہ بات برمحل نہیں کہی۔ یہ نغمہ دوسرے نغموں کا گیت ہے (دوسرے مداح بھی ایسی باتیں کرتے ہیں) زمانہ کی کیا حقیقت ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کی تعریف کرنیوالے کے لئے مسند سجائے۔ مطلب :- شاعر قصیدہ میں دوسرے شاعروں کیطرح بادشاہوں کی تعریف نہیں کر رہا ہے۔ بلکہ وہ آنحضرت صلعم کی تعریف میں قصیدہ لکھتا ہے۔ اسلئے وہ خاص مداح ہے اور اسکی مسند آراستہ کرنیوالا بھی کوئی خاص ہی ہونا چاہئے۔

(۱۷) ترجمہ :- (آنحضرت صلعم) نبوت کے محل کی زینت ہیں تعظیم کے طور پر ان کے آستانہ کی خاک نے قسم کو شرف کی بلندی بخشی ہے۔ (ان کے آستانے کی قسم معزز سمجھی جاتی ہے)

(۱۸) عدیل۔ ثانی۔ مدمقابل۔ تمرزدہ نوشتند کے فاعل قضا وقدر ہیں۔ (ترجمہ) جس دن قضا وقدر نے آپ کا ثانی محالات میں سے لکھدیا۔ اسکی تاریخ پیدائش لفظ "عدم" سے لکھدی۔ (مطلب) قضا وقدر نے آپ کا ثانی پیدا نہیں کیا۔

(۱۹) سنگ روحی۔ بے تعلقی۔ آسیب گرانی۔ بہرا پن۔ اصم۔ بہرہ (ترجمہ) جب آنحضرت بے تعلقی سے خوش کلامی فرماتے ہیں۔ تو گفتگو سے بہرے کے کان کو بہرا پن سے آزاد کر دیتے ہیں۔ (مطلب) اس شعر میں آنحضرت کے ایک معجزہ کی طرف اشارہ ہے۔ کہ جب آپ تکلم فرماتے تھے تو بہرے بھی آپکے کلام معجز نظام کو سن لیتے تھے۔

(۲۰) رایت۔ جھنڈا۔ رم۔ رمیدن سے پریشانی۔ گھبراہٹ (ترجمہ) جب تک آپکے عفو وغضب

نے اپنا سایہ (دنیا پر) نہ ڈالا (اس وقت تک) سکون اور بھاگ دوڑ کی ہیئت تصویر میں نہ آسکی (مطلب) آنحضرت کا عفو باعث آرام و سکون ہے۔ اور غضب وجہ پریشانی و گریہ اس شعر میں صنعت لف و نشر مرتب ہے۔

(٢١) شاہد معشوق۔ کیف و کم۔ کتنا اور کیسا۔ (ترجمہ) جب تک آپ کے علم و عمل کے معشوق نے (دنیا میں) چہرہ نہ دکھایا۔ اسوقت تک کوئی بھی "کتنا اور کیسا" کا فائدہ نہ سمجھ سکا۔ (مطلب) آنحضرت نے اپنے علم و عمل دنیا والوں کو بتایا۔ کہ کتنا علم حاصل کرنا چاہیئے اور اس پر کسطرح عمل پیرا ہونا چاہیئے۔ اور علم و عمل کا فائدہ کیا ہے۔

(٢٢) کواکب۔ جمع کوکب کی۔ سیارہ۔ طعم۔ مزہ۔ لذت۔ نعم۔ جمع نعمت کی (ترجمہ) آپ کا خوف سیاروں کے حکم کی "تاثیر دور کر دیتا ہے۔ آپ کی ہیئت نعمتوں کی لذت کو بدل دیتی ہے۔ (مطلب) اس شعر میں شاعر نے آنحضرت کے مندرجہ ذیل معجزات کیطرف اشارہ کیا ہے (١) نجم پیدائش کے ستارہ کو منجمین نے نحس بتایا تھا۔ لیکن آپ کے تولد کے سبب وہ ساعت نیک ہو گئی (٢) ایکدفعہ ابوجہل ایک میٹھا خربوزہ آپکی خدمت میں لایا۔ اور کہا کہ ہم جب جانیں۔ اگر آپ اسکی شیرینی کو تلخی سے بدل دیں۔ آپ کی دعا سے وہ خربوزہ تلخ ہو گیا۔ بعض لوگوں نے آپ کے اس معجزے کی طرف اشارہ قرار دیا ہے۔ کہ ایک شخص نے آپ کی خوراک میں زہر ڈالدیا تھا۔ لیکن اس کا اثر بدل گیا۔

(٢٣) بر دوختن۔ سینا۔ آز۔ لالچ۔ (ترجمہ) آپکے انعام نے طمع کی آنکھ اور منہ کو سی دیا۔ اور تیرے احسان نے سمندر کے ہر قطرے کو کھلا دیا۔ (مطلب) آپ نے جس شخص کو نعمتیں بخشیں اُسے پھر کسی چیز کی ضرورت نہ رہی۔ اور آپ کے احسان نے قطرے قطرے سے موتی نکال کر بخشدیئے۔ یا آپ کا احسان دریا کے قطروں سے بھی کہیں زیادہ نکلا

(٢٤) روشن گری۔ صیقل گری۔ مراد اشک (ترجمہ) تیرے انصاف کے آئینہ نے اشک کو بھی صیقل گری سکھا دی ہے۔ اسی لئے رونا دل کو روشنی دیتا ہے (مطلب) اہل عقل کے نزدیک غفلت اور بداعمالی پہ آنسو بہانے سے دل کا آئینہ صاف ہو جاتا ہے۔ حدیث ہے۔ البکاء منور القلوب۔

(٢٥) مردمک۔ آنکھ کی پتلی۔ (ترجمہ) تیرے کوچہ میں آنکھ کی پتلی چاہتی ہے کہ اپنے وجود کے اجزا کو قدم کے اجزا سے بدل لے۔ (مطلب) آپ کی گلی آنکھوں سے چلنے کے قابل ہے۔

(٢٦ - ٢٧) منشی تقدیر۔ کاتب تقدیر۔ قضا و قدر۔ اقلیم قدیم۔ قدیم ولایت مراد از ملک عدم این دار مراد از دنیا۔ سدرہ۔ سورا ستے۔ کثرت کے معنوں میں آیا ہے۔ تہی مرتبہ۔ (ترجمہ) جس دن سے آپ نے ملک عدم کو چھوڑا۔ اور اس دنیا میں تشریف لائے۔ اتنی مدت میں آپکی
[illegible] ۔ لیکن (

آپکی بزرگیاں شمار سے باہر تھیں۔ اس لئے معرض تحریر میں نہ آسکیں۔ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت منشی تقدیر کو آپکی جدائی بہت شاق گذری۔ اور اس نے آپکی بزرگیاں بیان کرنے کیلئے بارہا قلم کو تراشا۔ لیکن اُسے جرأت نہ ہوسکی)

(۲۸) حریم۔ گھر کی چار دیواری۔ گھر۔ تن در دادن۔ راضی ہونا۔ (ترجمہ) اگر حضرت جبرئیل آپ کے گھر میں تشریف لائیں۔ تو بھی آپکا جسم تعظیم کیخاطر جھکنے کیلئے راضی نہ ہوگا۔ (مطلب) اگرچہ حضرت جبرئیل کا شمار مقربین فرشتوں میں ہوتا ہے۔ لیکن پھر بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپکی تعظیم کے لئے نہیں اٹھ سکتے

(۲۹) امکان۔ وہ شے جس کے عدم و وجود دونوں ضروری نہ ہوں۔ ماسوائے اللہ حَشَم۔ نوکر۔ چاکر۔ سپاہی۔ لشکر۔ حادثہ آراستن۔ ظاہر ہونا۔ ظہور میں آنا۔ (ترجمہ) جس رعنا امکان حشم کا ظہور ہوا۔ تو وہ چاہتا تھا۔ کہ اس کا لشکر آپ کے انصاف کیلئے سایہ میں ہی رہے۔

(۳۰) کون۔ وجود ہونا۔ جہمات۔ جمع مہم کی بڑا کام۔ (ترجمہ) جب تک قضاوقدر نے آپکے وجود کو اصلی جہمات میں سے شمار نہ کیا تھا۔ (اس وقت تک) (انہوں نے) لفظ ’اہم‘ کا مطلب نہیں سنا تھا۔ (مطلب) شعر کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت کی ذات اقدس کا ظہور نہایت اہم اور ضروری تھا۔ اور ایجاد عالم کی غرض وغایت فقط آپکی پیدائش ہی تھی۔ ”لولاک لما خلقت الافلاک“ (آپ کی ذات مبارک کے بغیر یہ افلاک بھی پیدا نہ کئے جاتے“)

(۳۱) وجوب۔ وہ شے جس کا ہونا ہر زمانہ میں ضروری ہو۔ آزاد جو کسی کے سہارے پر قائم نہ ہو۔ اور ممکن الوجود۔ وہ چیز جو کسی دوسرے کے سہارے پر قائم ہو۔ خدا تعالے کے سوا ہر چیز۔ مورد۔ وارد ہونے کا مقام۔ متعین۔ مقرر۔ اطلاق قید۔ آزاد کر دینا۔ اعم۔ جو سب جگہ ہو۔ جسے سب جانتے ہوں۔ (ترجمہ) جب تک قضا وقدر نے) آپکو امکان و وجوب کا مجموعہ نہ لکھا۔ اس وقت تک اطلاق اعم کا مورد (ایسی ہستی جو امکان و وجوب دونوں کی حامل ہو) مقرر نہ ہوسکا۔ (مطلب) اشیائے عالم تمام ممکن ہیں۔ اور خدا کی ذات واجب ہے۔ لیکن ایسی ذات کوئی نہیں ہے جو امکان و وجوب دونوں کا مجمع ہو۔ لیکن یہ خاصیتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات میں پائی جاتی تھیں۔ نور کے لحاظ سے وہ واجب کہے جا سکتے تھے اور انسانی لوازمات جن کا تعلق ممکنات میں سے ہے۔ بھی آپ کی ذات میں موجود تھے۔ اس لئے آپ کو مجمع امکان و وجوب کہا جا سکتا ہے۔

(۳۲) ناقہ۔ اونٹنی۔ محمل۔ کجاوہ۔ مگر یہاں صاحب محمل سے مراد ہے۔ سلمٰی و لیلیٰ۔ عرب کی دو معشوقہ (ترجمہ) تقدیر الٰہی نے آپ کے سلمائے حدوث و لیلی قدم کو ایک ہی اونٹ پر محمل میں

بٹھادیا ہے (آپ کی ذات میں حدوث و قدم دونوں کو جمع کر دیا)۔
(۳۳) افسر۔ کلغی۔ پہلا نمبر (قضا و قدرت) اہل کرم کے مجموعہ کا شیرازہ اس وقت تک نہیں باندھا جبتک کہ آپ کے نام کو فہرست کی کلغی پر نہ لکھا تھا مطلب، اہل کرم کی فہرست میں آنحضرت کا نام گرامی سب سے پہلے نمبر پہ آتا ہے۔
(۳۴) نعت۔ مدح رسول اللہ۔ دم تیغ۔ تلوار کی دھار۔ (ترجمہ) اے عرفی جلدی نہ کر۔ یہ نعت کا راستہ ہے صحرا نہیں ہے۔ آہستہ چل۔ (کیونکہ یہ راستہ پاؤں کے لئے تلوار کی دھار پر ہے۔ (بہت دشوار گذار ہے)
(۳۵) آہنگ۔ طرز۔ نغمہ۔ کئے۔ ایرانی بادشاہوں کا لقب۔ جم۔ جمشید۔ (ترجمہ) ہوشیار رہ۔ کیونکہ شہ کونین (رسول اللہ) کی نعت اور ایرانی بادشاہوں کی تعریف ایک طرز میں نہیں گائی جا سکتی (مطلب) رسول اللہ کی نعت اور شے ہے۔ اور بادشاہوں کی مدح اور چیز۔
(۳۶) ترجمہ:۔ تو اچھی نعت لکھ۔ کیونکہ اس شہر (شیراز) میں لوگ جنس کی خوبی کو دیکھتے ہیں۔ خواہ وہ زیادہ ہو یا کم۔
(۳۷) گیرم۔ میں نے مانا۔ حصر کردن۔ گھیرنا۔ احاطہ کرنا۔ (ترجمہ) میں نے مانا کہ عقل آپ کی نعت کے سامان کا احاطہ کر سکتی ہے۔ لیکن زبان و قلم میں (آپ کی تعریف کرنے کا) یہ حوصلہ کہاں۔
(۳۸) ہِل۔ مت چھوڑ۔ دژم۔ افسردہ۔ غمگین (ترجمہ) اے بادشاہ آپکو اپنی بخشش کی قسم محروم و غمگین عرفی کو اس مقصد سے جسے آپ جانتے ہیں۔ ناامید نہ کیجئے۔
(۳۹) باغ نعیم۔ جنت۔ اصحاب شکم۔ پیٹو۔ حریص۔ اسے (عرفی) انعام میں جنت نہ دیجئے اور اس کے مقصد کو اصحاب شکم کے مقصد سے نہ ملایئے۔ (مطلب) شاعر کا مطلب یہ ہے کہ اصحاب شکم تو کسی لالچ سے عبادت کرتے ہیں۔ لیکن میری عبادت کا مقصد محض محبت اور خلوص ہے۔
(۴۰۔ ۴۱) ہیمہ۔ ایندھن۔ جلانے کی لکڑی۔ طیران اڑنا۔ (ترجمہ) وہ (عرفی) آپ سے خدا کی قرابت چاہتا ہے۔ وہ بہشت کے باغ کو دوزخ کا ایندھن نہیں بنائیگا۔ میں جانتا ہوں کہ ذرہ آفتاب تک نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن ہمت والوں کو اڑنے کا شوق (اسکی طرف) کھینچتا ہے
(۴۲) طبیعی۔ ذاتی۔ مس۔ تانبا۔ اکسیر۔ کیمیا۔ (ترجمہ) ہرچند یہ تانبا (میرا وجود) طبیعی (ناقص) تھا۔ لیکن آپ اپنے فیض کو حکم دیجئے۔ تاکہ وہ اکسیر کرم کا جلوہ دکھائے (مطلب) عرفی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض ناپیدا کنار سے اپنے وجود ناقص میں کمال پیدا کرنے کا

تہنی ہے۔ جس طرح تانبا اکسیر ملنے سے زر خالص میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

(۴۳-۴۴) نغز یدن۔ لڑکھڑانا۔ ذم۔ مذمت۔ ہجو۔ (ترجمہ) میں شرم کے باعث اپنے لب نہیں کھولتا۔ (کوئی نہیں کہتا) اسے وہ لب جاں بخش نعمتوں کے خضر کے لئے آب حیات ہیں۔ جہاں میں آپکی مدح میں لڑکھڑاؤں (غلطی کروں) مجھے معاف کر دیجئے۔ میں حیران ہو گیا ہوں۔ اور مدح و مذمت میں تمیز نہیں کر سکتا۔

(۴۵) حسان۔ مشہور فارسی قصیدہ گو خاقانی کا لقب ہے۔ (ترجمہ) راستی کو حاصل کرنے اور نعت کے شرف نے خاقانی کو بھی اسی طرح شرمندہ کر دیا تھا۔ (مطلب) جب خاقانی جیسا فاضل اجل (شاعر عظیم المرتبت بھی آپکی تعریف نہ کر سکا۔ تو مجھ عاجز کی کیا حقیقت ہے۔

(۴۶) مشیت۔ خدا تعالیٰ کی مرضی۔ (ترجمہ) جب سے خدا تعالےٰ کی مرضی نے آپکی تعریف لکھنا چاہی (اس وقت سے) قلم کو اوپر دیکھنا ہی بھول گیا (مدح میں منہمک ہو گیا)

(۴۷) بسزا۔ اچھی طرح سے۔ مناسب طور پر۔ عقدہ۔ گرہ۔ علم نگوں کردن۔ عاجز ہونا۔ (ترجمہ) عقل بھی آپ کی نعت کی گرہ کو اچھی طرح نہ کھول سکی۔ ایسی جگہ پر اندیشہ بھی عاجز ہو گیا ہے۔ (مطلب) عقل اور اندیشہ دونوں آپکی نعت نویسی میں بیکار نکلے ہیں (نوٹ) دانش نکشاید صحیح ہے۔ بکشاید غلط ہے۔

(۴۸) گریہ کردن مانگنا (ترجمہ) میں آپکی مدح خلوص سے کرتا ہوں۔ نہ کہ علم سے۔ میں حرم کے ہرن کو بتکدہ سے کسطرح لے آؤں۔ (مطلب) جس طرح "حرم کے ہرن کو بت خانے سے لانا" غیر ممکن ہے اسی طرح خلوص و محبت کے بغیر محض علم سے اصلی معنوں میں نعت کا لکھا جانا ناممکن ہے۔

قصیدہ نمبر ۳

یہ قصیدہ بحر ہزج اخرب میں ہے۔ مفعول مفاعلن فعولن ارکان ہیں۔

(۱-۲) دامن برزدن۔ دامن چڑھانا۔ تیار ہونا۔ مردمی۔ مراد از مروت۔ بلا۔ آزمائش کرنا۔ امتحان لینا (ترجمہ) اسے وہ ذات (معشوق) جو (میری) آزمائش کیلئے تیار ہے۔ اور جو مجھے اپنا دیوانہ بنا رہی ہے۔ اگر تو نے مروت کی راہ میں قدم رکھا ہے (مروت کا خیال آیا ہے) تو ہمارے کوچے سے وفا کو طلب کر۔

(۳) ترجمہ:۔ تو مجھے یاد نہیں کرتا اور میں نے کبھی بھی صبا کو خوشخبری کے بغیر نہیں دیکھا۔ (جب ہوا آتی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ تیری طرف سے کوئی خوشخبری لائی ہے۔)

(۴-۵) دلیوانگری۔ حکومت۔ مسلم۔ مانا ہوا۔ تارک چوٹی۔ بلندی۔ سر۔ کفش۔ جوتا۔ (ترجمہ) آج تیری محبت کی حکومت مجھے حاصل ہے۔ جس نے میرے سر کو تاج سے بیگانہ کر دیا ہے (مطلب) تیری محبت حاصل ہوتے ہی مجھے تاج و کفش کی ضرورت نہیں رہی میرے لئے یہ دولت محبت ہی کافی

ہے۔ میرے خیال میں دیوانگی محبت ہے۔ یعنی محبت کا دیوانہ پن۔ دیوانگری کی تحریف مہی کاتب کی دست درازی ہے۔ میرزا غالب نے اپنے ایک خط میں بھی دیوانگری کو غلط ٹھہرایا ہے۔ عرفی سے اسکی توقع بھی نہیں ہو سکتی۔ کہ وہ دیوانگری جیسے غیر شاعرانہ لفظ استعمال کرے۔

(۷) ترجمہ۔ میرا جان و دل تیرے غم سے بھرا ہوا ہے۔ اب میں تیرے لئے کون سی جگہ خالی کر دوں۔

(۸، ۷) سرود۔ راگ۔ قبا۔ چغہ۔ (ترجمہ) میں درد کے سو راگ گانے کے لئے تیار ہوا ہوں۔ لیکن ابھی میں نے ایک آواز بھی نہیں نکالی۔ میں نے ہر ہاتھ میں سو چاک دے دیے ہیں۔ (لباس کی دھجیاں اڑا دی ہیں) اور کندھے پر ایک قبا بھی (باقی) نہیں ہے۔

(۹-۱۰-۱۱) نجوم جمع نجم کی ستارے۔ فتنہ زا۔ فساد پیدا کرنیوالے۔ (ترجمہ) اے بخت تو (میرے ساتھ) ایسا سلوک نہ کر۔ کہ آخر کار میں دعا کو اثر کا ممنون کر دوں۔ یا تو آسمان کے ستم کے ہاتھ باندھ دے۔ یا عطائے مطلب میں کنجوسی کو دور کر دے۔ میں ان فتنہ پیدا کرنیوالے ستاروں کی مصیبتوں پر کہاں تک صبر اختیار کروں۔ (اب صبر پر اختیار نہیں رہا۔)

(۱۲) کارکنان کبریا۔ عالم بالا کے اہلکار۔ افلاک و سیاروں سے مراد ہے۔ (ترجمہ) اے خدا۔ عالم بالا کے ان کارکناں کو میرے ساتھ کیا دشمنی ہے۔

(۱۳-۱۴) معزول۔ الگ کیا ہوا (ترجمہ) جب میں معشوق کے راز اپنے دل سے کہنے لگتا ہوں۔ تو ہوا کو گھر سے باہر کر دیتا ہوں۔ فرنگی اور اسلامی ملکوں اور شہروں میں میں نے ہوا کو الگ کیا ہوا نہیں دیکھا۔ مطلب سب لوگ آج تک ہوا کو پیغامبر بناتے آئے ہیں۔ لیکن میری غیرت اسی کو گوارا نہیں کرتی۔ کہ میں اسے اپنا رازدار بناؤں۔

(۱۵) ترجمہ:۔ میں کب تک شکستہ پا موت کے ہاتھ کو اپنے درمیان میں دیکھوں گا (مطلب) شاعر نہایت غمگینی و پریشان حالی میں کہتا ہے کہ کب تک موت نہیں آئیگی۔ اور میں کب تک ان جھگڑوں سے رہائی نہیں پاؤں گا۔

(۱۶) ترجمہ:۔ حسن کی محفل میں تیرے چہرے نے خورشید سے جگہ چھین لی ہے۔ (سورج کو بھی ذلیل کر دیا)۔

(۱۷) نقش۔ تصویر۔ صفا۔ صفائی (ترجمہ) اگر میرے دل کی صفائی تیرے حسن کی تصویر کو قبول نہ کرے۔ تو میں اسے سینہ سے باہر نکال دونگا (مطلب) میں نے اپنے سینہ کو تیرے جمال کی تصویر کو قبول کرنے کیلئے صاف کیا تھا۔ اگر ایسا نہ ہوا۔ تو یہ صفائی کسی کام کی نہ ہوگی۔

(۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲) چیرہ سے راپیش کردن۔ کسی چیز پر سبقت لے جانا۔ تیز نکل جانا۔ بیاد دادن۔ برباد کرنا ضائع کرنا۔ ذکا۔ طبیعت کی تیزی۔ بکف آوردن۔ حاصل کرنا (ترجمہ) آسمان

مجھ سے کب تک کہتا رہیگا۔ کہ اے (عرفی) تیرا وہم تو ہوا سے بھی آگے نکل گیا۔ تو نے فلاں کے عشق میں عقل و ذکا کے سرمایہ کو برباد کر دیا۔ اگرچہ وہ ٹھیک کہتا ہے لیکن پھر بھی ظلم کو بڑھانے والی خاموشی کے ساتھ میں طبیعت کے گھر کے گوشے میں چلا گیا۔ تاکہ تعریف کو مرہون شرف کر دوں (ثنا کی عزت بڑھاؤں) اور (اپنی طبیعت کی گہرائی سے) ایک ایسا خزانہ حاصل کروں۔ جو کہ رسول اللہ صلعم کی نعت کے لائق ہو۔

(۲۳-۲۴) درج۔ ڈبہ۔ آویزہ۔ گوشوارہ۔ دستے یہاں قسم یا نوع کے معنوں میں آتا ہے۔ ترجمہ) میں (اپنی طبیعت سے) موتیوں کی ایسی ڈبیا نکالوں جو گوش انبیاء کا گوشوارہ بننے کے لائق ہو (ایسا کلام کہوں۔ جو انبیاء غور سے سنیں) اس قسم کے شعر لکھوں۔ جو اولیاء کے مجموعۂ لطف کے قابل ہو (جسے اولیا پسند کریں)

(۲۵-۲۶) داغ کردن۔ جلانا۔ سما۔ آسمان۔ جود بمعنی بخشش۔ دست و دل۔ قوت و ہمت بال و پر۔ طاقت و زور (ترجمہ) اب میں (اشعار کو) اپنے دل سے زبان پر لاتا ہوں۔ تاکہ آسمان کے دل کو جلا دوں (آسمان بھی میرے کلام پر رشک کرے) اسے وہ جس کی سخاوت بخشش کے لئے قوت و ہمت ہے۔ اور جس کا ارادہ ہو اسکے لئے طاقت و زور ہے۔

(یہ قصیدہ ناتمام ہے)

قصیدہ نمبر ۴

بحر ہزج اخرب مکفوف محذوف "مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن" ارکان ہیں۔ یہ قصیدہ عبدالرحیم خانخاناں کی تعریف میں ہے۔

(۱-۲) ہم بمعنی ہمہ۔ تمام۔ ہمگی گوش۔ سراپا گوش۔ جذر اصم۔ وہ جذر جو پورا تقسیم نہ ہو سکے۔ مادرزاد بہرہ ہونا۔ (ترجمہ) اے وہ شخص جس نے تیغ اور قلم کو اپنے سایہ (حمایت) میں اکٹھا رکھا ہے۔ اور (اپنی عنایتوں سے) سخاوت کے دیوانہ کی تعمیر کی ہے۔ خان خاناں جمشید کا مرتبہ رکھنے والا ہے۔ اور اسکی گفتگو کا اثر بہرے کو پھول کی طرح سراپا گوش بنا دیتا ہے۔ (مطلب) بہرا بھی اسکی بات کو توجہ سے سنتا ہے۔

(۳) این جام۔ سورج سے مراد ہے۔ زود ا عنقریب۔ نزدیک ہے (ترجمہ) آسمان نے یہ جام خورشید جو تیری روشن چہرہ سے بنایا ہے۔ نزدیک ہے۔ کہ (یہ جام خورشید) جمشید (خانخاناں) کی شہرت کے پھول کو غنچہ بنا دے (تیرے آگے اسکی شہرت جاتی رہے)

(۴) ترجمہ:- تیرا غصہ بخشش اور جزا کو برابر سمجھتا ہے۔ اور تیرا کرم لا و نعم (نہیں اور ہاں) کو ایک ہی بات خیال کرتا ہے۔ (مطلب) جب تو غصہ کی حالت میں ہوتا ہے تو تیرے سامنے

کسی پر مہربانی کرنا یا چھوڑ دینا دونوں برابر ہیں۔ اور تیری زبان پر ہمیشہ لفظ بہل ہی رہتا ہے۔
(۵) رشح پانی کا ٹپکنا۔ چکیدگی۔ (ترجمہ) تیرے قلم کی چکیدگی تمام لوگوں کو ہمیشہ دولت بخشتی ہے، لیکن اس کا سرمایہ کم نہیں ہوتا۔
(۶) تنک مایہ۔ محتاج۔ صفر رقم را۔ رقموں میں صفر دیکر۔ (ترجمہ) اگر تو ادنیٰ تنگ رقموں میں صفر دے دے کر انعام دیتا رہے۔ تو بھی تیرے احسان کا خزانہ محتاج (کم) نہیں ہو سکتا۔
(۷) طلسم۔ شکل۔ (ترجمہ) آسمان نے تیرے دروازے کی بندگی کی خاک سے ایک ایسی شکل بنائی ہے۔ کہ قسم تیرے دروازے کے باہر نکل نہیں سکتی۔ (مطلب) قسم ہمیشہ کسی بندگ شے کی کھائی جاتی ہے۔ تیرے دروازے کو اتنی بزرگی حاصل ہو گئی ہے۔ کہ سب اسی کی قسم کھاتے ہیں۔
(۸) طرف گرفتن۔ حمایت کرنا۔ (ترجمہ) شیخی کی لڑائی میں تیرے انصاف کے سبب خوشی نے خوشی اور غم نے غم کی حمایت نہ کی۔ (مطلب) تیرا انصاف سب کو اپنی جگہ پر رکھتا ہے۔ کسی کو آگے بڑھنے نہیں دیتا۔
(۹) ترجمہ۔ اگر سکہ نے زمانہ سے سن لیا۔ کہ تیرے ہاتھ نے درم کو رد کر دیا ہے تو وہ (سکہ) اسے (درہم) اپنی آغوش سے باہر پھینک دیگا۔ (مطلب) سکہ نے فقط تیرے ہاتھ میں پہنچنے کی خاطر درم کو آغوش میں لیا تھا۔ لیکن جب اُسے یہ امید نہ رہیگی۔ تو وہ اپنے درم کو پھینک دیگا۔
(۱۰) تملق۔ چاپلوسی۔ (ترجمہ) جب سے تیری ذات کے گوہر کو حدوث میں شمار کیا ہے۔ اس وقت سے قدم حدوث سے سو طرح کی چاپلوسی کرتا ہے (کیونکہ تیرے حادث ہونے سے حدوث نے شرف اور بزرگی پائی ہے۔
(۱۱) شبہ۔ مثل۔ دودہ۔ خاندان۔ ترجمہ۔ میں تیری مثل سے واقف نہیں ہوں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں۔ کہ عدم کی دوشیزہ نے تجھ جیسے خاندان سے (کسی کو) نہیں جنا ہے۔ تیرے جیسے خاندانی پیدا نہیں ہوئے۔
(۱۲-۱۳) جنین وہ بچہ جو ابھی ماں کے پیٹ میں ہو۔ فرتوت۔ بہت بوڑھا۔ فزم۔ محروم۔ مایوس۔ ہارم۔ بڑھاپا۔ پیری۔ (ترجمہ) اگر تیرے عدل سے جنین کی طبیعت میں اعتدال آجائے تو مایوس بوڑھے کھوسٹ کے لئے وہ زمانہ آجائے کہ گمشدگی کے باعث قلم میں پیری کے مفہوم کو بیان کرنے کی قدرت ہی نہ رہے (پیری دنیا سے بالکل معدوم ہو جائے)۔
(۱۴) اگر تیرے حاسد کا رتبہ ہنر کی وجہ سے بلند بن جائے تو (پھر بھی بد قسمتی سے) رقم کے آگے صفر بڑھانے سے اسکی قیمت کم ہو جائے۔

(۱۵) بدخواہ۔ دشمن۔ آشتی۔ دوستی۔ غنم۔ بھیڑ۔ (ترجمہ) تیرا دشمن (اسلئے) خوش ہے کہ آسمان کی اسکے ساتھ صلح ہے۔ وہ غافل ہے کیونکہ بھیڑیے کی دوستی بھیڑ کو مار دیتی ہے۔
(مطلب) آسمان بھی تیرے دشمن کو کبھی نہ کبھی دن مار دیگا۔
(۱۶) تیرا سخی ہاتھ ہمیشہ بخشش کرتا رہتا ہے۔ تیری ذات میں زیادتی اور کمی کو دخل نہیں ہے۔
(مطلب) تو نہ کبھی فضول خرچی کرتا ہے۔ اور نہ کبھی کسی کو اسکے حق سے محروم واپس کرتا ہے۔
(۱۷) شان کا مرجع تیغ و قلم ہیں۔ ہم دخل۔ برابر۔ (ترجمہ) مرتبہ کے لحاظ سے تیغ و قلم دونوں برابر ہیں کیونکہ تیرے ہاتھ نے بہت محبت سے دونوں کو مند دیا ہے۔
(۱۸-۱۹) آہوئے حرم یعنی غربا و ضعفا۔ آہوئے حرم پر تلوار نہیں اٹھائی جاتی۔ عطسہ۔ چھینک مراد از تیر (ترجمہ) جس دن تو مردانگی دکھائیگا۔ اس روز غریبوں اور کمزوروں کے سوا کوئی بھی تیری تلوار سے ناواقف نہیں رہیگا۔ جو تیر بھی تیری کمان سے نکلیگا۔ وہ زندگی کے گریبان میں نیستی کو گرادیگا
(مطلب) لڑائی کے دن تیری تیغ اور تلوار غریبوں اور کمزوروں کے سوا تمام دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔
(۲۰) اکمہ۔ اندھا۔ سقیم۔ اصل لفظ سقیم ہے۔ بیمار عیب دار (ترجمہ) جہاں تیرا خوف تپ لرزہ کو عام کر دیتا ہے۔ وہاں اندھا بھی بیمار کی نبض کو ہلتی ہوئی دیکھتا ہے۔
(۲۱) طینت۔ سرشت۔ فطرت۔ نسیان۔ غلطی۔ بھول (ترجمہ) تیری یاد چیزوں کی فطرت میں داخل ہوگئی ہے۔ تیری بھول (تجھے بھول جانا) جمشید کی شہرت کو شرمندہ کرتی ہے۔
(۲۲) بیع۔ خریدنا۔ قانون سلم۔ کسی چیز کی قیمت کا بیعانہ۔ اس کے تیار ہونے سے ہی دیدینا کٹوتی۔ افلاک۔ کارکنان قضا و قدر (ترجمہ) قضا و قدر کے کارکناں نے تیری تمنا کو خرید نے کے لئے قانون سلم کو مشیت کے آغوش میں رکھ دیا۔ (پہلے ہی تیری قیمت ادا کر دی)
(مطلب) کارکنان قضا و قدر اسکی تمنا کے پیدا ہونے سے پہلے ہی تیرے مدعا کو پورا کرنے کی کوشش میں رہتے ہیں۔
(۲۳) کارگہ۔ کارخانہ۔ (ترجمہ) تیرے انصاف کے کارخانہ میں ستم نے بہت سے ہنر سیکھ لئے ہیں۔ اور تیرے عدل نے اُسے بیٹا بنالیا ہے۔ (مطلب) تیرے عدل و انصاف کے زمانے میں ستم کو بھی حد اعتدال کے آگے بڑھنے کی جرأت نہیں ہوتی۔
(۲۴) سقم۔ بیماری۔ ترجمہ۔ (بیماری) تیرے مشورہ سے صحت کی دوا حاصل کرتی ہے (اسی لئے حضرت مسیح نے (بیماروں کے معالجہ کے لئے بیماری کو (اپنی جگہ) بٹھادیا ہے۔ (مطلب) تیری رائے کے سبب بیماری کو صحت حاصل ہوگئی ہے۔

(۲۵) رد کردن ۔ دور کرنا ۔ ترجمہ :۔ تیرا (جوان) بخت بڑھاپے کے سامان کو دور کر رہا ہے۔ میں ڈرتا ہوں کہ میرے معشوق کی زلفوں کے خم کو جو اسکی آرائش کا سبب ہے۔ دور نہ کر دے (کیونکہ معشوق کی زلفوں کی خمی بھی بڑھاپے کی نشانی ہے)

(۲۶) خصم ۔ دشمنی ۔ وَرَم ۔ سوجن بیماری کے باعث جسم کا پھول جانا یہاں موٹاپہ کیے ٹھٹے پاٹے جاتے ہیں۔ (ترجمہ) تیرے دشمن کے سینہ میں بہت سا حسد جمع ہو رہا ہے۔ ممکن ہے وہ موٹاپے میں آسمانوں کے سینہ سے بھی بڑھ جائے (مطلب) دشمن تیرے مرتبہ اور کامیابی پر آسمان سے بھی زیادہ حسد کرتا ہے۔

(۲۷) رُوبہ صفتی ۔ لومڑی جیسی عادت ۔ مکر و فریب ۔ روبہ گرائیدن ۔ آگے پیچھے پھرنا ۔ چاپلوسی کرنا ۔ تپ لازم ۔ شیر نیستاں جو ہر وقت تپ و حرارت میں رہتا ہے (ترجمہ) اگر تیرا دشمن مکر و فریب سے (تیری) چاپلوسی کرے ۔ تو اسکی سردی (نامردی) شیر نیستاں کی حرارت بھی بڑھ جائے ۔ (مطلب) تیرے دشمن کی خوشامد ایسی بے اثر ہے کہ تجھ پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا

(۲۸-۲۹) کوس ۔ نقارہ ۔ کاہش ۔ گھٹنا کاہیدن مصدر سے ۔ گدازش گر ۔ پگھلانیوالا ۔ (ترجمہ) جب تیرے دشمن نے دیکھا کہ تیری ذات عدم کیلئے سرمایہ حیات ہے ۔ (عالم کو تیری ذات سے زندگی حاصل ہے) تو اس نے حیاتِ ابدی کا نقارہ بجا دیا ۔ (اس نے سمجھا کہ میں ہمیشہ زندہ رہوں گا) تقدیر نے اس کے جسمانی اجزا کو گھٹانے کیلئے پگھلانیوالے غم کو فنا کی اکسیر دے دی ۔ (غم نے اُسے گھلا گھلا کر ختم کر دیا)

(۳۰) راگنگر ۔ گویا ۔ کوک کردن ۔ ساز کا ملانا ۔ زیر و بم ۔ سُر ۔ (ترجمہ) تیرے عدل کا گویا مختلف قسم کے راگ گاتا ہے ۔ اور زیر و بم (سروں) کو ملاتا نہیں ہے (مطلب) تو انصاف کے وقت چھوٹے بڑے میں تمیز نہیں کرتا ۔ گنہگار جیسا گناہ کرتا ہے ۔ ویسی سزا پاتا ہے ۔

(۳۱) عدیل ۔ ثانی ۔ مثل ۔ ماحی ۔ محو کرنیوالا ۔ مٹانے والا ۔ (ترجمہ) تیرا ثانی گم ہے لیکن اسکے گم ہونے میں نسیان و عدم کے مٹانیوالے کا کوئی دخل نہیں ہے (مطلب) تیرا ثانی کبھی پیدا ہی نہیں ہوا تھا ۔

(۳۲-۳۳) ستائش گری ۔ تعریف ۔ صوفی ۔ درویش ۔ دل کو غیر حق کے خیال سے صاف کرنیوالا نگہبانیِ دم ۔ نفس کی حفاظت ۔ پاس نفس ۔ جولانگہ ۔ میدان ۔ (ترجمہ) اے ممدوح تیری تعریف کے دنوں میں درویش حفاظتِ نفس کو عیب سمجھتا ہے ۔ چل اور دیکھ کہ تیری مدح کے میدان میں میرے قلم کی حور نے بہشت کا باغ لگا دیا ہے ۔

(۳۴) نوش ۔ شہد ۔ آبحیات ۔ سَم ۔ زہر (ترجمہ) جس مقام پر میری گویائی کی شراب تیری تعریف

حاصل کر لی ہے۔ وہاں زہر میں آبحیات کا اثر پیدا ہو جاتا ہے۔

(۳۵-۳۶) ابوالفرج رونی اور انوری دونوں مشہور شاعر (ترجمہ) اے ممدوح تو انصاف کر کہ آج ابوالفرج و انوری مرجائے تو کیوں غنیمت نہ سمجھیں۔ بسم اللہ معجز نفس سے ان کو زندہ کر دے تاکہ میں قلم پھینک دوں اور وہ قلم اٹھا لیں (مطلب) ابوالفرج اور انوری مرچکے ہیں۔ شاعری میں ان کی حیثیت میرے سامنے ہیچ تھی۔ اگر تجھے یقین نہیں تو اپنے اعجاز سے ان کو زندہ کر کے دیکھ لے۔ وہ مجھ سے ہرگز ہرگز نہیں بڑھ سکتے۔

(۳۷) باز نمودن۔ ظاہر ہونا۔ (ترجمہ) پہلے اس نظم (قصیدہ گوئی) کی راہ انہوں نے ہی (ابوالفرج وانوری) نے ہی اختیار کی۔ اس کے بعد ہم نے بھی اسی راہ کو ظاہر کیا (مطلب) میں نے بھی ابوالفرج و انوری کی زمینوں میں قصیدے لکھے۔ بعد جو کچھ ان سے ناقص رہ گیا تھا اسے میں نے پورا کیا۔

(۳۸، ۳۹، ۴۰) گزاف۔ بیہودہ گوئی۔ (ترجمہ) خدا کی قسم کہ یہ تمام باتیں سچی اور بیہودہ گوئی نہیں ہیں۔ میری سچائی کا یقین کرنا چاہیئے لیکن وہ شخص حاسد ہے جو اس قسم کی باتوں کو جھوٹ سمجھتا ہے۔ وہ عالم انصاف (ابوالفتح گیلانی) جس نے رحلت فرما کر ملک قدم کو شرف بخشا مجھے دوست رکھتا تھا۔ وہ شاعری کا معیار تھا۔ تو بھی تمیز کا خزانہ ہے۔ اور کیا کہا جا سکتا ہے میرے معجزوم (کلام) کو دیکھ لے۔ ابوالفتح گیلانی عبدالرزاق گیلانی کے فرزند تھے۔ علم و فضل میں لاجواب تھے۔ ابوالفتح حسن ابدال کے مقام پر فوت ہوا۔ اور وہیں دفن ہوا۔

(۴۱) عار۔ ننگ۔ (ترجمہ) جتنا تیری ہجو کھٹ کو میری نسبت سے (مجھ سے) عار ہے۔ اتنا ہی میری نسبت سے ملک عجم کو ناز ہے۔

(۴۲) گردن نہادن۔ راضی ہونا۔ منت۔ احسان۔ بذل۔ عطا۔ منعم۔ نعمت دینے والا (ترجمہ) میں تعریف تو کرتا ہوں لیکن ہرجائی اور لالچی نہیں ہوں۔ میں ہر عطا اور بخشش کے احسان پر راضی نہیں ہوتا ہوں نعمت دینے والا ایک ہے۔ ایک نعمت ہے۔ ایک احسان ہے اور ایک شکر ہے۔ خدا کا سو مرتبہ شکر ہے کہ تقدیر نے قلم کو ایسا ہی چلایا (ایسا ہی لکھا) (مطلب) میں لالچی اور ہرجائی قصیدہ گو نہیں ہوں۔ ایک ہی منعم کا مداح ہوں۔

(۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸) آواز دادن۔ آوازہ کسنا۔ ژاژ خائیدن۔ بیہودہ بکنا۔ باد پیمودن۔ فضول کام کرنا۔ حاتم۔ عرب کا ایک مشہور سخی ہوا ہے۔ (ترجمہ) اگر کوئی جاہل پھبتی اڑائے۔ کہ یہ کیا گاتا ہے۔ کسی کے پاس حاجت لے کر نہ جا خواہ زیادہ ہو یا کم۔ میں اسے کہتا ہوں کہ جا فضول بکواس اور بیکار باتیں نہ کر۔ یہ درجہ لالچی طبع

لالچ نہ کرنا) حاتم و جمشید کو کبھی میسر نہ آیا۔ مخلوق مخلوق ہوتی ہے (گویا) جہانبانی سب بادشاہوں اور غلاموں کی سرشت برابر ہے۔ بادشاہ اور فقیر و مفلس لباس اور روٹی کی طلب میں ایک ہیں۔ تک کر کار گنواں نقش و قدر فن سے سمجھ اور پیٹ و انہیں نہ سمجھیں (ترجمہ) تک دامن حیا میں ایک اس کا (مانگنے والے کا) سبز کیا ہے۔ ایک دروازے سے مانگنا اس کا عیب کیا ہے۔ نعمت (روٹی) کے لئے ہر دروازے پر جانا۔

(۴۹) براہین۔ جمع برہان کی۔ دلیل۔ حکم۔ جمع حکمت کی۔ (ترجمہ) اے خدا تو مجھے یہ عیب (بدر بھرنے کا) مت دے۔ تاکہ اس برائی کو آراستہ کرنے کے لئے مجھے دوبارہ دلائل اور حکمت کی ضرورت پڑے۔

(۵۰) ترجمہ:۔ اے عرفی تو فضول گوئی کر رہا ہے۔ دعا کے لئے تیز قلم ہو جا۔ (قلم کو تیز کر کے) جلدی کر کہیں تحریر کا میدان تنگ نہ ہو جائے۔

(۵۱، ۵۲) آویزش۔ لگاؤ تعلق۔ کہ۔ کاہ کا مخفف ہے۔ گھاس۔ بیچارہ ایک قسم کا یاقوت ہے۔ جو گھاس کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ شیفتہ۔ عاشق۔ (ترجمہ) جب تک خواہش کی کشش اور مقصد کے تعلق سے گھاس اور یاقوت کی طبیعت میں لالچ اور کشش ہے۔ اسی وقت تک ابد تیری زندگی کی خواہش میں شیفتہ رہے۔ اور تیرے عہد کے لگاؤ سے قدیم کو شرف (حاصل) رہے۔

(۵۳) خنجر۔ کارخانہ۔ صنعت تحلیل۔ حل ہونے کی صفت (ترجمہ) جب تک آگ اور پانی میں تحلیل ہونے کی صفت موجود ہے۔ تیرے دشمن کی آنکھ اور دل ان کا (آگ اور پانی) کارخانہ رہے۔ (مطلب) تیرے دشمن کی آنکھ روتی رہے اور دل جلتا رہے۔

قصیدہ نمبر ۵

بحر رمل محذوف یا مقصور۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن یا فاعلان ارکان ہیں۔

(۱، ۲) بد سرشتی۔ المطل۔ بداعمالی۔ رعشہ۔ کپکپی۔ تھرتھراہٹ۔ وہ بیماری جس سے ہاتھ پاؤں کانپتے ہیں۔ (ترجمہ) اے عرفی ناامیدی تیری بداعمالی پر گواہ ہے جس طرح روسیاہی (سرخروئی) گناہ سے دور رہتی ہے۔ اسی طرح میں حسن عمل (نیکیاں اعمال) سے دور ہوں۔ میں نے عیب پانے اور سینہ پانی کے سیلاب امید کی صورت دیکھتا ہوں۔ (ایسا اس لئے ہے) کہ شرم (شرمندگی گناہ) کے سبب میری نظر میں رعشہ آ گیا ہے۔ (مطلب) میں نے ایسے ایسے برے گناہ کئے ہیں کہ مجھے عفو کی امید ہی نہیں رہی

(۳) کہربا۔ زرد رنگ کا مہرہ جو گھاس کو اٹھا لیتا ہے۔ (ترجمہ) اگر تیرا گھاس کو کیوں کر تو

صورت میں مجھ جیسی ہے۔ تو کہربا معشوق کے آنکھ کی طرح سیاہ ہو جائے۔ (مطلب) اگر میں گھاس کہہ دوں۔ کہ تو بھی میری طرح زرد رُو ہے۔ کہربا اس سے بہت روٹھ لیگا۔ اور اُسے آئندہ اپنی طرف نہیں کھینچیگا۔

(۴۔۵) شبیہ۔ مثل مانند بشہوت۔ جماع کی خواہش۔ باہ۔ قوت مردمی (ترجمہ) میرے عمل کو میری طبیعت کے ساتھ لگاؤ ہے۔ اور یہ مثال "ربط کفر او بمکافات الہ" سی ہے۔ اگر میں گناہ نہیں کرتا۔ تو یہ کمزوری کی وجہ سے ہے۔ اور یہ بالکل ایسا ہے۔ کہ شہوت کا حریص تو ہے۔ لیکن ضعف باہ (کیوجہ سے مجبور ہے) یعنی میں گناہ کرنا تو چاہتا ہوں لیکن مجبور ہوں۔

(۶۔۷۔۸) دُود دل۔ دل کا دھواں۔ آہ۔ دام بستن۔ جال لگانا۔ (ترجمہ) اے وہ شخص جو کہ اپنے نامۂ اعمال کو اسطرح رکھتا ہے۔ جس طرح عاشق اپنے مصیبت خانہ کو دل کے دھوآں (آہ) سے سیاہ رکھتا ہے۔ اپنے چہرے کو ندامت کے موتی کے پانی سے اسطرح روشن کر۔ جس طرح معشوق کا چہرہ (عاشق کی) نگاہ کی تاثیر (گرمی) سے سرخ ہو جاتا ہے تو کب تک صورت کی جولانگاہ میں نگاہ کا جال لگائے گا۔ (جا) دنیا کے شاہد معنی کی نگاہ میں غوطہ لگا۔ (مطلب) تیرا نامۂ اعمال بُرے افعال سے سیاہ ہو گیا ہے۔ اسے توبہ اور ندامت کے آنسوؤں سے پاک کر۔ تو کبتک اس ظاہری دنیا کیطرف مائل رہیگا۔ جا شاہد حقیقی کی محبت میں غرق ہو جا۔ اور سوائے خدا کے کسی اور کے خیال کو دل میں جگہ مت دے۔

(۹۔۱۰) ہاں۔ کلمۂ تنبیہ۔ خبردار۔ سمند۔ گھوڑا۔ منحرف۔ ٹیڑھا (ترجمہ) خبردار! اے بیوقوف گمرہ۔ گھوڑے کو آہستہ چلا۔ تو (گھوڑے) کو ٹیڑھا چلاتا ہے۔ مستی کی حالت میں ہے اور راستہ تاریک ہے۔ گذری ہوئی عمر کی تلافی ہو سکتی ہے۔ اگر تو گھاس کے (خشک) پتے کو تازہ کر سکتا ہے۔ (مطلب) اے مرد گمرہ۔ تو شاہد حقیقی کو بھولا ہوا ہے۔ دنیاوی لہو ولعب میں مبتلا ہے۔ اپنی زندگی کا بیشتر حصہ عیش و آرام میں گذار دیا ہے۔ جس طرح سوکھی ہوئی گھاس ہری نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح اس گذری ہوئی عمر کی تلافی ناممکن ہے۔

(۱۱۔۱۲۔۱۳) مرحبا۔ حبذا۔ کلمات تعظیم و تعریف۔ آمرزش۔ عفو۔ (ترجمہ) اے ناامیدی تو خوب آئی تیری وجہ سے اب میں اتنا روؤں گا۔ کہ گریہ کی گرمی گناہ کی تاریکی کو دھو دیگی اے عاجزی کی بہار تیرے اثر سے عفو گناہ کے لئے طرف کلاہ سے اگتا ہے۔ شاہد حقیقی ظاہر ہے۔ اور ہم صورت (دنیا) کی طرف متوجہ ہیں۔ ہماری بیوقوف فطرت نادانی کی طرح رُو سیاہ ہے۔ (مطلب) ناامیدی کی صورت میں رونا آتا ہے۔ اور خدا کے حضور میں عجز و انکساری کے ساتھ رونا خدا کی رحمت اور عفو کا باعث ہوتا ہے۔

(۱۴۔۱۵۔۱۶) دیر مجاز۔ دنیا سے کنایہ ہے۔ معبد۔ عبادت گاہ۔ منت۔ احسان۔ تکفیر۔ کسی کو کافر کہنا۔ لیس فی دلقی سواہ۔ میری گدڑی میں اس کے (خدا) سوا اور کچھ نہیں ہے۔ یہ حضرت جنید کا قول ہے۔ (ترجمہ) میری شام کی تلخ گریہ زاری اور صبح کے نالے اس دنیا میں بالکل بے تاثیر اور ضائع ہو گئے۔ اس کے بعد (اب) میں اس عبادت خانے میں رہونگا۔ جہاں (کارکنان قضا و قدر) احسان کے بغیر آہ کے تاثیر کے دامن میں گوہر مقصود رکھ دیتے ہیں لہٰذا میری ایسی حالت ہو جائیگی۔ اگر میری زبان سے لیس فی دلقی سواہ نکلیگا۔ تو لوگ مجھے کافر کہہ کر خود کافر ہو جائیں گے۔ (جیسا کہ کئی لوگ حضرت جنیدؒ کو کفر کا فتویٰ دے کر خود مجرم ہو گئے تھے)

(۱۷) اس شعر میں صنعت گریز پائی جاتی ہے (ترجمہ) اے عرفی اگر تو اس راستے سے چلیگا۔ تو تیرا مقصد دور ہو جائیگا۔ (مراد حاصل نہیں کر سکو گے) یہاں ہمت کے پاؤں کو شاہ (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم) کی امداد کی ضرورت ہے۔

(۱۸) قہرمان۔ حاکم۔ سلطان۔ داور۔ انصاف کرنیوالا۔ اُمّی۔ وہ آدمی جس نے لکھنا پڑھنا نہ سیکھا ہو۔ مرأت۔ آئینہ۔ (ترجمہ) وہ (رسول اکرمؐ) ایسا حاکم ہے۔ کہ آسمان جس کی سند ہے اور ایسا عادل ہے۔ جس کا لقب اُمّی ہے۔ اس کی صورت حقیقت کا آئینہ ہے۔ اور اس کا باطن خدا کی صفت ہے۔

(۱۹) محیط۔ گھیرنے والا سمندر یا دریا۔ (ترجمہ) اگر تیری رائے کا سمندر آسمان پر موجزن ہو جائے۔ تو اس کی موجوں کا دامن خورشید و ماہ کے چشمے کو صاف کر دے۔ (خورشید و ماہ کو بے نور کر دے)

(۲۰۔۲۱) ترجمہ: شب معراج میں جب اس بے مثل اور بے نظیر نے آرامگاہ (منزل مقصود) میں ظاہری لباس کو کندھے سے پھینکا۔ تو حریم ایزدی میں کوئی واقف کار نہیں تھا۔ تا کہ غلط بیں (لوگوں) کا وہم شک و شبہ سے امن میں رہے (مطلب) ان اشعار میں صنعت تلمیح پائی جاتی ہے۔ اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کی طرف اشارہ ہے۔ غلط بیں لوگوں کو جسم خاکی کے عرش پر پہنچنے پر شک گذرا۔ اور حق سبحانہ نے اس وہم کو رفع کر دیا۔

(۲۲۔۲۳) سیما۔ پیشانی۔ کونین۔ دونوں عالم (ترجمہ) (اے ممدوح) آپکی ذات کی نسبت سے ولایت کو شرف ہے۔ آپکے رتبہ کے سائے کے نیچے نبوت کو پناہ ملی ہے۔ آپ خدا کے سایہ میں اور آپکی پیشانی کا نور اس کا ثبوت ہے۔ آپ دونوں کے بادشاہ ہیں اور آپکے طرح طرح کے احسان (آپکی) فوج ہیں۔ (مطلب) آپ کی ذات سے نبوت نے تکمیل پائی۔ اور

اپنے اپنے احسانات گوناگوں سے دونوں جہاں کو تسخیر کر لیا۔

(۲۴-۲۵-۲۶) حفظ - حفاظت - بر بستگی۔ آمادگی۔ نِطاق۔ کمر بند۔ پٹکا۔ طوبیٰ بہشت کا ایک درخت (ترجمہ) آپ کی حفاظت کا نام جابجا خبری اور آمادگی کے لئے شعلے کی کمر پر گھاس کے پتے کا پٹکا باندھتا ہے۔ جب سے ہم نے طوبیٰ کو آپکے باغ کی گھاس کہا ہے۔ اس میں تازہ پتے اور شاخیں نکل آئی ہیں۔ دنیا میں آپکا شاہد عدل لوگوں کے ہاتھوں سے فتنہ کی خوابگاہ میں سنبل و ریحان کا فرش بچھواتا ہے

(۲۷-۲۸-۲۹-۳۰) توشہ۔ سامان۔ توشہ گیر۔ سامان لینے والا۔ مراد فائدہ حاصل کرنیوالا انتفاع۔ فائدہ اٹھانا۔ خوشہ چین۔ خوشہ چننے والا۔ بمعنی فائدہ حاصل کرنیوالا۔ ارتفاع۔ بلندی مزرع۔ کھیتی باڑی۔ سجدہ میر مقصد۔ سجدہ بیتاب ہے سوجیاہ۔ جبین۔ شناکردن۔ تیرنا (ترجمہ) آپ کے دستِ رحمت نے چہروں کو اس طرح آراستہ کیا ہے کہ عشق حسن میں (چہروں کے حسن میں) امید یاس اور اشتباہ اختیار کر لیتا ہے (عشق یاس و امید میں شناخت نہیں کر سکتا) بخشش آپ کے کرم کی ریزش سے فائدہ حاصل کرتی ہے۔ مرتبہ آپ کے مرتبہ سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ آپکی ہستی کے تصور سے اندیشہ دل میں مرجاتا ہے۔ آپ کے آستان کے نشان سے سجدہ جبین میں بیتاب رہتا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام آپ کے علم کے دریا میں تیرتا ہے۔ تو ابد ازل سے کہتا ہے۔ کہ یہ ساحل سے محروم ہے۔ (آپکے علم کا دریا بے پایاں و بیکراں ہے)

(۳۱-۳۲-۳۳) عفت۔ پارسائی۔ تحت الثریٰ۔ زمین کی پستی۔ آب شور۔ نمکین پانی بمنزد (ترجمہ) اے حضرت! آپ میرے حالات سے واقف ہیں جسطرح میری کوشش پارسائی حاصل کرنے میں برباد ہو گئی ہے (اسی طرح میرا حال ہے) اگر کوئی شخص تحت الثریٰ تک کنواں کھودے تو میری بدقسمتی سے نمکین پانی ہی نکلیگا۔ اگر پریشانی کی حالت میں میں تیر آہ نکھوں۔ تو وہ مذاق کا سینہ چیر دے۔ اور باہر نکل آئے۔

(۳۴-۳۵) آسیب۔ تکلیف۔ اخوان۔ اخو کی جمع بھائی۔ غول۔ بھلاوہ۔ جنون کی قسم کی ایک مخلوق (ترجمہ) اے ممدوح آپ میرے نفس کے پوست کو بھائیوں کی تکلیف سے دور رکھیں۔ کیونکہ یہ مروت سوز حاسد بچہ بگناہ کے ساتھ راہ سلوک میں نزدیک غول کے ساتھی ہیں اور کنوئیں کے نزدیک بھیڑئیے گرگ کے ساتھی ہیں۔ (مطلب) میرے نفس کو دنیاوی حرص و آز سے بچائے رکھو۔ کیونکہ یہ دنیاوی ہوس و لالچ یوسف کے مروت سوز بھائیوں کی طرح ہیں۔ مبادا مجھے بھی قعر ذلت میں گرا دیں اس شعر میں صنعت تلمیح ہے حضرت یوسف کے بھائیوں نے اسے جنگل میں لیجا کر ایک کنوئیں میں دھکیل دیا۔ اور یعقوب علیہ السلام سے جا کر کہہ دیا۔ کہ یوسف کو بھیڑیا اٹھا کے لے گیا۔

ش (۲۶-۲۷) مضمر پوشیدہ ۔ جباہ ۔ پیشانی ۔ روسپیدی ۔ دولتمندی ۔ سرخروئی

ترجمہ :- یہ دونوں اشعار دعائیہ ہیں ۔ جب تک دوست کی جولانگاہ میں محبت کے قیدیوں کی پیشانی میں سجدہ کرنے کا گمان پوشیدہ ہے (اس وقت تک) اگر وہ عذر گناہ میں اپنا چہرہ تیری درگاہ کے بغیر (کہیں اور رکھیں یا) لگائیں (تو خدا کرے) کہ سرخروئی کا گمان ان سے دور رہے (وہ کبھی سرخرو نہ ہونے پائیں)

قصیدہ نمبر (۱۶)

ش (۱ تا ۱۳) سپیدہ دم ۔ صبح صادق ۔ استفتحوا

پوری آیت کا ترجمہ یہ ہے ۔ "طلب فتح (پیغمبروں نے) کی (ہلاکت دشمن کے لئے) اور نا امید ہوا ہر سرکش اور مغرور" شاہد بزم ازل ۔ مراد خدا ۔ نجے ۔ سبحان اللہ ۔ بر آغوش ۔ متاع منع کلیم لن ترانی سے کنایہ ہے ۔ اہبطوا ۔ اہبطوا مصرا (اے بنی اسرائیل) تم شہر سے نکل جاؤ ۔ یہاں نافرمانی سے مراد ہے ۔ ان سعیکم مشکورا ۔ تمہاری کوشش پھل لائے گی ۔ شہادت مستور ۔ جس کے شہید کا قاتل معلوم نہ ہو ۔ اس پر احکام شریعت جاری نہیں ہو سکتے ۔ سریر ۔ تخت ۔ صفہ ۔ چبوترہ ۔ حجلہ ۔ چھپر کھٹ ۔ بسود خوشی ۔ نوٹ :- شعر نمبر ۹ میں آشنا کی بجائے ائتینا ۔ شعر نمبر ۱۲ میں صفحہ کی بجائے صفہ اور شعر نمبر ۱۳ میں حسن باہمہ کی بجائے حسن ماہمہ پڑھیئے گا ۔ یہ زیادہ موزوں ہے ۔

ترجمہ :- صبح صادق کے وقت جب میں نے آستین کو شمع شعور پر مارا (مراقبہ میں گیا) تو میں نے عالم بالا سے استفتحوا (مجھ سے کشائش چاہو) کی آیت سنی بزم ازل کے معشوق (خدا) کی آواز میرے دل میں آئی کہ تو تو سراپا وفا ہے ۔ لیکن ہماری خوشنودی سے بہت دور رہتا ہے ۔ واہ ری آپ کی اطاعت اور وا دری ! آپ کی عبادت کہ ہماری اجازت کے باوجود ہمارے وصل سے دور رہتے ہو ۔ اب ہماری آغوش سے اس سے زیادہ دور رہنا جائز نہیں ہے ۔ اگر تجھے اپنے جوتے پر ناز ہے تو ہماری حضوری کی محفل میں آ ۔ اپنی آرزو لا ۔ اور اس سے نہ ڈر ۔ کہ میں نے حضرت موسیٰ سے کہہ دیا تھا ۔ کہ تم مجھے نہیں دیکھ سکتے ۔ بساط عذر آراستہ نہ کر (عذر نہ کر) کیونکہ تو معذور نہیں ہے ۔ اگر چشمہ مقصود پر پہنچ کر ہمارے عشوہ کے ہاتھ نے اس کے (حضرت موسیٰ کے) ساغر امید کو فتور کے پتھر سے توڑ ڈالا تو اس بات کو عشق خوب جانتا ہے ۔ یہ کوتاہی (ہماری) عطا کی طرف سے نہیں ہوئی تھی ۔ بلکہ ہمارے کرشمہ (کے اظہار) کے لئے خلعت طور تنگ تھا (کوہ طور ہمارے جلوہ کے لئے کافی نہ تھا ۔ یا ۔ ہمارے لئے یہ عار تھا کہ ہم کوہ طور پر اپنا جلوہ دکھائیں) تو نافرمانی نہ کر (ہم بلاتے ہیں اور تو تامل کرتا ہے) ایسا نہ ہو کہ تیری سعی وسعی غلط اور نامشکور ہو جائیں ۔ ملاطفت ائتینا کا دروازہ کھلا ہے ۔ اندر آ ۔ کیونکہ تمہاری کوشش آشتی طلب ہے (بارود ہونے

کے قابل ہے) مشاہدہ کی شرابِ مستی ہے۔ اور میکدہ کا راستہ صاف ہے۔ تو مخمور طبیعت کے سبب (جو دنیوی تعلقات کے خمار میں ہے) نزع کی تکلیف میں ہے۔ آ اور (شرابِ دیدار) پی۔ میں تجھے تیری مستی میں شہید کر دوں۔ (تاکہ تمہاری شہادت کامل ہو جائے) کیونکہ شہادت مستور رحمت کے قابل نہیں ہوتی۔ آ کہ شاہدِ وصل تیرے عشق کی طرح تخت پہ بیٹھا تیرے انتظار میں ہمہ تن بینائی ہو رہا ہے۔ اور سر سبز سرور کے دالان میں خوشی کی چھپر کھٹ ہمارے حسن کی طرح ہمہ تن آرائش ہو رہی ہے۔

ش (۱۴ تا ۱۹) جہاندم۔ مصدر جہانیدن یا جہاندن سے یعنی کرنا۔ کودنا۔ منزّہ۔ پاک۔ بستور۔ چار پائے۔ قصور۔ جمع قصر کی۔ محل۔ حبلِ متین۔ مضبوط رسی۔ جوار۔ ہمسائیگی۔ مراد از قرب برشدن۔ چڑھ جانا۔

نوٹ:۔ شعر نمبر ۱۸ میں بملسح کی جگہ براوج پڑھیئے گا

ترجمہ:۔ ان اشعار میں شاعر نے اپنی کیفیت بیان کی ہے۔ اس عطیہ کے نغمہ نے میرے دل پر وہی اثر کیا جو (قیامت کے دن) مردِ دل کے ساتھ آوازِ صور کر گئی۔ (اس نغمہ سے مجھ میں جان پڑ گئی) میرا دل رونے لگا۔ کہ ہاں صبر کو حد سے باہر نکال (زیادہ صبر نہ کر) کیونکہ اس راہ میں کسی کو بھی صابر نہیں ہونا چاہیئے (دل کے گھوڑے کی) عناں ڈھیلی کر کے میں بامِ وصال کے نیچے قدم کی کوشش اور چوپایوں کی سی رفتار کے بغیر پہنچا۔ (ظاہری ٹانگوں سے نہیں بلکہ دل کے پاؤں سے وہاں پہنچا) میں نے پہلے ہی قدم پر جنت کی حور و قصور کو (دنیا دار) عابدوں کیلئے چھوڑ دیا (میں بہشت کے سامان کی طرف ملتفت نہ ہوا) میں نے قرب کی مضبوط رسی پہ ہاتھ مارا (پکڑ لیا) اور بازوئے دل کی کوشش سے حضور کی بلندی پہ پہنچ گیا (معشوقِ حقیقی) کے جذبہ لطف کا کمال مجھے آستین سے پکڑ کر اس حکومت میں لے گیا جہاں سایہ و نور کا رنگ ایک ہی تھا۔ (جہاں نور ہی نور تھا)

ش (۲۰ تا ۲۲) سیفور۔ سیاہ رنگ کا ریشمی کپڑا۔ یمین و یسار۔ دایاں و بایاں۔ مہد۔ گہوارہ۔ منشور۔ حکم۔ فرمان۔ نغمۂ منصور۔ مراد انا الحق۔ مبین۔ ظاہر۔ ناصیہ۔ پیشانی۔

ترجمہ:۔ وہ بزمِ بے زوال جو نورِ حسن و دوستی (حسن و عشق) سے بھری ہوئی تھی۔ انجمن کی سطح پہ عمدہ عمدہ فرش بچھے ہوئے تھے۔ وہ فرش اطلس و سیفور کے نہیں تھے۔ بلکہ گونا گوں مہربانیوں کے تھے۔ گہوارۂ وصال کے دائیں و بائیں طرف ایک ایسی جماعت بیٹھی تھی جو نیکیوں کے سینکڑوں فرمان حاصل کر چکی تھی۔ یہ (جماعت) لوگوں کے طعنوں سے محفوظ اور سیاست سے آسودہ تھی۔ ہر ایک کے سانس سے انا الحق کی آواز ٹپکتی تھی (سب انا الحق انا الحق پکارتے تھے) دعویٰ

منصور کی دلیل ہو کہ ایک ظاہر آیت ہے اُن کی پیشانی "اتحاد" کی تختی پر لکھی ہوئی تھی (یہ جماعت رنگِ وحدت میں رنگے ہوئے تھے)

ش (۲۵ تا ۳۸) صدر۔ صدر صفہ۔ بالا نشین بالا نشیناں۔ شاہِ اختراں۔ مراد از آفتاب۔ فمرد شدم بہ تحیر۔ میں حیرت میں ڈوب گیا۔ جمہور۔ گروہ۔ قصور۔ کوتاہی۔ کمی۔ توتیا۔ ایک دوائی جس سے نگاہ روشن ہو جاتی ہے۔ ناظر و منظور۔ عاشق و معشوق۔ طراز۔ نقش و نگار۔ استجازت۔ اجازت چاہنا۔ عون۔ مدد۔

ترجمہ:۔ اس گروہ کو دیکھنے کے بعد میں نے ایک سردار دیکھا جو اصحاب قرب میں صدر صدور تھا صدر نشینوں کا حسن اُس کے چہرے کے نور سے ایسا معلوم ہوتا تھا (اُس کے نور کے سامنے مدھم پڑتا جاتا تھا) جس طرح آفتاب کے اثر سے ستارے چھپ جاتے ہیں۔ میں حیران ہو گیا۔ کہ اے خدا۔ یہ کون ہے جس کی صورت تمام گروہ کی زینت کا سبب ہے۔ ابھی اس مبارک اثر والے معنے نے میرے دل میں حیرانی کی شاہراہ کو عبور نہیں کیا تھا (میری حیرانی دور نہیں ہوئی تھی) کہ مسندِ حسن پر تنہا بیٹھنے والے معشوق (معشوقِ ازل) نے محبت سے کہا۔ کہ اے راہِ بصیرت سے دور رہنے والے۔ ہماری ہدایت کا کونسا سرمہ ہے۔ جو تو نے نہیں لیا (جو تو نے اپنی آنکھوں میں نہیں ڈالا) اب بھی تیری معنی کی آنکھ میں قصور ہے۔ یہ وہ ہستی ہے (جس کی راہگذر کی گرد ہمارے آستانہ پر پڑی ہوئی ہے۔ اور اس (مٹی) کا ذرہ ذرہ نور کا چشمہ ہے۔ اس کے قدموں کی اجازت لا رہا تاکہ میں تم کو (اس کے پاؤں کی وہ مٹی) دوں کہ جس کا احسان حور کی آنکھ پر بھی ہے (حور نے بھی جسے بطور سرمہ استعمال کیا ہے) اگر تو صبر نہیں کر سکتا۔ تو میں بتاتا ہوں کہ یہ وہ ہے کہ ہم روزِ ازل سے جس کے عاشق ہیں اور وہ معشوق ہے۔ ظاہرا طور پر وہ میرے حسن کا آئینہ ہے۔ اور دراصل وہ میں ہی ہوں۔ حقیقت کے روح و جسم اس کی ذات میں پوشیدہ ہیں۔ اگر اس کا گوہر ظاہر ہونے کی آرزو نہ کرتا تو وجود کا ہاتھ آستین سے گریبان میں نہ جاتا۔ وہ صورت و معنی کا نقش و نگار ہے۔ محمد عربی اس کا نام ہے۔ جس کا نام ہماری زبان ادب سے لیتی ہے۔ اب جب کہ تجھے معلوم ہو گیا ہے۔ تو اس سرمہ کے حاصل کرنے کے لئے جلدی تحفۂ مقدور لا۔ خداوند کریم کی مہربانی کی مدد سے میں نے ایک لمحہ میں ایک قصیدہ لکھا۔ جس کا مطلع یوں شروع ہوتا ہے۔

نوٹ:۔ یہاں تک قصیدہ کی تشبیب تھی۔ اب اگلے مطلع سے مدح شروع ہوتی ہے۔

ش (۳۹) **ترجمہ**:۔ نبوت کا جھنڈا کیا ہی اچھا ہے جو کہ آپ کی نسبت کے باعث فتحمند ہے عشق کا مزاج آپ کے دل کی آمیزش کے سبب رنجور ہے۔

ش (۴۰) اگر آپ نور و سایہ کو سکون و سیر کا حکم دیں۔ تو دنیا میں نور و سایہ کے درمیان فاصلہ ہو

جائے۔ مطلب۔ نور و سایہ میں ایسا حجاب ہو جائے کہ دنیا والے بھی اسے دیکھ سکیں جس طرح معجزہ شق القمر کو لوگوں نے دیکھ لیا تھا۔

ش (۴۱) استفادہ۔ فائدہ اٹھانا۔ ہما۔ ایک فرضی پرندہ کا نام۔ کہتے ہیں جس شخص پر اس کا سایہ پڑ جاتا ہے۔ وہ بادشاہ بن جاتا ہے۔ عصفور۔ چڑیا

ترجمہ:۔ تیری طبیعت کے باغ میں ہمائے عقل فیض حاصل کرنے کی بلندی پر چڑیا کے حاصل کرنے کا خواہشمند ہے۔ مطلب جس چڑیا نے آپ کے باغِ طبیعت میں رہکر فائدہ حاصل کیا ہے۔ اس کی بلندیٔ پرواز کا یہ عالم ہے۔ کہ ہمارے ہمائے عقل کی وہاں تک رسائی نہیں ہو سکتی۔

ش (۴۲) آپ کی ہدایت ہر وہ چیز جسم صورت میں کو دکھا دیتی ہے۔ جو حریمِ ایزدی میں چھپی ہوئی ہوتی ہے۔ مطلب۔ آپ کی ہدایت سے وہ اسرارِ الٰہی بخوبی روشن ہو جاتے ہیں۔ جن کا بجز نورِ بصیرت نظر آنا محال ہوتا ہے۔

ش (۴۳) سنین۔ جمع سن کی۔ سال۔ شہور۔ جمع شہر کی۔ بعض وقت "اشہر" بھی اس کی جمع ہوتی ہے۔ ماہ۔ مہینہ

ترجمہ:۔ اگر چاند آپ کی پیشانی کے نور سے روشنی حاصل کرے۔ تو وہ سال و ماہ کا لمعہ (بمعنی روشنی) آفتاب کو دے۔ مطلب۔ بجائے اس کے کہ چاند آفتاب سے روشنی حاصل کرے۔ آفتاب چاند سے روشنی حاصل کرے گا۔

ش:۔ (۴۴) صنع۔ کاریگری۔ گنجور۔ خزانچی

ترجمہ:۔ جب سے (قضاء و قدر) نے آپ کی ذات باہر نکال دی ہے۔ اس وقت سے خزانچی کا تعلق کاریگری کے خزانہ سے نہیں رہا۔ مطلب خزانہ میں صرف آپ کی ذات ہی ایک دولت تھی جب یہ دولت ہی نہیں رہی۔ تو خزانچی کو خزانہ سے کیا واسطہ

ش (۴۵) رماد۔ خاکستر۔ راکھ۔ صبا۔ مشرق کی ہوا۔ دبور۔ مغرب کی ہوا

ترجمہ:۔ اگر آپ کے قہر کے شعلہ کی کرن بادل پر پڑ جائے۔ تو بجلی کی راکھ صبا و دبور کا سرمہ بن جائے۔ مطلب آپ کے قہر سے بجلی بھی جل جائے۔ اور ہوائیں بجلی کی خاکستر کو اڑاتی پھریں۔

ش (۴۶-۴۷) مبرہن۔ ثابت کیا ہوا۔ مسیر۔ سیرگاہ۔ مؤثر۔ اثر کرنے والا۔ ماثور۔ تاثیر کیا گیا۔ اجل رسیدہ۔ مرنے والا۔ جبہ۔ جبیں، پیشانی۔ خجل۔ شرمندہ

ترجمہ:۔ اگرچہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے۔ کہ خدائی صفات وجود کی سیرگاہ میں اثر کرنے والی ہیں ان پر تاثیر نہیں ہو سکتی۔ اگر مرنے والا اپنی پیشانی پر آپ کا نام لکھ لے۔ تو موت دور سے دیکھ کر شرمندہ ہو جائے۔ (موت بھی اپنے فرض سے باز رہے) قضا بمعنی حکمِ خدا۔

ش (۴۸-۴۹) گوشۂ کلاہ شکستن۔ ٹیڑھی ٹوپی پہننا۔ آمر۔ حکم کرنے والا۔ حاکم۔ مامور۔ حکم دیا گیا۔ محکوم۔

ترجمہ۔ قضا نے جس کے حکم میں دونوں جہاں قید ہیں حکومت کی کلاہ آپ کے دامن پر رکھ دی۔ اور کہا آپ اس کلاہ کو ٹیڑھی کر کے سر پر رکھیں۔ کیونکہ دونوں جہان میں آپ حاکم ہیں اور میں محکوم

ش۔ (۵۰) منسوخ۔ دور کیا گیا۔ توڑا گیا۔ مٹایا گیا۔ زبور۔ وہ آسمانی کتاب جو حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔

ترجمہ:۔ آپ کے حکم کے زمانے میں قضا و قدر کا حکم اس طرح مٹ گیا جس طرح قرآن مجید کے نازل ہونے سے زبور کے احکامات زائل ہو گئے تھے۔ مطلب۔ اس شعر میں یہ بات ذہن میں رکھنے کے قابل ہے۔ کہ طلوع اسلام کے وقت تمام مذاہب باطل و منسوخ ہو گئے تھے

ش (۵۱) طعمہ۔ خوراک۔ روزینہ

ترجمہ:۔ اگر آپ کے ضمیر کے چہرے سے نقاب اٹھ جائے۔ تو آفتاب سایہ کی طرح (آپکے) نور کی خوراک بن جائے۔ مطلب۔ آفتاب بھی آپ کے نور کے سامنے ماند پڑ جائے۔

ش (۵۲-۵۳) بضاعت۔ اسباب۔ سرمایہ۔ زکوٰۃ۔ مال نقدی کا چالیسواں حصہ جو فقیروں و محتاجوں کو خیرات کے طور پر دیا جاتا ہے۔ گراں مایگی۔ بیش قیمتی بمعنی دولت۔

ترجمہ:۔ اے بادشاہ (رسول اللہ) آپ وہ ہیں جو سرمایۂ کرم کی زکوٰۃ سے دونوں عالم کو گراں مایگی سے بھر دیتے ہیں۔ میں وہ ہوں جس نے شرکت نوعی (انسانیت) کے ننگ سے گروہ انسانی کے نصیبہ میں ہزار قسم کے قصور کر دیئے ہیں۔

ش (۵۴) سنوات۔ جمع سن کی۔ سال۔ آثار۔ علامت۔ نشان۔ باحورہ۔ گرمی کی شدت۔ ساون کے مہینہ میں اس کی مدت آٹھ دن کی ہوتی ہے۔ اگر اس دوران میں گرمی زیادہ ہو۔ تو ارزانی کی علامت ہوتی ہے۔ اور اگر سردی ہو۔ تو گرانی کی علامت ہوتی ہے۔

ترجمہ:۔ میرے زمانے سے ناامیدی کے آثار چمکتے ہیں۔ جس طرح باحورہ کی علامت سے سالوں (کی ارزانی و گرانی) کی حالت معلوم ہو جاتی ہے۔

ش (۵۵) ریاض۔ باغ۔ غورگی۔ انگور کا کچا ہونا

ترجمہ:۔ میرے تنزل اعمال کا یہ عالم ہے کہ اگر یہ (تنزل اعمال) باغ کی نسیم بھی ہو جائے۔ تو طبعاً انگور پر غورگی کا اثر ہو جائے گا۔ مطلب۔ میرے تنزل اعمال کو اگر نسیم بن کر باغ میں چلنے کا اتفاق ہو تو اس کے اثر سے پکا ہوا انگور بھی دوبارہ کچا ہو جائے۔

ش (۵۶) صوم - روزہ - زلّہ بند - بچا ہُوا کھانے والا - پنجابی میں ٹکّر فقیر کہتے ہیں - سحور - ماہ رمضان کی سحری کھانا۔

ترجمہ :- میرا بچا کھچا کھانیوالا نفس (ٹکّر گدا) روزہ رکھنے کے بغیر ہی گناہوں کی نعمت کی حرص سے جو کہ دراصل معنوی زہر ہے سحری کھا لیتا ہے۔

ش (۵۷) دیجور - تاریک

ترجمہ - میرا کالا چہرہ اپنے احسان کے پانی سے دھو دیجئے - کیونکہ یہ آبِ احسان اندھیری رات کے چہرے سے تاریکی دور کر دیتا ہے۔

ش (۵۸) ترجمہ رہیں، بہت مدّت سے بُرے اعمال کا مالک بنا ہُوا ہُوں - ہمیشہ ایسی میں مقہور رہنے کی کیا ضرورت ہے - مطلب - ایک مُدّت سے گناہوں میں مبتلا ہوں - اب اپنے احسان سے میرے گناہ دُور کر دیجئے۔

ش (۶۹ - ۷۰) نعوذ باللہ - خدا کی پناہ - طے کردن - لپیٹنا - اناث - جمع ہے انثٰی کی - مادہ - ذکور - جمع ہے ذکر کی، کی - نر - اناث و ذکور سے مُراد عورتیں اور مرد ہیں - رعشہ - لرزہ - ایک بیماری جس سے انسان کے ہاتھ اور سر کانپتے ہیں - ارض - زمین - نیشاپور - خراسان کا مشہور و معروف شہر جہاں عموماً زلزلے آیا کرتے ہیں۔

ترجمہ :- خدا کی پناہ - اگر حشر کے دن تیری شفاعت نے مردوں اور عورتوں کے اعمال نامہ کو لپیٹ نہ دیا - تو میری کثرت گناہ کی شرم سے سرزمین نیشاپور کی طرح حساب گاہِ قیامت میں لرزہ پیدا ہو جائے گا - مطلب - اگر آپ نے شفاعت نہ کی - تو میرے گناہوں کی بہتات کو دیکھ کر قیامت کی سرزمین بھی لرزنے لگے گی۔

ش (۶۱-۶۲) انفعال - شرم - شکستہ گلو - وہ شخص جس کے حلق سے آواز نہ نکلے - مہر لب سوال شدن - سوال سے پہلے کسی کو کچھ دے دینا۔

ترجمہ :- جس وقت ہم سوال کریں - اور مغرور (اہل) زمانہ سے شرمندہ ہو کر نفس شکستہ گلو ہو جائے - اُمید ہے - کہ اُس وقت آپ کی عنایت جو ہمارے گناہوں کی طرح غیر محدود ہے، ہمارے لئے "مہر لب سوال" ہو جائے گی - (ہم کو مستغنی کر دے گی)

ش (۶۳) پنجۂ خورشید - یعنی شعاع - کرن - افشاردن - نچوڑنا - خون یعنی پسینہ - مسام - بدن کے چھوٹے چھوٹے سوراخ جن سے پسینہ نکلتا ہے۔

ترجمہ :- اگر میں سُورج کی شعاع کے سامنے دل نچوڑوں - تو مساموں سے پسینہ کی بجائے اندھیری رات ٹپکے گی - مطلب - اِس شعر میں شاعر نے اپنی گناہگاری اور سیاہ دلی کو مبالغہ

کے ساتھ ظاہر کیا ہے۔

ش (۶۴ تا ۶۶) مغفور۔ معاف کیا گیا۔ بخشا گیا۔ استغفر اللہ۔ کلمہ تنزیہ۔ بالکل نہیں، ہرگز نہیں وغیرہ کے معنوں میں آتا ہے۔ کسر۔ کمی، نقص، کوتاہی۔ ذیل۔ دامن۔ ناجی۔ نجات پانے والا۔ مغضوب۔ غضب کیا گیا۔ ولا۔ محبت۔ محشور۔ اکٹھا کیا گیا۔ اٹھایا گیا۔

ترجمہ:۔ بخشش کی امید ناامیدی کے ساتھ وفا نہیں کرتی۔ اس لئے نہیں کہ خدا کی بخشش نے مجھے بخشے جانے کے لائق نہیں بنایا۔ استغفر اللہ! گناہ کی درازی (زیادتی) سے مجھے اندیشہ ہے۔ کہ کوتاہی کی گرد خدا کے عفو کے دامن پہ نہ بیٹھ جائے۔ اگرچہ میں "نجات پانے والا" اور "غضب کیا گیا" ہوں۔ پھر بھی (میرے لئے) یہی بہت ہے۔ کہ کل (قیامت کے دن) آپ کی محبت کے ساتھ اٹھایا جاؤں گا۔

ش (۶۷ تا ۶۹) عون۔ مددگاری۔ دوستی۔ نعیم۔ بہشت۔ نعمت۔ طارم۔ بلند مکان۔ یہاں انگور کی بیل کے معنے پائے جاتے ہیں۔ عنصر۔ اصل۔ بنیاد۔ سرشت۔ آگ۔ پانی۔ ہوا۔ خاک۔ یہ چاروں عنصر ہیں۔ مامور۔ حکم کیا گیا۔ مقرر کیا گیا۔ انجمن طراز بہشت۔ کنایہ ہے رضواں سے۔ بخور۔ خوشبو۔ بخور۔ دھونی کی خوشبو۔

ترجمہ:۔ میں آپ کی نعمتِ عشق کی دوستی کے سبب بہشت سے فارغ (بے نیاز) ہوں نہ دودھ کی ندی کو پہچانتا ہوں۔ اور نہ انگور کی بیل کو۔ میری سرشت محبت کے عود اور وفا کے گلاب سے (بنی) ہے۔ اگر مجھے دوزخ میں جانے کا حکم ہے۔ تو رضوان اہلِ جنت کے لئے خوشبو کی بجائے دوزخ کی آگ کا دھواں لے جائیگا۔

ش (۷۰ - ۷۱) حاشا۔ کلمہ قسمیہ ہے۔ طبیعت کافور۔ اضافت مجازی ہے۔ سونش۔ برادہ۔

ترجمہ:۔ خدا کی قسم۔ اگر آپ کی محبت کا چالیسواں حصہ طبیعت کو دے دوں۔ تو میری طبیعت کافور (جو کہ کافور کی طرح سرد ہے) شراب پہ ہنسے۔ (شراب کو حقیر سمجھے) آپ کی محبت سے میرے سینہ میں کوئی ایسا داغ نہیں ہے۔ جس میں الماس کا برادہ اور زخم کی خاصیت نہیں ہے۔ مطلب آپ کی محبت کے سبب میری طبیعت نے شراب سے زیادہ نشہ پایا ہے۔ اور میرے سینہ کا ہر داغ الماس اور ناسور کی مثل ہو گیا ہے۔

ش (۷۲ تا ۷۵) رؤیا۔ خواب۔ رُسُل۔ جمع ہے رسول کی۔ سر قصیدہ۔ قصیدہ کی تشبیب شارح ودبرگ بمعنی الفاظ وغیرہ۔ طیور۔ بمعنی بلند مضامین۔ حرف عصا۔ اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَمَا تِلْکَ بِیَمِیْنِکَ یَا مُوْسٰی قَالَ ہِیَ عَصَایَ ۚ اَتَوَکَّؤُا عَلَیْہَا وَاَہُشُّ بِہَا عَلٰی غَنَمِیْ وَلِیَ فِیْہَا مَاٰرِبُ اُخْرٰی ۝

ترجمہ :- ایک رات فخرِ رسل (آنحضرت) کے خواب کی دولت سے خواب و شعور (مراقبہ) کے درمیان جس نے (اپنا) علم آسمان پر گاڑ دیا۔ اس قصیدہ کی تشبیب کا سرمایہ وہ خواب ہے۔ میری زبان نے جس میں مضامین کے لئے الفاظ وغیرہ بڑھا دیئے ہیں۔ کسی کو یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے، کہ شعر کی زینت کے لئے میں نے اصل خواب کو بڑھا دیا ہے۔ کہ یہ (محض) مضمون نہیں ہے (بلکہ) یہ مزیدار حکایت تھی، جسے میں نے بڑھا کر بیان کیا ہے۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور پر عصا کی داستان (بڑھا کر) کہی تھی۔ مطلب :- ایک دن میں نے مراقبہ کی حالت میں آنحضرت کو دیکھا۔ وہ دولتِ خواب ہی میرے قصیدہ کی تشبیب کا سرمایہ ہے۔ میرے بیانِ خواب کی درازی محض خیال آرائی و مضمون آفرینی کے سبب نہیں ہے۔ بلکہ یہ حکایت خواب ایک لذیذ حکایت تھی۔ اس لئے میں نے اسے بڑھا کر بیان کیا ہے۔ جس طرح کوہ طور پر خدا نے حضرت موسےٰ سے سوال کیا۔ کہ اے موسےٰ تیرے ہاتھ میں کیا ہے۔ آپ کو یہ بات ایسی لذیذ اور دلپسند معلوم ہوئی، کہ بجائے اس کے کہ جواب میں کہہ دیتے کہ عصا ہے۔ کہنے لگے۔ اے خدا یہ میرا عصا ہے۔ جس پر میں تکیہ کرتا ہوں۔ اور اس سے پتے گرا کر اپنے مویشیوں کو کھلاتا ہوں۔ یہ سارا جواب اس لیئے بڑھایا گیا۔ کہ حضرت موسےٰ چاہتے تھے۔ کہ ان لذیذ باتوں کا سلسلہ قدرے دیر تک جاری رہے۔

لش (۷۶-۷۷) آشیانۂ زنبور۔ بھڑوں کا چھتہ۔ خرابہ۔ ویرانہ۔ نوشدارو۔ تریاق۔ وہ دوا جس سے زہر کا اثر زائل کیا جاتا ہے۔

ترجمہ :- (اے ممدوح) جب تک گمراہوں کا جگر خونچکاں شرم کی نشتر سے بھڑوں کے چھتہ کی طرح (چھلنی) ہے۔ میرا آپ کے آستان (عشق) سے زخمی دل کا ویرانہ آپکی مہربانیوں کی شربت کے تریاق سے آباد رہے۔ مطلب۔ میرا دل آپ کی محبت میں گرفتار رہے۔ اور آپ کی عنایات میرے شاملِ حال رہیں۔

(قصیدہ۔ ۷)

بحر مجتث مخبون مقصور یا محذوف۔ ارکان مفاعلن۔ فعلاتن۔ مفاعلن۔ فعلان یا فعلن۔
یہ قصیدہ جناب امیر علی مرتضےٰؑ کی شان میں ہے۔ اس کی تشبیب زمانہ کی شکایت سے شروع ہوتی ہے۔

لش (۱ تا ۴) طناز۔ ناز سے چلنے والا۔ شوخ۔ فرق۔ سر۔ چوٹی۔ میخار۔ کھجلائے جا۔ مصدر خاریدن (کھجلانا) سے۔

ترجمہ :- میں تمام جہان میں پھرا ہوں۔ افسوس۔ کہ میں نے کسی شہر و ملک میں لوگوں کو بخت بیچتے نہیں دیکھا (تاکہ میں بھی نصیب خرید کر صاحب نصیب ہو جاتا) کفن و تابوت لاؤ۔ اور لباس کو سیاہ

کرو۔ (سامانِ ماتم کی تیاری کرو) کیونکہ امن بیمار ہے اور زمانہ طبیب ہے۔ نازکرنے والے زمانے نے میرے ہاتھ باندھ دیئے ہیں۔ اور میرے سر پہ تلوار مار کر کہتا ہے کہ ہاں! یونہی سر کو کھجلائے جا (زمانہ مجھے ظلم وستم پہ مجبور کر رہا ہے) زمانہ جنگجو ہے اور میں سادہ دلی کی وجہ سے اس کی (زمانہ) مضرت کا دفعیہ وہمی تدبیر دل کے جوش سے کر رہا ہوں۔

ش (۵ تا ۸) منجنیق۔ ایک قسم کا قلعہ شکن آلہ۔ آبگینہ حصار۔ شیشہ کا قلعہ۔ کارگاہِ مینائی۔ مراد۔ آسمان۔ لجاجت خوشامد کرنا۔ نفس نہ زدن۔ بات نہ کرنا۔ خاموش رہنا۔ چنار۔ ایک قسم کا درخت جس سے رات کو چنگاریاں نکلتی ہیں۔

ترجمہ:۔ آسمان منجنیق سے ظلم کے پتھر برسا رہا ہے۔ میں بیوقوفوں کی طرح (پناہ لینے کیلئے) شیشہ کے قلعہ کی طرف بھاگ رہا ہوں۔ (میرے ہاتھ میں) خالی شیشہ ہے۔ اور میں خمار کی حالت میں شراب کے لئے (آسمان کی) خوشامد کر رہا ہوں۔ (وہ شراب نہیں دیتا) اب عجیب بات ہے۔ کہ میں پھر بھی اس آسمان کو (آہ کر کے) نہیں توڑتا ہوں۔ میری یہ حالت ہے۔ کہ نالہ دل سے نکل رہا ہے اور میں خاموش ہوں۔ تعجب نہیں ہے کہ اگر چنار کی طرح مجھ سے چنگاریاں نکلنے لگیں۔ (مجھے وصل کا کرشمہ یا ہجر کا غم مار ڈالے)

ش (۹ تا ۱۲) گرانمایہ۔ نہایت قیمتی، رنگ شکستن۔ رنگ اڑ جانا۔ تہمتِ یوسف۔ جو الزام زلیخا نے حضرت یوسف کو لگایا تھا۔ بارہویں شعر میں "کہ" کدامیہ ہے۔

ترجمہ:۔ میرا دل درد سے ایسا بھرا ہوا ہے جس طرح جگر فغاں سے اور میرا دماغ گلہ سے اس طرح خالی ہے، جس طرح میرا دل غبار سے، میرا تباہ و برباد دل ایسی ناامیدی کی نشانی ہے جو ادھ موئے شکار کو جلد جان نکل جانے سے ہوتی ہے۔ اور وہ اسی کو غنیمت سمجھتا ہے۔ کہ جلد جان نکل جائے ایسی ہی میرے دل کی حالت ہے۔ میرا دل خلوت میں بیٹھے بیٹھے زلیخا کی طرح زرد ہو گیا ہے۔ اور میرا غم تہمتِ یوسف کی طرح بازار تک پہنچ گیا ہے۔ یعنی مشہور ہو گیا ہے۔ میری عمر کی لڑی سے کس نے دن چرا لئے کہ میری جوانی اور بڑھاپا دونوں شبِ تار میں گذر گئے۔ حالانکہ عمروں میں دن بھی ہوتے ہیں۔ اور رات بھی، لیکن میری تمام عمر راتوں (مصیبتوں) میں گذر گئی۔

ش (۱۳ تا ۱۶)۔ نمیزند۔ نہیں رکھتی، شان :۔ اضمار قبل الذکر راجع بہ شاہدانِ تتار،

ترجمہ:۔ میری حیات کا پھول اتنا کملا گیا ہے۔ کہ موت بھی تو شرم سے اپنی دستار پہ نہیں لگاتی، یعنی اس غم میں موت بھی نہیں آتی، منافق دوستوں سے طبیعت اس قدر متنفر ہو گئی ہے۔ کہ میں نے اپنے آگے الماس کی دیوار بنالی ہے تاکہ کسی کے توڑے سے نہ ٹوٹے۔ الماس سارے پتھروں میں زیادہ سخت ہوتا ہے میرے سرہانے بجز ان تصویر دل کے جو تکیہ پہ بنی ہوئی ہیں۔ کوئی بھی

نہیں ہے۔ جو میرے رخساروں کو اپنی آستینوں سے پونچھے، یعنی کوئی میرا ہمدرد و غمگسار دنیا میں نہیں اگر میرا بڑھا بخت معشوقانِ تتار کی زلفوں کو سنوارے تو اس کی بدبختی کے اثر سے ان کے بال بھی سفید ہو جائیں۔ اور ان کی ساری آرائش جاتی رہے۔

نش (۱۷ تا ۲۰) روئے من۔ پیشِ من، لوتہ۔ جھاڑی

ترجمہ:۔ ہر فتنہ جو رات میں سو رہتا ہے۔ صبح کے وقت ہمارے ہی سامنے آنکھیں کھولتا ہے (ہمیں کو مصیبت میں ڈالتا ہے) جب میرے زخموں میں کھجلی ہوتی ہے۔ اور زمانہ اسے کھجاتا ہے۔ تو وہ چیتے کے ناخن ہو جاتا ہے۔ جو تیز بھی ہوتا ہے۔ اور زہر دار بھی۔ اگر طبیب تلخ دوا پینے کے لئے دیتا ہے۔ تو زمانہ اس میں زہر ملا کر پلا دیتا ہے۔ تاکہ میں مر جاؤں۔ اور اگر کسی جھاڑی کے کانٹے کو تکیہ بنا لیتا ہوں۔ تو وہ زلزلہ پیدا کر کے میری آنکھ میں کانٹا چبھو دیتا ہے۔

نش (۲۱-۲۲) زہ بستن۔ تیر اندازی کے لئے تیار ہونا، سوفار:۔ کمان میں وہ جگہ جہاں تیر رکھ کر چلاتے ہیں۔

ترجمہ:۔ اگر میں چیونٹی کو شکار کرنے کے لئے تیار ہوتا ہوں۔ تو وہ سوفار کو وہاں نشانہ بنا دیتا ہے۔ اور ذرا سے فائدہ پر بھی راضی نہیں ہوتا۔ بلکہ اور مارنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ تم یقین جانو کہ منصور نے اس وجہ سے انا الحق کہہ دیا تھا۔ تاکہ سولی پر چڑھ کر زمانہ کے ہاتھ سے چھوٹ جائے۔

نش (۲۳ تا ۲۴) پہلے شعر کے مصرع اول میں کاف مفاجاتی ہے۔

ترجمہ:۔ کل رات میں نے اپنا سر زانو پر رکھ لیا تھا۔ کہ تم نے کبھی نہ سنا ہوگا۔ اور ایسے غم میں مبتلا تھا، کہ خدا پھر ایسا غم نہ دے۔

نش (۲۵ تا ۲۷) اس حالت میں عقل نے مجھے دیکھا۔ اور کہا۔ کہ خدا کرے دنیا میں کوئی شخص تیرا سا نہ ہو۔ تیرے سبب سے تو دنیا میں چار چاند لگے ہوئے ہیں۔ اور تو اپنے سے بیزار یعنی اپنے آپ کو بدحال کر رکھا ہے۔ ایسا دماغ اور پھر رائے نیک اس پر یہ بے سامانی! تیرا دل ایسا صاف شفاف ہے جیسی شراب ہوتی ہے۔ اور تو درد و خمار میں مبتلا ہے۔ یعنی اپنے دماغ اور دل کو ٹھیک راستہ پر لگا۔ اور اپنے لئے بہتری سوچ پہلے اپنی مرض کی تشخیص کر اور یہ سوچ کہ یہ بیماری کیوں پیدا ہوئی۔ اس کے بعد خود اپنا علاج کر، یہ تو سمجھ کہ اگر فلاطون بیمار ہو جائے تو اس کا علاج کون کرے گا؟ وہ خود ہی کرے گا، اسی طرح تو بھی اپنا علاج کر اور ان مصائب سے نجات حاصل کر۔

نش (۲۸، ۲۹):

ترجمہ۔ زمین نے روتے ہوئے اس سے کہا۔ کہ عقل کا اقتضا یہی ہے۔ لیکن ذرا انصاف

کی طرف بھی نظر کر، وہ شخص اِس سر کو کس طرح باسامان بنا سکتا ہے۔ کہ اُس کو جب زانو سے اُٹھایا۔ تو دیوار سے ٹکرا دیا، یعنی اسے اپنی درستی کے لئے سوچنے کا موقع نہیں ملتا۔

ش (۳۰ تا ۳۲) - کحل الجواہر - سرمہ مروارید - البصار - بصیرت - بصر کی جمع -

ترجمہ - عقل نے ہنس کر کہا - کہ تجھ کو تو پریشانی نے کھو دیا ہے - ورنہ اِس راستہ کا ہادی تو تو خود ہی تھا - میں تجھے راستہ دکھاتی ہوں - اور خود اپنے اوپر احسان کرتی ہوں - کیونکہ میرے نقد کو سوا تیرے کوئی پرکھنے والا نہیں، تمام فکروں سے اپنے سر کو خالی کر دے، اور کحل الجواہر الابصار کے مرقد کی خاک پر رکھدے یعنی جناب امیرؓ کی قبر پر سر رکھدے - یہ شعر گرہ میں ہے -

ش (۳۳ تا ۳۵) اچہ - تعظیمی، شکنجہ - آلہ جلد بندی - منظر - کھڑکی - تراکم - ہجوم - بنا - عمارت

ترجمہ - وہ کتنا بلند و رفیع مرقد ہے - کہ زائروں کی نظروں کے ہجوم سے اُس کے دریچہ کی ہوا آسمان تک شکنجہ میں ہے - یعنی نظروں کے ہجوم کی وجہ سے ہوا حرکت نہیں کر سکتی - اُس کو جگہ ہی نہیں مل سکتی - مجھے حیرت ہے - کہ معمار اِس عمارت میں کونسی صنعت کام میں لایا - کہ اِس چھوٹی سی دنیا میں اُس کو بنا دیا - اگر یہ عمارت اپنی بلندی کا سایہ ڈالدے تو دنیا آسمان کی طرح ہو جائے -

ش (۳۶) کتابہ - وہ تحریر جو قبر وغیرہ پر کھود دیتے ہیں، سرنوشت - تقدیر کا لکھا - عالم کون دنیا جامہ یوسفؑ کا وہ لباس جس سے حضرت یعقوبؑ کی آنکھیں روشن ہو گئی تھیں -

ترجمہ :- اِس مرقد کا کتابہ جو دنیا والوں کی سرنوشت ہے - وہ جامۂ یوسف کی طرح آنکھ سے غبار دُور کر دیتا ہے، یعنی جو شخص اپنی آنکھیں اِس پر ملتا ہے - وہ بینا ہو جاتا ہے -

ش (۳۷) تماشہ - دیکھنا

ترجمہ :- کتنی صفائی عمارت میں ہے - کہ جب نگاہ اِس کے دیکھنے کے لئے آنکھوں سے نکلتی ہے - تو واپس نہیں ہوتی - یعنی نظریں چاہتی ہیں - کہ اسے دیکھتے ہی جائیں

ش (۳۸) حریم - چار دیواری، پار - گذشتہ سال (پرسال)

ترجمہ :- اِس کے گنبد کی چھت اِس قدر بلند ہے - کہ جو صدا کسی نے پرسال اِس کی چار دیواری میں نکالی تھی - اِس سال واپس آتی ہے -

ش (۳۹) حوالی - کسی چیز کے گرد اگرد

ترجمہ - اِس دروازے پر رہنے والے لوگ صبح کی قدر کیا جانیں، جس کے آس پاس شام کا گذر نہیں - قاعدہ ہے کہ جو چیز ہمیشہ سامنے رہتی ہے - وہ بیقدر ہو جاتی ہے

ش (۴۰) فانوس - وہ شیشہ جس کے اندر شمع جلائی جاتی ہے - طیارہ - اُڑنے والی

ترجمہ - اگر اِس کے گنبد میں سورج گھس آئے - تو ایسا معلوم ہو - کہ فانوس کے اندر مکھی اُڑ

رہی ہے۔ اس شعر سے شاعر کی غرض مرقد کی وسعت اور نورانیت ثابت کرنا ہے۔

ش (۴۰) سیارہ۔ سیر کرنے والا۔

ترجمہ:۔ پراگندہ ذرّے سے آفتاب کی شعاعیں اس میں ایسی معلوم ہوتی ہیں۔ کہ سارے معلق حرکت کر رہے ہیں۔

ش (۴۲)

ترجمہ:۔ یہ مرقد اتنا بلند ہے۔ کہ اگر کسی چیونٹی کے چلنے سے اس کے حریم میں غبار بلند ہوتا ہے۔ تو تاجِ عرش پہ پہنچتا ہے۔

ش (۴۳)

قبہ۔ وہ عمارت جو قبر پر بنا دیتے ہیں۔ کنگرہ۔ کنگورہ۔ خارداشتن۔ رشک کرنا

ترجمہ اس کے قبہ کی شکل چمن علیح میں ایک پھول ہے۔ کہ آسمان اس کے زمانہ پہ رشک کرتا ہے اس کے گرد کنگرہ نہیں بلکہ خار ہیں۔

ش۔ (۴۴)

ترجمہ:۔ قریب ہے۔ کہ اس مرقد کے خدام اپنی آمد و رفت میں آسمان کے کنگروں کو زمین کے برابر کر دیں۔ اور اُسے رشک کا نتیجہ معلوم ہو جائے۔

ش (۴۵)

ترجمہ۔ اس کے آستانہ سے فلک ایسے ایسے طعنے سُن رہا ہے۔ جو کبھی اس کے کانوں تک بھی نہ پہنچے تھے۔ لیکن کیا کرے کچھ بس ہی نہیں۔ اس لئے اپنے پایوں سے کہہ رہا ہے۔ جب کسی کا کسی پر بس نہیں چلتا تو دُوسروں سے اسے بیان کرتا ہے۔

ش (۴۶ سے ۴۷)۔ زیارت سے مراد زائرین۔ پنجۂ خورشید۔ شعاعِ خورشید۔

ترجمہ:۔ جب اس کے آستانہ پہ زائرین کا ہجوم ہوتا ہے۔ تو آسمان کی پگڑی سر سے گر کر جوتیوں کے نیچے پائمال ہونے لگتی ہے۔ اور اس کا پتہ نہیں چلتا، اور اگر کسی زیارت کرنے والے کے سر سے عمامہ رپگڑی) اگر پڑتا ہے۔ تو اس مرقد کی تعظیم کے سبب سے شعاع خورشید اُس کو راستہ ہی میں گوچ لیتی ہے۔ اور زمین پہ گرنے نہیں دیتی۔

ش (۴۸)

ترجمہ:۔ اس میں جو جنبلی لگی ہوئی ہے۔ اس کے سر سے اگر سُورج سایۂ دیوار کر دے۔ تو وُہ داغ لالہ کی طرح مرجھا کر سیاہ ہو سکتی ہے، لیکن ایسا کبھی ہوتا ہی نہیں۔ کیونکہ آفتاب ان دیواروں سے نیچا رہتا ہے۔

ش (۴۹) سہیل۔ ایک ستارے کا نام جو یمن کی طرف چھوٹا سا نکلتا ہے۔ نشیمن۔ آرام گاہ

ترجمہ۔ اس کی کھڑکی بلحاظ روشنی سہیل یمن کی طرح ہے۔ اور اس کی آرام گاہ میں ہوا اس طرح چلتی ہے۔ کہ نسیم بہار بھی اس کی طرف آتی ہے۔ اور اپنا قبلہ سمجھتی ہے۔

ش (۵۰)

ترجمہ:۔ اگر اس کا چمگادڑ دیوار پر اپنا آشیانہ بنائے تو بیضۂ خورشید کو اپنے شکم کے نیچے سہولے جس طرح صبح سیتی ہے۔ یعنی اس کی دیوار اس قدر بلند ہے۔ کہ سورج اس سے نیچا رہتا ہے

ش (۵۱)۔ رموز۔ رمز کی جمع، مصور۔ نقش کیا ہوا

ترجمہ:۔ غیب کی رمزوں کی تصویریں اس میں ہر دم بنی رہتی ہیں۔ اس دل کی جو صاف اور تصور اسرار الٰہی میں ہو۔

ش (۵۲) شمسہ۔ تابان اور قرص مدور جو زیر کلس ہوتا ہے۔ آفتاب پرست۔ ایک کافر فرقہ جس کو شماسی بھی کہتے ہیں۔

ترجمہ:۔ جس وقت سے آفتاب کی نظر اس کے شمسہ پر پڑتی ہے۔ تو وہ آفتاب پرست ہو گیا ہے۔ اور دن بھر اس کو دیکھتا رہتا ہے۔ اور گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا رہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ آفتاب نکلتے وقت زرد اور غروب ہوتے وقت سرخ ہوتا ہے۔

ش (۵۳ سے ۵۵)

ترجمہ:۔ اے آسمان اگر میں تری ہزار جفاؤں میں سے صرف ایک بیان کروں تو بھی مجھے بھروسہ نہیں۔ کہ تو اس کا انصاف کرے گا آ سنبھل کر بیٹھ اور تیوریوں پر بل ڈال لے اُن لوگوں کی طرح جن کا پیشہ ہی دغا ہے۔ اور پھر اپنی سچائی ثابت کرنے کے لئے بڑا نوردکھا۔ اگر میں ٹھیک نہ کہوں تو کہدے اور شرم نہ کر کیونکہ میری عزت ہی اتنی نہیں۔ کہ کوئی مجھ سے شرم کرے اور بات نہ کہہ سکے۔

ش (۵۶ سے ۵۹) قلب۔ کھوٹا۔ نجف۔ مقام در عراق عرب مدفن جناب امیر المومنین علیہ السلام۔ بازار۔ کنایہ از مرقد مبارک۔

ترجمہ:۔ اے فلک تو مجھ کو دیکھتا ہے۔ کہ ایسے مرقد کا شوق کتنا ہے۔ اور تو یہ بھی دیکھتا ہے۔ کہ میں ایسے بازار میں کس طرح خالی ہاتھ ہوں، یعنی با وجود شوق کے میں زیارت مرقد سے محروم ہوں، نہ تو تو روح القدس کے بازو دیتا ہے۔ کہ میں جلدی سے اڑ کر وہاں پہنچ جاؤں، اور نہ چیونٹی والے پر دیتا ہے۔ کہ کسی طرح بھی وہاں تک پہنچ جاؤں گا۔ خواہ تو مجھے ہند میں ہلاک کر یا تتار میں۔

ش (۶۰ تا ۶۳)
ترجمہ ۔ تجھ جیسے زبردست سے لڑنا عقلمندی کی دلیل نہیں، میں نے اپنی زبان کاٹی۔
اور اپنے کہے سے توبہ کی، مجھ پر رحم کر کیونکہ میں عاجز و مجبور ہوں، دیکھ تو بات کرتے وقت
کیسا خون ٹپکتا ہے۔ میری بات دردناک اور خون آلود کیوں نہ ہو۔ جب کہ جو بات دل سے زبان
تک آتی ہے۔ وہ زخم پر گذرتی ہوئی آتی ہے۔ میری کون مدد کرے میں تو تیر از زیر دست ہوں۔
تو ہی مدد کر، میرا کام کون بنائے، تو ہی کام بنائے گا۔ اور کوئی یار و مددگار نہیں۔
ش (۶۴ تا ۶۶) وسطر ۔ بھنور، سر تر ۔ سخت ۔ کشاید ۔ اسے کشد،
ترجمہ :۔ یہ خوشامد کی باتیں کر کے پھر کہتا ہے ۔ میں درد دل کی وجہ سے کیا کیا بک گیا۔
مجھے شرم آنا چاہیئے، تو ہے ہی کون جو میری مدد کر سکے، اور میرے کام بنا سکے ۔ جس کے شوق
طواف نے مجھے اس گرداب میں ڈالدیا ہے ۔ وہ ذرا سی کشش میں مجھ کو کنارے پر لا سکتا ہے
اب چھپا سٹھواں شعر گریز میں ہے ۔ کہ وہ کون ہے ۔ جس کے شوقِ طواف نے مجھے مصائب میں ڈال
دیا ہے ۔ وہ بادشاہ تختِ ولایت علیؑ عالی منزلت ہیں، وہ دنیائے فہم کے سمندر اور علم و نار کی
دنیا ہیں ۔
ش (۶۷) صحاح ۔ نام لغت عرب،
ترجمہ :۔ عقل اس کی ہمت کی لغت میں اندک کے معنی بسیار لکھتی ہے ۔ یعنی وہ
بڑے عالی ہمت ہیں ۔
ش (۶۸) بر دا شتن ۔ اٹھا لینا، دُور کر دینا،
ترجمہ ۔ اگر اندیشہ کا سہواً آپ کے دشمن کے دل میں گذر ہو جاتا ۔ تو اس میں آئینہ کی طرح
زنگ آجاتا ۔ کیونکہ اس کا سینہ تاریکی سے معمور ہے ۔
ش (۶۹) دائرہ ۔ گول خط ○ ۔ حصر ۔ احاطہ کر لینا،
ترجمہ ۔ آپ کے جود کے حصر کرنے میں ہر وقت دائرہ کی طرح انتہا ابتدا سے مل
جاتی ہے ۔ یعنی آپ کی بخشش کا شمار ہی نہیں ہو سکتا جب انتہا ہو گی ۔ تو دائرہ کی طرح ابتدا
ہو جائے گی ۔ اور اس طرح جود شروع ہو جائے گا ۔
ش (۷۰)
ترجمہ :۔ جس روز آپ پیدا ہوئے تو فلک نے جوہر کل سے پوچھا کہ ابھی میں حرکت کئے جاؤں
یا ختم کر دوں یعنی جس کے لئے میں گردش میں تھا وہ تو پیدا ہو گیا ۔
ش (۷۱)

ترجمہ :- یہ آپ کا خلق ہے۔ کہ آپ کی درگاہ کے سقف کی قندیل، حضرت جبریل کے دل کی نسبت سے عار نہیں کرتی، اور نہ کہاں آپ کا خلق اور کہاں وہ قندیل، چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک۔

ش (۲۷، تا ۳۷) صیحہ۔ آواز، جحیم، نام طبقۂ دوزخ، حدیقہ۔ باغ، عُصّار۔ تیلی

ترجمہ :- آپ کے کیمیا اثر لطف کے خندۂ فیض سے دوزخ باغِ احسان کی شاخ گل بن جاتی ہے۔ اور آپ کے صورِ آثار قہر کی آواز کے وقت بہشت ایک خشک گھاس ہو جاتی ہے۔ جس کو تیلی کولھو میں پیل ڈالتے ہیں۔ یعنی آپ کا لطف و قہر قالب ماہیت کر دیتا ہے۔ ادنیٰ کو اعلیٰ اور اعلےٰ کو ادنیٰ بنا دیتا ہے۔

ش (۴۷) متعدی۔ اپنی حد سے تجاوز کرنے والا

ترجمہ :- اگر آپ کے حلم کا سایہ آفتاب پر پڑ جائے۔ تو آئینہ کی طرح اس کا نور متعدی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ منجمد ہو جائے۔ اور دن بھر بھی نہ نکلے۔

ش (۵۷) نافِ آہو۔ مشک مجازاً

ترجمہ :- آپ کے خلق کا معشوق ایسی خلوت میں بیٹھا ہوا ہے۔ جس کے حرم کی کھڑکی کی خوشبو سے تاتار کے ہرن کی ناف ہو رہی ہے۔ یعنی آپ کا خلق انسان کے دل و دماغ کی خوشبو کی طرح فرحت پہنچاتا ہے،

ش (۶۷) تہوع۔ شدت سے قے کرنا۔

ترجمہ :- جب آپ کی رائے کا خورشید صبح کے وقت نکلتا ہے۔ تو قے کرتے کرتے صبح کا گلا پھٹ جاتا ہے، وہ چاہتی ہے کہ قرصِ خورشید کو قے کر کے نکال دے، اور اس کی بجائے اس نور سے اپنا پیٹ بھر لے۔

ش (۷۷، تا ۹۷) زہ۔ چلۂ کمان، زہ بگوش رسانیدن۔ تیر انگنی کے لئے تیار ہونا۔ مجلیٰ آراستہ اجتہاد۔ حدیث و قرآن سے مسائل شرعیہ نکالنا، سیّئہ۔ گناہ، "سبینہ" غلط ہے۔ ناہید۔ ستارہ زہرہ، موسیقار۔ نام ساز جس کی شکل مثلث کی طرح ہوتی ہے۔ اور ایک جانور کا نام بھی ہے۔

ترجمہ :- آپ کے قصد کی کمان میں ایک ایسی کشش ہے۔ کہ اگر تم نے چلّہ پر تیر چڑھایا۔ اور وہ شکار پر پہنچ گیا، جو عبادت آپ کے اجتہاد سے آراستہ نہیں وہ گناہ سے بھی زیادہ استغفار کی محتاج ہے۔ آپ کے عہد میں زہرہ جیسے مشغولِ لہو و لعب لوگوں نے بھی اس قدر ریاضت کی۔ کہ وہ لاغر ہو کر موسیقار کی شکل ہو گئے۔ یعنی آپ کے زمانہ میں بدعتی بھی متشرع ہو گئے۔

ش (۸۰ تا ۸۱) عقل طراز۔ عقل فعال مدار۔ جائے گردش، ازمنہ۔ زمانہ کی جمع۔

ترجمہ :- اگر عقل فعال دنیا کی درستی میں آپ کے مصالح کے خلاف مدار معیّن کرے تو بے ترتیبی

آجائے، یعنی نہ حرکتوں کے موافق زمانے بدلیں، اور نہ مطابق آثار کے حادثات واقع ہوں، حالانکہ یہ سب باتیں ہونا غیر ممکن ہیں۔

ش (۸۲) ہفت اورنگ۔ ہفت افلاک، شکنج۔ پیچ۔ دریابار۔ دریائے بزرگ

ترجمہ:۔ آپ کے آنگن کا کوڑا ہفت افلاک کا تاج ہے۔ آپ کے معشوق سخا کی زلف کا پیچ دریائے بزرگ کی موج ہے۔ اور فیض دریا معلوم۔

ش (۸۳) خط منطقہ۔ البروج۔ جہاں بارہ برج واقع ہیں۔

ترجمہ۔ آسمان کسی بات کی پرواہ نہیں کرتا، لیکن اگر آپ کے قہر کو بھول جائے۔ اور یاد نہ رکھے۔ تو خط منطقہ اس کی کمر میں زنار ہو جائے، یعنی ایسا کافر ہو جائے کہ دنیا والوں کو اپنے ظلم و کفر سے تباہ و برباد کر دے۔

ش (۸۴) سدرہ۔ درخت کنار جو ساتویں آسمان پر ہے، نشو۔ بڑھنا۔ مجاری۔ جمع مجری۔ جاری ہونے کی جگہ،

ترجمہ:۔ اگر آپ منع کر دیں۔ کہ قوت نامیہ درختوں میں نہ آنے پائے۔ تو سدرہ، طوبیٰ کا شباب بھی شیب سے بدل جائے۔ اور وہ بھی خزاں کی لپیٹ میں آجائیں۔ حالانکہ حادثات دنیوی کا ان پر کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔

ش (۸۵)۔ مفاصل۔ جوڑ بند،

ترجمہ:۔ اگر آپ مفاصل انظار سے اس کی حرکت توڑ دیں۔ تو ابد تک نور پتلی سے پلکوں تک نہ پہنچے۔

ش (۸۶)

ترجمہ:۔ جس شہر میں آپ کے عدل کا جھنڈا آگیا۔ تو ظلم دست ستم کی لمبائی پائے فرار کو دے دیتا ہے۔

ش (۸۸)

ترجمہ:۔ وہ فروغ جو آپ نے آفتاب پر اپنے رخسار سے ڈال دیا ہے، اس سبب سے وہ شرم کے مارے پسینہ پسینہ ہے۔ اور اب تک شرم کی وجہ سے سر نہیں اٹھاتا۔

ش (۸۹)

ترجمہ:۔ آپ کے جمال آفتاب نے دیکھ پایا تھا۔ اس کی شرم سے اب تک جدھر جاتا ہے دیوار سے ملا ہوا چھپا رہتا ہے۔

ش (۹۰ تا ۹۳) شعار۔ استر۔ پا در گل۔ مجبور۔

ترجمہ:- آپ بخشش کا بادل، اُمید کی کاوش ہیں۔ آپ سراپا اہلِ ناموس پر نوازش کرنے والے اور اہلِ ننگ و عار کو نکھارنے والے ہیں۔ دریا نے آپ کی بخشش کی ہتھیلی پر موج فدا کر دی ہے۔ آسمان نے آپ کے مرتبہ پر بلندی نثار کر دی۔ آپ کے غصہ کی مٹی خزاں کی کونپل کی زینت ہے آپ کے لطف کا استر بہار کے جمال کی افزائش ہے۔ میں آپ کی گلی کے عشق میں مجبور ہوں۔ زندگی کا کیا فائدہ ہے؟ (میں یہ چاہتا ہوں) کہ آپ ایک قدم چلیں۔ اور میں ہزار اصل قیمتی جانیں (آپ پر) نچھاور کر دوں

ش (۹۷ تا ۱۰۲) گلخن بھٹی۔ سلسبیل۔ بہشت کے ایک چشمہ کا نام ہے۔ ابلق۔ چتکبرا۔ سفید پاؤں والا گھوڑا۔ گلرنگ۔ سرخ رنگ کا گھوڑا۔ حرون۔ سرکش گھوڑا۔ سرکش۔ کہر۔ سیاہی مائل گھوڑا۔ راہوار۔ تیز رفتار گھوڑا۔

ترجمہ:- آسمان نے میرے دامن کو خیمہ کی طرح سینکڑوں رسیوں اور سینکڑوں میخوں سے باندھ رکھا ہے۔ میں بھٹی میں گر پڑا ہوں۔ اور روضۂ مقدس سے محروم رہ گیا ہوں۔ خدا اہلِ دنیا کے منہ کو سیاہ اور لالچ کے پاؤں کو زخمی کر دے۔ آپ کے کوچہ کا عشق مجھے ہر جگہ ہلاک کرے گا میرے مزار کی خاک پر سبزہ کی بجائے قدم اگیں گے، نہ میرا دامن سلامت ہے نہ ایمان، مجھے اپنی طرف بلالے۔ شاید آپ کی شرم سے میں کمر سے (کفر کا) زنار کھول دوں۔ میں نے جو عہد اپنے دل میں کئے ہیں۔ اُن میں سے ایک یہ ہے کہ میں آپ کے (مزار کے) طواف میں بہت رونگا میں ہزار جانیں آپ کے کوچے میں نثار کروں گا۔ لیکن ابھی میری پونجی یہی ہے کہ چنار کی طرح خالی ہاتھ ہوں۔ اگر مرغِ آتش خوار میرے عشق سے تھوڑی سی آگ کھالے۔ تو (اسے بجھانے کے لئے) سلسبیل میں جاکر غوطہ لگائے۔ اگر میری آنکھیں ابلق کی مانند ہیں۔ تو مجھے کچھ اندیشہ نہیں۔ کیونکہ یہ سرخ رنگ کا گھوڑا ہے اور وہ اسپ سیاہی مائل۔ میں آسمان سے کیوں ڈروں، وہ بھی تو آخر آپ کے دروازے پر سر کے بل چلتا ہے۔

ش (۱۰۳ تا ۱۱۰) مد و جزر۔ سمندر کے پانی کا اُتار چڑھاؤ۔ جوار بھاٹا۔ بہ نیم وجہ۔ تھوڑی سی کوشش سے۔ کنہ۔ حقیقت۔ درک۔ سمجھ۔ نمک چش۔ نمک چکھنے والا۔ آئینہ دار۔ آئینہ دکھانے والا۔

ترجمہ:- (یہاں سے شاعر مختلف اشیاء کی قسمیں کھاتا ہے) قسم ہے اُس خدا کی جس کی متاعِ معرفت کا ذرہ بھر بھی دنیا کے بازار میں نہیں ہے۔ (خدا کو کوئی نہیں پہچان سکا) قسم ہے اُس کی بخشش کے سمندر کے مد و جزر کی جو کہ تھوڑی سی کوشش سے دونوں جہان کے گناہ کو کنارے پر لے آتا ہے (معاف کر دیتا ہے) قسم ہے اُس کی حقیقت کی جس کے سمجھنے کا

آنحضرتؐ نے بھی عاجزی سے اقرار کیا ہے۔ یہ کوئی بہت حیرانی کی بات نہیں ہے۔ (مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ) قسم ہے اُس کے اُس قلم کی جس نے صفحۂ عالم کی سطورِ لیل و نہار پر بہت کچھ لکھا اور بہت کچھ لکھے گا (گوناگوں اشیا کا دنیا میں ظہور کیا) قسم ہے اُس حکیم کی جس کی حکمت کی دوا نے خزاں کا رنگ اُڑا دیا۔ اور رُوئے بہار کو شگفتہ کر دیا (تاکہ دونوں سے مخلوق فائدہ حاصل کر سکے) اُس کے لُطف کی قسم جس کے فیض کا نمونہ بہشت ہے۔ اُسکی بخشش کی قسم جس کی دیگ سے سمندر نمک چکھتے ہیں۔ اُس کے عُقدہ کی قسم جس پر اُس کا علم شعلہ فشانی کرتا ہے۔ اُس کی حقیقت کی قسم، جسے اس کا علم آئینہ دکھاتا ہے (جسے اس کا علم ہی اچھی طرح جانتا ہے) اُس کے عشق کی قسم جو جان کے پہلو میں درد کی جگہ دیتا ہے۔ اُس کے شوق کی قسم جو دل کے بازو کو پرواز کی طاقت دیتا ہے۔

ش (۱۱۱ تا ۱۱۳) علَمِ مصطفےٰؐ کے سایہ کی قسم جو اُس میدان (میدانِ قیامت) میں ملے گا۔ جب کہ آفتاب لوگوں کی پگڑیوں (سروں) کے قریب ہوگا۔ اُس کے جاہ کی قسم جس کے پہرے پر قدم نے آنکھ کھولی ہے۔ اُس کی شبیہ (مانند ثانی) کی قسم کہ جس کے گرد عدم نے قلعہ بنایا ہے (اُس کی مثال معدوم ہے) اُس کی آستین کرمی کی قسم جو خزانہ لٹانے والی ہے۔ اُس کے آستانِ حریم کی قسم جس پر بیقرار پیشانیاں (جھکتی) ہیں۔

ش (۱۱۴ تا ۱۱۵) سلکِ بازدہ عقد۔ گیارہ گرہوں والی لڑی۔ مراد گیارہ امام (حضرت حُسینؑ سے امام مہدی موعود تک) دو لولو۔ دو موتی۔ مراد حسنینؑ۔ ابرِ مطیر۔ برسنے والا بادل۔ بتُول۔ کاٹنے والا۔ حضرت فاطمہؑ کا لقب ہے۔ چونکہ اُنہوں نے خُدا کی راہ میں دُنیا سے تعلق قطع کر دیا تھا۔ اس لئے آن کا لقب بتُول ہُوا۔

ترجمہ:۔ آپ کی نعمت کی قسم جو اندازہ کو معزول کرتی ہے (جو اندازہ سے باہر ہے) آپ کی مدح کی قسم جو اندیشہ کو بیمار کرتی ہے (خیال آپ کی مدح نہیں کر سکتا) گیارہ گرہوں والی لڑی (گیارہ اماموں) کی قسم جس سے دو موتی (حسنینؑ) پیدا ہوئے۔ حضرت علیؑ برسنے والا بادل ہیں۔ اور حضرت فاطمہؑ بزرگ دریا ہیں۔ (آپ دونوں بادل و دریا کی طرح سخی تھے)۔

ش (۱۱۶) طائرِ اَرِنی سنج۔ مراد از حضرت موسےٰ علیہ السلام۔ آپ نے خُدا سے کہا تھا۔ رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ:۔ اے میرے خُدا۔ تُو مجھے اپنے آپ کو دکھا تاکہ میں تیری طرف دیکھوں۔ لَنْ تَرَانِیْ۔ تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گا۔ یہ خُداوند تعالیٰ کا جواب تھا۔

ترجمہ:۔ قسم ہے بے اثر نغمہ کے اَرِنی کہنے والے طائر (حضرت موسےٰؑ) کی (جس نے خُدا کے دیدار کی خواہش کی لیکن پوری نہ ہوئی) قسم ہے لَنْ تَرَانِی کی جو مژدۂ دیدار کے ذوق

پر مشتمل تھی۔

ش (۱۱۷) عشوہ۔ اُس واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ جب کہ مصر کی عورتوں نے زلیخا کو حضرت یوسف کے عشق کا طعنہ دیا، زلیخا نے عورتوں کو دعوت کے بہانہ سے بلایا۔ وُہ حضرت یوسف کے دیدار میں اس قدر محو ہو گئیں۔ کہ اُنہوں نے پھلوں کی بجائے اپنی اُنگلیاں کاٹ لیں۔ فتنہ۔ اُس واقعہ کی طرف اشارہ ہے، جب یہودیوں نے حضرت عیسےٰ کو گرفتار کر کے سُولی پر چڑھایا تھا۔

ترجمہ:۔ اُس عشوہ کی قسم جس سے زلیخا نے ہاتھ کاٹ دیئے۔ اُس فتنہ کی قسم جس سے حضرت عیسےٰ کو سُولی پر چڑھایا گیا۔

ش (۱۱۸ تا ۱۲۰) و کنعاں حضرت یوسف سے کنایہ ہے۔ متاع۔ مُراد از حُسنِ یُوسف۔ گوہر فروش کنعانی۔ اُس تاجر کی طرف اشارہ ہے جس نے حضرت یوسف کو مصر کے بازار میں فروخت کیا تھا۔ دروغ۔ اِس واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ ایک بڑھیا نے خسرو پرویز کے حکم سے فرہاد کو کہہ دیا کہ شیریں مر گئی ہے۔ فرہاد یہ سنتے ہی اپنے سر پر تیشہ مار کر مر گیا۔ آں ترانہ۔ منصور کے نعرۂ اناالحق سے مراد ہے۔

ترجمہ:۔ حضرت یوسف کے اُس بُرقعے کی قسم جس میں حُسن آباد تھا۔ زلیخا کے اُس حجلہ گاہ کی قسم جو کہ یوسف زار تھا (جہاں ہر طرف حضرت یوسف کی تصویریں لگی ہوئی تھیں) اُس متاع کی قسم جسے تاجر مصر میں لے گیا۔ اور جس کے حُسن سے مصر کا بازار بھر گیا۔ اُس جھوٹ کی قسم جس سے فرہاد نے شہادت پائی۔ اُس نعرہ کی قسم جس کے سبب منصور کو سولی پر چڑھایا گیا۔

ش (۱۲۱) ناقہ۔ اُونٹنی۔

ترجمہ:۔ اُس اُونٹنی کی قسم جو مجنوں کے خیال کو لیلیٰ تک لے گئی۔ اُس ناقہ کی قسم جس پر لیلےٰ نثار ہوئی۔ مطلب۔ اِس شعر میں اِس واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ ایک ناقہ لیلیٰ کے شہر کو جا رہی تھی۔ مجنوں اُسے پیغام دیتا ہوا لیلیٰ کے دروازے تک پہنچ گیا اور جب لیلیٰ کو اطلاع ملی۔ تو وُہ ناز و ادا سے پیش آئی۔

ش (۱۲۲) صورتِ شیریں۔ مُراد وُہ تصویریں جو فرہاد شیریں کے تصوّر میں اپنے تیشہ سے تراشا کرتا تھا۔ اور یہ کہہ کر پھینک دیتا تھا۔ کہ یہ شیریں جیسی نہیں ہیں۔

ترجمہ:۔ اُس تیشہ کی قسم جس نے شیریں کی تصویریں ہر طریقہ سے بنائیں۔ اور پہاڑ پر پھینکدیں۔

ش (۱۲۳-۱۲۴) نوشا نوش۔ پیہو پیہو کی آواز۔ نبیذ۔ شراب۔ کاو کاو۔ کاوش۔ تجسّس۔ کلند پھاوڑا۔ غم فروشی۔ اظہارِ غم۔ شکوہ طراز۔ شکوہ گھڑنے والے۔

ترجمہ:۔ مستوں کی صبح کی شراب کے لئے پیہو پیہو کی آواز کی قسم، ہوشیار طبیعت کے کلند

کی کاوش کی قسم شکوہ تراشنے والے آسودہ لوگوں کے اظہارِ غم کی قسم، اُن پژمردہ لوگوں کی تازہ روئی کی قسم جو شکر گذار ہیں (ہر حال میں خدا کا شکر کرتے ہیں)

ش (۱۲۵) رنج - محنت - کاسبان - جمع کاسب کی - کسب کرنے والے محنتی - ضعیف بمعنی غریب جبین ابرو - تیوری - خواجگان - جمع خواجہ کی - مالک - کبار - جمع کبیر کی - بڑے

ترجمہ :- غریب محنتی آدمیوں کے فائدہ دینے والے بازو کی محنت کی قسم - بڑے بڑے آقاؤں کے بلا وجہ تیوری چڑھانے کی قسم -

ش (۱۲۶) خست - کنجوسی - جذب کردن کھینچنا - طعمہ - خوراک - روزی -

ترجمہ :- اُس کنجوسی کی قسم جو چیونٹی کے ہاتھ سے خوراک کھینچ لیتی ہے - اُس خواہشِ نفسانی کی قسم جو سانپ کے لب پہ بوسہ دینے کی فال دیکھے -

ش (۱۲۷)

ترجمہ :- عنقا کی گوشہ گیری کی قسم جس کی صورت کو جوہرِ فعال (خالق ہر شے) نے خیال صفحہ کے سوا اور کہیں نہیں دیکھا (عنقا ایک فرضی پرندہ ہے جس کا وجود خدا نے بھی نہیں دیکھا)

ش (۱۲۸) سایہ خفت نخل حیات - نخلِ حیات کے سایہ کے نیچے سونے والا - مراد از حضرت ذکریا - منشار - آرہ -

ترجمہ :- حضرت ذکریا کی ہوشمندی کی قسم جنہوں نے آرہ کی کشاکش سے آنکھ نہ کھولی - بلکہ (جان دے کر حیاتِ جاوداں حاصل کی) مطلب کہتے ہیں - کہ حضرت ذکریا نے ظالموں کے ہاتھوں سے تنگ آکر ایک درخت کی کھوہ میں پناہ لی - لیکن ظالموں نے انہیں وہاں بھی نہ چھوڑا مع درخت آرے کے ساتھ اُن کے دو ٹکڑے کر دیئے -

ش (۱۲۹) حصہ - وہ چٹھی جو روپے لینے کے لئے خزانچی کے نام لکھی جاتی ہے - سلہ - پٹارا -

ترجمہ :- اُن لالچی شاعروں کے گوشۂ دستار کی قسم جو (شعر کے) صلہ کے بغیر سانپ سے بھرا ہوا پٹارا ہوتی ہے - مطلب - اگر شاعر کو مدح کا صلہ نہ دیا جائے تو وہ ہجو کرنا شروع کر دیتے ہیں -

ش (۱۳۰ تا ۱۳۱)

ترجمہ :- کنارہ بمعنی دامن - دریوزہ - گداگری - گرسنہ چشم - حریص -

ترجمہ :- میرے دستِ ہمت کی قسم جس نے دامن سے کنارا اختیار کر لیا ہے - (علیحدہ ہو گیا ہے) اِس شرم کے سبب - کہ دامن گداگری کا دوست ہے - میری حریص اور محبت اندیش طبیعت کی قسم جو تیری بخشش کی نعمت کے بغیر ناہار نہیں توڑتی -

ش (۱۳۲) بادِ بروت ۔ غرور کی ہوا ۔ مراد از غرور ۔ شیخی ۔

ترجمہ :۔ پیشانی کی اُس خاک کی قسم جس سے عابد کو غرور ہے (عابد شیخیاں مارتا ہے) تسبیح کے اُس تار کی قسم جس سے صوفی زنار میں ہے (تسبیح کا تار زنار ہو گیا ہے)

ش (۱۳۳)

ترجمہ :۔ حسن کے اُس ناز کی قسم جو خلوت میں بھی (چہرے) پر نقاب باندھتا ہے عشق کے اُس راز کی قسم جو ننگا ہو کر (کھلم کھلا) بازار میں آتا ہے (رازِ عشق چھپانے پر بھی ظاہر ہو ہی جاتا ہے)

ش (۱۳۴) نکتہ گیری ۔ عیب گیری ۔ روستائی طبع ۔ گنواروں کی سی طبیعت رکھنے والا ۔ لب گزیدن افسوس کرنا ۔

ترجمہ ۔ گنوار طبع ناموس کی عیب گیری کی قسم (جو عزت کی خاطر عیب جوئی کرتا ہے) اپنے سے بیزار (ہونے والے) شخص کے افسوس کی قسم (جو اپنے آپ کو بیزار خیال کر کے افسوس کرتا ہے)

ش (۱۳۵) مردمی ۔ مروت ۔ محرمی ۔ واقف کاری ۔

ترجمہ :۔ اُس مروت کی قسم جو عنقا کی ہم طویلہ ہے (عنقا کی طرح معدوم ہے) اُس واقف کاری کی قسم جو بھیدوں کی ہم قبیلہ ہے (پردۂ راز میں ہے)

ش (۱۳۶) گرم جستی ۔ غور و فکر ۔

ترجمہ :۔ اُس غور و فکر کی قسم جو میں (شعروں کے) معنی میں نظارہ کرتا (دیکھتا) ہوں ۔ اُس شرم کی قسم جو میں (اپنے) اشعار سے (کسی کو) فائدہ پہنچانے میں کرتا ہوں ۔ (عام طور پر لوگ ایک دوسرے کو فائدہ پہنچا کر فخر کرتے ہیں ۔ لیکن عُرفی شرم محسوس کرتا ہے)

ش (۱۳۷ تا ۱۳۸)

ترجمہ :۔ اُس سنبل (زلف) کی قسم جو گلشن میں نہیں بلکہ حسن کے باغ میں اُگتی ہے ۔ اُس نافہ (خال) کی قسم جو (خدا کی) کاریگری کے ہرن سے معشوق کے چہرہ پر اُس جگہ گرتا ہے ۔ جہاں بہت زیادہ ملاحت ہوتی ہے ۔

ش (۱۳۹ تا ۱۴۰) دستانسرا ۔ گویا ۔

ترجمہ :۔ اُس ایک ہی نغمہ گانے والی قمری کے شور کی قسم جو نکتۂ توحید کو بیان کرتی ہے ۔ چمن کی اُس بلبل کی قسم جو طرح طرح کی آوازوں سے قدِ گلزار پر رنگ برنگ کا لباس درست کرتی ہے (رنگ برنگ کے گیت الاپتی ہے)

ش (۱۴۱ تا ۱۴۲) گلخن ۔ آتش خانہ ۔ بھٹی ۔

ترجمہ:۔ گلشنِ اُمید اور دودگاہِ ہوس کے دھوئیں کی قسم جن کو میرے دماغ سے قربت حاصل ہے۔ آفتابِ مراد اور دریچۂ طالع کی قسم جنہیں کسی زمانے میں بھی مجھ سے سروکار نہیں ہے۔ مطلب میرے دماغ میں امید و ہوس کی آگ بھڑکتی رہتی ہے اور میری مراد کبھی بھی پوری نہیں ہوئی۔

ش (۱۴۳)

ترجمہ:۔ شراب کے اُس آدھے قطرے کی قسم جو لبِ معشوق سے شراب پی کر پیالہ میں باقی بچ رہتی ہے۔

ش (۱۴۴) نصب۔ کسی کام پر مقرر کرنا۔ عزل۔ بیکاری۔ غیار۔ ایک زرد رنگ کے کپڑے کا ٹکڑا جسے یہودی لوگ نشان کے لئے کندھے کے پاس اپنے لباس کے ساتھ سی دیتے ہیں۔

ترجمہ:۔ ہنر کی اُس کان کی قسم جو بخشش کے نام پر درم پیدا کرتی ہے (سخاوت کرتی ہے) اُس شانِ نصب کی قسم جو بیکاری کے کندھے پر غیار سی دیتی ہے (نصب اور بیکاری میں تمیز پیدا کرتی ہے۔ بیکاری کو دُور کرتی ہے)

ش (۱۴۵) آستینِ کلیم۔ معجزۂ یدِ بیضا کی طرف اشارہ ہے۔ پذیرہ۔ قبول کرنا۔ ادرار۔ وظیفہ۔ بخشش۔

ترجمہ:۔ معجزۂ یدِ بیضا اور دریچۂ مشرق (آفتابِ صبح) کی قسم (جو روشن ہوتے ہیں) آستانِ کریم اور بخشش کے قبول کرنے کی قسم۔

ش (۱۴۶) عرضہ دادن۔ ظاہر کرنا۔ رنگ دادن۔ رونق دینا۔

ترجمہ:۔ اظہارِ شوق کی اور ناامیدی کو پانی سے دھونے کی قسم۔ توفیق کی مددگاری (مطلوب کے لئے حسبِ توفیق سامان مہیا کرنا) کی قسم جو کاموں کو رونق دیتی ہے (درست کرتی ہے)

ش (۱۴۷) دنیا (جس میں گوناگوں مخلوق رہتی ہے) کی خوشی کی قسم اور امتیازِ جہت (ایک دوسرے کو پہچاننے) کی قسم۔ اختلاط میان (اہلِ دنیا سے میل جول رکھنے) کی قسم اور احتراز کنارہ (کنارہ کش لوگوں سے پرہیز) کی قسم۔

ش (۱۴۸ تا ۱۵۰) علت بمعنی بیماری۔ حسنات۔ نیکیاں۔ زہرہ چنگی۔ زہرہ رقاصہ۔

ترجمہ:۔ بیماری سکون کی قسم اور کوششِ حرکات کی قسم۔ نیکیوں کی عزت اور جوششِ افکار کی قسم۔ توبہ اور توبہ کرنے والے دل کی پشیمانی کی قسم۔ مستی کی قسم اور (مستی سے) سر و دستار کی پریشانی (سر کو ہلانا اور دستار کو اِدھر اُدھر گرانا) کی قسم۔ زہرہ رقاصہ کے عیش کی قسم اور میرے دردِ نالہ کی قسم۔ سرمۂ مکی کے فیض کی قسم اور کوچۂ یار کے گرد پھرنے کی قسم۔

ش (۱۵۰) خوئے۔ پسینہ۔ عرق۔ خود فروشی۔ اپنی خوبی ظاہر کرنا۔

ترجمہ۔ شبنم کے پسینہ گرانے کی قسم اور پھول کی خود فروشی کی قسم، سوسن کی نیزہ بازی کی قسم اور کانٹے کی خنجر سازی کی قسم۔

ش (۱۵۲) یکہ تاز۔ تنہا حملہ کرنے والا بہادر۔

ترجمہ:۔ توحید کے میدان میں وحدت کی یکہ تازی کی قسم۔ میدان علامات (دنیا) میں کثرت (دنیوی تعلقات) کی لشکر کشی کی قسم۔

ش (۱۵۳)

ترجمہ۔ لب عابد کی دعا کی قسم جس نے مراد کی گدڑی کو سی دیا (قبول ہوئی) عاشق کے دل کی آگ کی قسم جس نے لوح مزار کو جلا دیا۔

ش (۱۵۴)

ترجمہ۔ آج کھلنے اور کل غنچہ بن جانے کی قسم۔ اس سال غلہ پکنے اور آئندہ سال بالیاں حاصل کرنے کی قسم۔

ش (۱۵۵)

ترجمہ۔ شہر (اہل شہر) کی ہنر دانی اور گاؤں (اہل دہ) کی زبخت خوئی کی قسم کھیتی کی غلہ بندی اور کار (زراعت) کے خوشہ چینی (فائدہ حاصل کرنا) کی قسم۔

ش (۱۵۶) قاقم۔ ایک جانور کا نام ہے جس کی کھال بہت ملائم اور سفید ہوتی ہے۔ یہاں کھال کے معنی پائے جاتے ہیں۔ اکسون۔ دیبائے سیاہ۔

ترجمہ:۔ قاقم پہننے والی صبح کی قسم (صبح سفید ہوتی ہے) اور اکسون پہننے والی شام کی قسم (شام سیاہ ہوتی ہے) پانی چھڑکنے والی صلح کی قسم (صلح فتنہ و فساد کی آتش کو دبا دیتی ہے) اور آگ برسانے والی لڑائی کی قسم۔

ش (۱۵۷)

ترجمہ۔ عدل کی ہوشمندی اور ظلم کی بدمستی کی قسم۔ (ظالم اپنے ظلم کے انجام سے بالکل غافل ہوتا ہے) تلوار کی تہ نابازی اور سولی کی سرگرانی کی قسم۔

ش (۱۵۸ تا ۱۵۹) بے پدر۔ جس کا کوئی باپ نہ ہو۔ حرامزادہ۔ جرّار۔ نفع کھینچنے والا۔

ترجمہ۔ حرامزادے کے جھوٹ اور آدمی زادہ کے صدق کی قسم۔ بے اثر جہالت (جاہل کی بات بے اثر ہوتی ہے) کی قسم اور اس علم کی قسم جو جبرائیل آتارہے۔ (جس کا سب اعتبار کرتے ہیں) وعدہ تراشنے والے بخل کی قسم (کنجوس آدمی ادھار لے کر واپس دیتے وقت طرح طرح کے بہانے بناتا ہے) اور عیاش کے صبر کی قسم (عیاش آدمی اپنی حیثیت سے زیادہ خرچ کرتا ہے) تنگ معاش

(محتاج) کی سچائی اور نفع کمانے والے کی خوشامد کی قسم۔

ش (۱۶۰ تا ۱۶۲) ہزل۔ مذاق۔

ترجمہ:۔ نزع کی تکلیف اور موت سے نہ بچنے کی قسم۔ عمر کی ناپائیداری اور دوست کی بیوفائی کی قسم، لڑائی اور نفاق پیدا کرنے والے کے مذاق کی قسم۔ کم گو کے صبر اور تیز گفتار کے شوق کی قسم۔ قناعت کی عزت اور خواہش کی ذلت کی قسم۔ فرصت کی کامرانی اور دیدار (دوست) کی دولت کی قسم۔

ش (۱۶۳ تا ۱۶۴) گریبان کی تنگی اور دامن کی وسعت کی قسم۔ جوتی کی خاکساری اور پگڑی کے غرور کی قسم۔ اُس بیمار کے پہلو کے داغ کی قسم جو حرکت نہ کر سکے۔ اُس زانو ڈھونڈنے والے کے درد کی قسم جو چل نہیں سکتا۔

ش (۱۶۵ تا ۱۶۶) اِن تمام سچی قسموں کی قسم جن کو آپ کے علم کے نزدیک گننے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر آپ کے کوچہ میں نشتر ہی نشتر ہوں (میرے شوق کا یہ عالم ہے) تو میں اپنی آنکھ کی پتلیوں سے اس نشتر زار سے گذر جاؤں گا۔

ش (۱۶۷)

ترجمہ۔ آپ کی راہ میں چلنے کے شوق سے اِس قدر سراسیمہ ہوں۔ کہ اگر کانٹے کی نوک سے قدم اُٹھاؤں تو نیشتر کے منہ پر رکھ دوں۔

ش (۱۶۸ تا ۱۷۲) استحضار۔ بلانا۔ یاد رکھنا۔ ولا۔ محبت۔ زورق۔ کشتی۔ ورطہ۔ بھنور۔

ترجمہ:۔ میں نے اپنے گناہ نامہ کو آپ کی محبت کے پانی سے دھو ڈالا ہے۔ (مجھے) کیا غم ہے اگر کاتب اعمال کو (میرے گناہ) یاد ہیں۔ گناہ کے دن آپ کی محبت کے کوچے کا گدا ملک استغفار کے بادشاہ سے خراج لیتا ہے (توبہ کرکے بڑے بڑے بادشاہوں سے بڑھ گیا ہے) کیا میں آپ کی محبت کی پناہ میں نہیں ہوں؟۔ مجھے کیا غم ہے اگر میرے گناہ قیاس و شمار کے اندازہ سے زیادہ ہیں اگر آپ کی محبت ابلیس کے لئے کشتی بن جائے تو وہ لعنت کے بھنور سے ایک ہی لمحہ میں کنارے پر پہنچ جائے آفتاب آپ کی شباہت کی بھیک مانگتا ہے تاکہ اِس وسیلہ سے میرے دل میں گذر کرے۔ (مجھے متوجہ کرے۔ کیونکہ میں آپ کی محبت کو دوست رکھتا ہوں)

ش (۱۷۳ تا ۱۷۵) کرم پیلہ۔ ابریشم کا کیڑا۔

ترجمہ۔ ہر وہ عروس سخن جو آپ کی تعریف کے ہاتھ سے نہیں ہے۔ اگر مجھے عشوہ سے کھینچے (بلائے) تو میں اُسے آغوش میں نہیں لوں گا۔ شاید میرے قلم نے آپ کی بخشش کے دامن پر ہاتھ مارا ہے کہ نرگس کی طرح بن ناخن سے عنوانے اُگ رہے ہیں۔ اگر خدا کی عبادت کے وقت میں اُسے (قلم)

بیکار رکھدوں۔ تو ابریشم کے کیڑے کی طرح آپ کی مدح اپنے اوپر تنتا ہے۔ مطلب جس شعر میں آپ کی مدح نہ ہو۔ وہ میری توجہ کے قابل نہیں۔ آپ کی بخشش کے سبب میں ایسے اشعار لکھ رہا ہوں جس طرح ابریشم کا کیڑا ہر وقت اپنے جسم پہ ریشم تنتا رہتا ہے۔ اسی طرح میرا قلم ہر وقت آپ کی مدح میں مصروف رہتا ہے۔

ش (۱۷۹ تا ۱۸۰) لوحِ سادہ۔ کوری تختی۔ ارژنگ۔ رومی مصور مانی کا نگار خانہ جس کتاب پر تصویریں ہوں۔ اس پر بھی ارژنگ کا اطلاق ہوتا ہے۔ زر اندودہ۔ ملمع کیا ہوا۔ عیار۔ کھرا۔ یدوی دست وہ مال جسے ہاتھ پر رکھ کر بازار میں فروخت کرتے ہیں۔

ترجمہ۔ جس معلم نے میرے طبیعت کے قلم کو تراشا ہے اس نے میرے آغوش میں آفتاب کی کوری تختی رکھدی ہے (تاکہ میں اس پر لکھوں) مانی مصور کہاں ہے؟ (اسے بلائیں تاکہ وہ (اپنے نگار خانہ ارژنگ اور میرے (معانی کی) جاندار تصویروں کو دیکھے (مقابلہ کرے) باغ (دنیا) کے چاروں طرف میرا ایسا نقد (اشعار) رائج ہے۔ جو کہ ملمع کئے ہوئے چاند کی طرح نہیں ہے بلکہ آفتاب کی طرح کھرا ہے (میرے اشعار میں بلند معانی مضمر ہیں) ہوا میرے کلام کو جو کہ ملک سخن کی متاع ہے حضرت سلیمان (کے تخت) کی طرح (کوچہ و بازار میں) لئے پھرتی ہے۔ (میرا کلام دنیا بھر میں مشہور ہو چکا ہے) آسمان پرستارے نہیں ہیں۔ بلکہ عرفی کی ہمت نے اس کے (آسمان) رخسار پہ تھوک دیا ہے۔

ش (۱۸۱ تا ۱۸۴) عالمِ سفلی۔ دنیا۔ نہاد۔ فطرت۔ بنیاد

ترجمہ۔ میں دنیا میں اس لئے آیا ہوں۔ کہ میری فطرت غریبوں کو دوست رکھنے والی، اور دوستوں سے بیزار ہونے والی ہے۔ (میں وہ شاعر ہوں) کہ اگر ہجو لکھوں۔ تو جہالت (جاہل لوگ) سے صلہ پاؤں۔ اور جب مدح لکھوں۔ تو علم کو تاج دے دوں (رونق بخشوں) چونکہ میری زبان دنیاوی کاموں میں نہیں پلٹتی۔ پس حشر کے دن صلہ کا قصہ بیان کروں گا۔ (صلہ مانگوں گا) جب یہ قصیدہ خاص و عام میں مشہور ہو گیا۔ تو (اس قصیدہ نے) آزاد لوگوں سے ترجمۃ الشوق کا خطاب پایا۔

(قصیدہ ۸۵)

بحر ہزج مسدس اخرب مقبوض محذوف یا مقصور۔ ارکان۔ مفعول مفاعلن فعولن۔ یہ قصیدہ نعتیہ ہے۔

ش (۱) آفرینش۔ دنیا۔ مخلوق۔

ترجمہ۔ اے (ممدوح) آپ کی محبت دنیا کی جان ہے۔ مخلوق کی زبان آپ کی نعت ہے۔

مطلب۔ آپ کی پیدائش کے خیال سے دُنیا میں جان ڈالی گئی۔ انسان کی زبان آپ کی نعت خوانی کے لئے ہے۔

ش (۲)
ترجمہ۔ آپ کی مہربانی دُنیا کو آراستہ کرنے والی ہے (نوبہ نو بہار ہے) آپ کا غصّہ دُنیا کے لئے خزاں ہے۔

ش (۳)
ترجمہ۔ آپ کا وجود دُنیا کو سب کچھ بخشنے والا ہے۔ آپ کا علم دُنیا کا سب کچھ جاننے والا ہے (آپ کا علم اوّلین و آخرین ہے)

ش (۴)
ترجمہ۔ مخلوق کے وہاں کا میدان آپ کی ہمت کے لیئے کے لئے بہت تنگ (ناکافی) ہے۔

ش (۵)
ترجمہ۔ آپ کے لائق بہترین خطاب یہ ہے۔ کہ آپ دُنیا میں بے نام و نشاں ہیں۔ (بے مثل اور لاثانی ہیں)

ش (۶) جنب۔ پہلو۔
ترجمہ۔ آپ کے تعیّن کے پہلو (مقابلہ) میں دونوں عالم مخلوق کی بہماں و فلاں ہیں (غیر معروف و مجہول ہستیاں ہیں)

ش (۷-۸) آفرین۔ رونق۔ زینت۔
ترجمہ۔ جب سے آپ کی فطرت کا گوہر دُنیا کی دکان کی زینت ہوا صنعت (خدا) کے تیشہ نے کانِ مخلوق کھودنے میں تیزی چھوڑ دی۔ مطلب۔ جب آپ پیدا ہو گئے۔ خُدا نے آپ کا ثانی کوئی دُوسرا پیدا نہیں کیا۔ کیونکہ صنعت خُدا کا مقصد اولے صرف آپ کی پیدائش تھا۔

ش (۹ تا ۱۷) ناشئی۔ اُٹھنے والا۔ پیدا ہونے والا نوجوان۔ اختلاج۔ فالج۔ ہیجیں و حرکت۔ بنان انگلیوں کی گانٹھیں۔ جمع بنانہ کی۔ فسان۔ سان رکھنا۔ یعنی مدح۔ حدثان۔ حادثے۔
ترجمہ۔ آپ کے جلوے کی ہوا سے عنان آفرینش جوان ہو گئی ہے۔ آپ کی مہربانی کو شمار کرنے کے وقت مخلوق کی انگلیوں میں ہیجیں پیدا ہو جاتی ہے۔ آپ کی شان کا اندیشہ (خیال کرنا) دُنیا کے گمان سے باہر ہے۔ آپ کے میزبان بخشش کی مہمانی دُنیا والوں کے لئے عید الفطر ہے۔ آپ کے کمال کی تلوار دُنیا کی تعریف کی محتاج نہیں ہے۔ عالمِ بالا میں (آپ کا) معراج دنیا کے پرندوں کی حدِ (نظر ہے) (آپ کے مقامِ معراج تک پہنچنے کے لئے پرندوں کے پر جلتے ہیں) دنیا کے حادثات

(مصائب) کی فوج آپ کے حاسد کے طالع کے ساتھ پیدا ہوئی ہے (دنیا کی مصائب آپ کے حاسد کے ساتھ پیدا ہوئے ہیں) دنیا کے سینکڑوں مرثیہ خواں آپ کے دشمن کے نطفہ کے ساتھ ٹپکے والے ہیں (تاکہ وہ اس کی قسمت کا ماتم کرتے رہیں) آپ کے دشمن کے وجود کا امکان دنیا کی کمر کے لئے زنار ہے۔ (بُرا ہے)

ش (۱۸ تا ۲۱) قوت۔ خوراک۔ غیبت۔ پوشیدہ ہونا۔ موجود نہ ہونا۔ خفقان۔ دل کی دھڑکن۔

ترجمہ:۔ عیسٰی (جو اپنی شیریں کلامی سے مُردوں میں جان ڈال دیتے تھے) آپ کے تکلم (شیرین گفتار) کی مکھی (حریص) ہیں۔ اور (یہ تکلم) مخلوق کی دکان (اہل دنیا) کے لئے حلوا ہے۔ آپ کی شفاعت کی صاف شکر دنیا کی مکھیوں کے لئے خوراک ہے۔ آپ کے گوہر کی چمک کو دیکھ کر دنیا کا یرقان دور ہو گیا۔ آپ کی عدم موجودگی کے غم کا اثر دنیا والوں کے دل کی دھڑکن کا سبب ہے۔

ش (۲۲ تا ۲۴) نعلین۔ دو جوتیاں۔ قاب قوسین۔ وہ مقام جہاں تک رسول اکرم معراج کی شب جاسکے تھے۔ تمکین۔ شان و شوکت۔ مسئلہ داں۔ فلسفی۔ حکیم۔

ترجمہ:۔ آپ کی جوتیاں قاب قوسین کا تاج تھیں۔ آپ کی شان دنیا کی شان ہے۔ آپ کے بازوئے قدرت میں دنیا کی سینکڑوں کمانوں کا زور مضمر ہے۔ دنیا کا کوئی فلاسفر آپ کے علم کو نہ جان سکا۔ (کیونکہ آپ کا علم عطائے یزدانی ہے)

ش (۲۵-۲۶) غشیان۔ غشی۔ بیہوشی۔ نیرنگ۔ مکر و ریا۔

ترجمہ۔ آپ کے حاسدوں کے (بدصورت) چہرے کا نظارہ اہل دنیا کی بیہوشی کا باعث ہے۔ آپ کے دشمن کی قسمت (یا پیشانی) کا ذکر دنیا کے بیان کا مکر و فریب ہے۔ مطلب آپ کے دشمن کی سرنوشت کو بیان کرنا بالکل بے فائدہ ہے۔ کہاں تک بیان کروں۔ مختصر یہ کہ دنیا کا تمام مکر و فریب اُس کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

ش (۲۷-۲۸) بان۔ ایک خوشبو کا نام۔

ترجمہ۔ عرفی آپ کے عشق کی مستی سے دنیا کے بیہوشوں میں سے ہے۔ (دنیا سے بیخبر ہے) (وہ اتنا بیہوش و بدمست ہے) کہ اُس کے دماغ کو دنیا کے عنبر و بان کی خوشبو کی خبر بھی نہیں ہے۔

ش (۲۹ تا ۳۱) دنیا کا ذلیل کیا ہوا آپ کی شان کے لائق نعت لکھنے کا دعویٰ کرتا ہے آپکی عنایت سے عرفی دنیا کی زبان سے (دنیا والوں کی طرف سے) ایک بات کہتا ہے۔ اے دنیا کے فتنہ کو دور کرنے والے اٹھ۔ کہ (دنیا میں) کفر کا شور برپا ہے۔

(قصیدہ۔ ۹)

بحر رمل مثمن محذوف یا مقصور۔ ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن یا فاعلان۔ یہ قصیدہ

نعتیہ ہے۔

ش (۱) شیون زا۔ فریاد پیدا کرنے والا۔

ترجمہ۔ صبح کے وقت میرا دل جب فریاد پیدا کرنے والا صور پھونکتا ہے۔ میرے شور و غل سے آسمان صحن قیامت بن جاتا ہے۔ مطلب۔ جب صبح کے وقت خدا کے عشق میں نالہ و فریاد کرتا ہوں تو اتنا غل پیدا ہوتا ہے۔ کہ زمین تو ایک طرف آسمان پر بھی قیامت برپا ہو جاتی ہے۔

ش (۲)

ترجمہ۔ جب سے میں نے فریاد اور ہائے ہائے کرنا شروع کیا ہے۔ اہلِ آسمان اور حلقہ ماتم (ماتم کرنے والوں کا گروہ) کے کان ایک ہو گئے ہیں۔ مطلب۔ میرے نالہ و فریاد سے جو شور حلقہ ماتم میں اٹھ رہا ہے۔ اتنا ہی شور آسمان والوں کے کانوں میں گونجتا ہے۔

ش (۳)۔

ترجمہ۔ میرے آنسو سے کا گریہ (اشکِ چشم) جو رودِ نیل کی طرح ہے۔ دل کے مصر کو ویران کر کے (دل سے اٹھ کر) وادی ایمن (چشم) کی طرف چل دیا ہے۔ (آنسو دل سے اٹھ کر آنکھوں میں آتے ہیں)

ش (۴)۔

ترجمہ۔ چونکہ میرا شیدا دل مرغِ مجنوں (جنون و دیوانگی) کا آشیانہ بن گیا ہے۔ اس لئے میں دیوانہ دل کو اپنے سر پہ رکھتا ہوں (دل کی تعظیم کرتا ہوں) مطلب۔ اس شعر میں اپنی دیوانگی کی فوقیت ظاہر کی گئی ہے۔ مجنوں کے سر میں تو تھوڑے عرصہ کے لئے جنون و شوریدگی نے گھر کیا تھا لیکن شاعر کے دل میں دیوانگی نے ایک مدت طویل سے گھونسلا بنا رکھا ہے۔

ش (۵-۶) غم پالا۔ غم پالودہ (پالودن۔ صاف کرنا) من و سلوےٰ۔ وہ نعمت جو بنی اسرائیل کو جنگل میں ملا کرتی تھی۔

ترجمہ۔ میرا غم سے صاف کیا ہوا ہر بال شیریں چشمہ ہو گیا ہے۔ اس لئے ہر طرف سے فرشتے مکھیوں کی طرح جوش میں آئے ہوئے ہیں (لوٹے پڑتے ہیں) اے غم لذت سرشت! تو نے میری روح کو تازہ کر دیا ہے۔ نہیں میں نے غلط کہا۔ غم کیسا۔ تو میرے لئے من و سلوےٰ ہے۔ مطلب میرے بدن کے رویاں رویاں میں عشقِ الٰہی کا غم مضمر ہے۔ فرشتے بھی اس غم عشق سے لذت اندوز ہونا چاہتے ہیں۔ تو یہ غم عشق خدا کی بخشی ہوئی نعمت ہے۔

ش (۷-۸) شبِ یلدا۔ وہ رات جو سال بھر میں تمام راتوں سے بڑی اور اندھیری ہوتی ہے ۲۲ دسمبر کی رات۔

ترجمہ۔ چونکہ (خدا نے) میرے جامِ استغنا (دل) سے دونوں جہان کی شراب (مقصد) کو دور رکھا ہے۔ اس لئے میں احتیاج کے خمار میں ہوں۔ (میرا دل دنیا کی خواہشات سے بالکل پاک ہے) آسمان نے میری شبِ تاریک کے کان کے گوشوارہ سے ایک لعل مانگا۔ اور اس کا نام آفتاب رکھا۔ (جو اس قدر روشن ہے) مطلب۔ میرا دل خواہشات سے دور رہے۔ اس استغنا کا نتیجہ یہ ہے کہ میری شبِ تاریک آفتاب کو روشنی بخشتی ہے۔ میرے روزِ روشن کا کیا حال ہوگا۔

ش (۹) دوشِ آفتاب۔ کنایہ از آسمان۔

ترجمہ:۔ میرے غموں سے بدن کا ہر بال پہاڑ کی طرح (سیاہ) ہو گیا ہے۔ (میں نے تکیہ لگایا ہے) اس لئے میرے تکیہ سے آسمان نیلا ہو گیا ہے۔

ش (۱۰)

ترجمہ۔ (اے طالبِ حیات) بازیچہ عیسیٰ (معجزہ دمِ عیسیٰ) کا احسان زندگی کے لئے نہ اٹھا۔ مرنے کی قدر میرے موت کو آراستہ کرنے والے نفس سے پوچھ۔ مطلب۔ میں زندگی میں ہی عشقِ الٰہی میں مردہ ہو گیا ہوں۔ میری اس موت میں جو لطف پنہاں ہے۔ وہ زندگی میں نہیں ہے۔

ش (۱۱)

ترجمہ۔ میرا شوق (عشق) بے وقت مست۔ اور بے پروا دوڑتا ہے۔ اور ہر لحظہ حسن کی فوج سے سینکڑوں شکستیں کھاتا ہے (حسن سے شکست کھانے میں بھی ایک مصلحت ہوتی ہے)۔

ش (۱۲ تا ۱۴)

ترجمہ:۔ خونِ حیض دخترِ رز۔ شراب سرخ سے کنایہ ہے۔ میں نے مستی کرنا خونِ جگر سے سیکھا ہے۔ اگر خون کے سوا میری کوئی اور شراب ہو۔ تو میرے ہوش کے لئے باعثِ شرم ہے۔ اگر میرے لبوں سے سرخ شراب ٹپکتی رہے۔ تو یا کدامنی کا معشوق میری صحبت کی تلاش کرے۔ میری یہ حالت ہے۔ کہ میرے دل سے دماغ تک (معرفت کی) شراب کے مٹکے چنے ہوئے ہیں۔ میں مخمور کیسے ہو سکتا ہوں (مجھ پر خمار کی کیفیت طاری نہیں ہو سکتی) میرا اپنا کب خالی ہو سکتا ہے۔ (میں ہر وقت شرابِ معرفت کے نشے میں سرمست رہتا ہوں)

ش (۱۵-۱۶) مریمی۔ شوہر کے بغیر حاملہ ہونا اور بچہ جننا۔ بالا بردن۔ غالب آنا۔ جیحون میرا۔ باغبان

ترجمہ۔ میری مریم (دماغ۔ ذہن) نے اپنے دماغ سے جبریل کا فیض حاصل کیا ہے (جیسا کہ حضرت مریم جبریل کے فیض سے حاملہ ہوئی تھیں) اس طرح میرا عیسیٰ کو پیدا کرنے والا ذہن مریمی (کارِ مریم) پر غالب آ گیا۔ میں وہ بہشت حسنی ہوں۔ کہ معزول ہونے کے بعد اب بھی طوبیٰ کی خدمت میرے باغبان کے لئے ذلت کا باعث ہوگی۔

ش (۱۷) در رفتن۔ سمانا۔ سرایت کرنا۔

ترجمہ۔ اے بادۂ کیفیت رُوح القدس (فیض الٰہی) تجھ پر شاباش ہے۔ کہ تو آئی۔ اور عشق کی طرح میرے جسم میں سر سے پاؤں تک سما گئی۔ مطلب۔ اس شعر میں شاعر فیضِ الٰہی کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ جس نے اُسے سمہ تن اپنی ذات وصفات سے مجسم کر دیا ہے۔

ش (۱۸ تا ۲۰) نفخ۔ پھونکنا۔ لحن داؤدی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی سریلی آواز جس سے درندے اور پرندے مست ہو جاتے تھے۔

ترجمہ۔ میں عشق کا قیامت زار ہوں۔ (بصیرت کی) آنکھ کہاں ہے۔ تاکہ دیکھے کہ میرے صحرائے عشق کے ہر گوشے میں سینکڑوں بہشت اور دوزخ ہیں (حالانکہ قیامت میں ایک ہی بہشت اور ایک ہی دوزخ ہوگا)۔ لحن داؤدی (آرام وراحت) کی بجائے (رنج ومصیبت) کا صور پھونکدیا گیا ہے۔ ابھی تک میری راست قد طبیعت رقصِ معنی کر رہی ہے (رنج وآلام کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا) میں ملک استغنا کا مطیع ہوں۔ میرے استغنا کے ملک میں ہوس کا خاندان کب حکمرانی کر سکتا ہے۔ (میرا مستغنی دِل حرص وہوس سے مغلوب نہیں ہو سکتا)

ش (۲۱ تا ۲۴) حُلّہ۔ جامہ۔ جُبّہ۔ خارا۔ ایک قسم کا ریشمی کپڑا جو سُورج کے سامنے لانے سے پھٹ جاتا ہے۔ گرہ شدن۔ ہکلانا۔ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ۔ خدا کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو۔

ترجمہ:۔ (گناہوں کے) طوفان نے (آنسوؤں سے) میرے دامن کو تر کر دیا ہے۔ دریا کی موج اور میرا دامن حقیقت میں برابر ہیں۔ (کیونکہ میں بہتے ہوئے آنسوؤں کو دامن سے پونچھ رہا ہوں) ظاہر ہونے میں نور وظلمت کا سرمایہ ایک ہی ہے۔ وہ (نور) رُوئے آفتاب سے (پیدا ہوتا ہے) اور یہ (ظلمت) میری (رُوسیاہ) پیشانی سے (پیدا ہوتی ہے) حقیقت میں میں طفلی کی طرف لوٹ رہا ہوں (تنزل اور غفلت کی طرف جا رہا ہوں) (بدی لکھنے والا فرشتہ گذشتہ کل کی غفلت کو آنے والی کل کے حساب میں شمار کر لیتا ہے۔ (وہ جانتا ہے کہ میں ایسے گناہوں کا مرتکب ضرور ہوں گا)۔ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ کہتے ہیں کہ "خدا کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو" تو میرے گناہوں کی شرم سے اُن کی زبان ہکلا جاتی ہے۔ (میرے گناہوں کی زیادتی کا یہ حال ہے۔ کہ میں خدا کی رحمت سے کبھی مایوس ہو گیا ہوں)

ش (۲۵ تا ۲۷) صمد۔ بے نیاز۔ شقہ۔ جامہ کا ٹکڑا۔ مروحہ۔ پنکھا۔

ترجمہ۔ اگرچہ میری ظاہری صورت دیر کی مانند ہے۔ لیکن میرا باطن کعبہ کی زینت ہے۔ میری دل کی تختی پر صمد لکھا ہوا ہے۔ مجھے کیا غم ہے۔ اگر اُستاد چین (مانی) نے میرے کپڑوں پر بتوں کی تصویریں بنا دی ہیں۔ رضواں مور کے پر کو گلاب وعود سے بساتا ہے تاکہ موسم گرما میں میرے لئے پنکھا لائے۔

میری اصل نوع انسانی کے خاندان سے مت تلاش کر۔ بلکہ غم کی حور اور درد کا رضوان میرے آدم و
حوا ہیں۔ (میں بنی نوع انسان کی بجائے غم و درد سے وجود میں آیا ہوں)

ش :- (۲۹-۳۰)

ترجمہ :- جوہر اول (حضرت جبرئیل) نے بیباکی کے ساتھ مجھے اپنا بیٹا کہلایا۔ میرا کھرا گوہر یکتا
(اصل) اُس وقت تولا جائیگا (سمجھا جائیگا) جب میں دنیا کو چھوڑ کر مدینہ منورہ میں جاؤں گا۔ اور میرے
مولا کے مرقد سے یہ آواز اُن کے کانوں میں آئے گی "اے میری اُمت مرحبا"

ش (۳۱)

ترجمہ - اگر میری آنکھ کبھی دوسرے دروازہ کی خاک کا سرمہ ڈھونڈے، تو میری پلکیں باز کیطرح
میری دیدۂ بینا کے کوّے پر پنجہ مار دیں (میں اندھا ہو جاؤں)

ش (۳۲)

ترجمہ - اُس کے مرتبہ کے دیبا کے ٹکڑے نے کہا - کہ مجھ پر کون حسد کرتا ہے - آسمان نے کہا
(میں تیرا حاسد تو نہیں ہوں) بلکہ تو میرے خانہ خضرا (سبز فضائے آسمانی) کی زینت ہے۔

ش (۳۳)

ترجمہ - آپ کے دریائے طبیعت کی موج نے کوثر کی آواز دی اور کہا۔ اے میرے دریا کی اولاد
(یعنی اولاد و نسل) پر فدا ہونے والے - پیاسا نہ بیٹھ - (آ) اور کوثر کا پانی پی) مطلب - شاعر کا مذہبی
خیال ہے - کہ اہل بیت سے محبت رکھنے والوں کو قیامت کے دن چشمہ کوثر کا شیریں پانی پلایا
جائے گا۔

ش (۳۴)

ترجمہ - آپ کی شان و شوکت کی فکر کرتے وقت میرے دلِ دانا کے دوش پر علم کے کپڑے
خوف سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں - مطلب - میں جب آپ کی جلالت بیان کرنے کا خیال
کرتا ہوں - تو مجھے یہ خوف ہوتا ہے - کہ کہیں غلطی سے آپ کی شان کے خلاف کوئی لفظ میرے
قلم سے نہ نکل جائے۔

ش (۳۵) سبل ہے - آنکھوں کی ایک بیماری جس سے پلکیں جھڑ جاتی ہیں - آنکھیں سُرخ ہو جاتی
ہیں - اور پانی بہنا شروع ہو جاتا ہے۔

ترجمہ - جب سے آپ آنکھوں سے غائب ہو گئے ہیں - محبت کے سبب میرے دیدۂ بینا کی
پُتلی میں سبل کا اثر پیدا ہو گیا ہے - مطلب - میں ہر وقت آپ کے شوقِ دیدار میں گریہ و زاری
میں مصروف رہتا ہوں۔

ش (۳۶-۳۷) توامیّت - جڑواں پیدا ہونا - یہ شاید متحمل نہیں ہوسکتا - جوزا - ایک برج کا نام جس کی شکل دو برہنہ لڑکوں کی سی ہے - جو پشت کی طرف سے جڑے ہوئے ہیں -

ترجمہ - میرا سایہ میری طرح دنیا میں آپ کی اُمّت میں سے ہے - میرا پیکر جوزا (جسم) توامیت (ثانی - مثل) کا متحمل نہیں ہوسکتا - (میرا ثانی پیدا ہی نہیں ہوا) میں وحدت کا آسمان ہوں - جو کہ عالم فطرت کو گھیرے ہوئے ہے - آپ کا سایہ عدم میں میرے ثانی کا پیغمبر ہے -

ش (۳۸-۳۹)

ترجمہ :- عشق کے خاندان میں مجھ سے زیادہ محترم کوئی نہیں پیدا ہوا - میرے جوہر نے میرے آبا کے گوہر (عشق) کو روشن کر دیا - سعدی شیراز کی مشتِ خاک پر کیوں ناز کرتا - اگر اُسے یہ معلوم نہ ہوتا - کہ یہ (شیراز) میری جائے پیدائش و جائے پناہ ہوگا - (سعدی و عُرفی دونوں کی جائے ولادت شیراز ہے)

ش (۴۰-۴۱)

ترجمہ :- یہ آتش جان کی کتاب اور درد دل کی شراب جس کا نام شاعری ہے - کب تک میرے لبوں سے ٹپکتی رہے گی - میں کب تک پریشان گو، بیہودہ اندیش، سودا و ہرزہ دوست رہوں گا - میں کب تک سودے میں رہوں گا - اور سودا کب تک میرے ساتھ رہے گا - (اب مجھے اس کام سے چھڑائیے)

(قصیدہ ۱۰)

بحر مجتث مقبوض مجنون محذوف یا مقصور - ارکان - مفاعلن فعلاتن فاعلن فعلن یا فعلات -

ش (۱) -

ترجمہ - جب لشکرِ غم نے (میری) خونخواری کے لئے صف باندھی ہے - (تیار ہوتا ہے) تو میرا دل نالہ کو علمداری کا عہدہ دیتا ہے - مطلب جس طرح لشکر کی نمود علمدار سے ہوتی ہے - اسی طرح میرے دل کا غم نالہ و فغاں سے ظاہر ہوتا ہے -

ش (۲تا۶) نامیہ - قوّتِ نشو و نما - سر زدن - ظاہر ہونا -

ترجمہ - میں تیری اُس نرگسِ مستانہ (چشم) کا خراب (عاشق) ہوں - جو ہشیاری (ہوش داد) کی طبیعت میں مستی کے ہزاروں شیوے رکھ دیتی ہے - تیرے مریضِ عشق کی بھوک اس سے زیادہ ہے - کہ وہ مرنے کے بعد جگر خواری چھوڑ دے - (وہ قبر میں بھی خونِ جگر کا پینا جاری رکھے گا) - اس لئے چاہیئے - کہ اُس حسن کی توجہ ہمیشہ اُس طرف رہے - اور اُس کی قوّتِ نشو و نما اُس (جگر خواری

کو ہمیشہ بڑھاتی رہے۔ اگر تو مرنے کے بعد میری قبر پر قدم رکھے گا۔ تو ہر ذرّے سے خون کے ہزار دل چشمے ظاہر ہوں گے (موت کے بعد بھی تیرا عشق بدستور رہے گا) میرے دل کے شہر میں متاعِ درد اتنی سستی ہے کہ بوالہوس (عاشقِ ظاہری) بھی اُسے خریدنے کی آرزو کرتا ہے (حالانکہ اُس تیرہ ہوس کو عشقِ حقیقی سے کیا مطلب)

ش (۷ تا ۱۰) خوش متاعی۔ گرم بازاری۔ کساد بازاری۔ سرد بازاری۔ عدمِ خریداری۔

ترجمہ۔ بازارِ عشق کی گرم بازاری سے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں حسن کا ہاتھ کساد بازاری نہ کر دے۔ میرا دل خرید وفروخت کے لئے اُس بازار میں جاتا ہے۔ جہاں بہت کم کہ عمرِ جاوداں کے بدلے میں جو بھر غم دیتے ہیں۔ جس طرح زخمِ عشق دوا سے بیزار ہوتا ہے۔ اُسی طرح میرا جسم غمِ جدائی کے سبب جان کی صحبت سے بیزار ہے۔ تیرے دردِ عشق کی قسم۔ میرے رونے کے لطف پر پہاڑی چکور نے بھی قہقہہ نہیں لگایا۔

ش (۱۱ تا ۱۴) سُکر۔ بیہوشی۔

ترجمہ۔ محبت کے شہر کی ہوا اتنی بیماریاں پیدا کرتی ہے۔ کہ موت بھی بیماری کی وجہ سے واپس چلی جاتی ہے۔ میں اُس ولایت (ولایتِ عشق) کا ویران کیا ہوا ہوں۔ جہاں معماری کی باگ ڈور خرابی کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ میں تیرے عشق میں بیہوشی درد کے باعث اس طرح روتا ہوں جس طرح تنگ حوصلہ والے گریہ وزاری میں بیقرار ہوتے ہیں۔ میرا سر غم کے گریبان سے کون نکالے۔ کیونکہ میری قسمت دشمنِ شاہ کو نگونساری (بدبختی) کا سامان دیتی ہے۔ (اُسکی نگونساری سے بھی بڑھی ہوئی ہے)۔ (نوٹ) یہاں تک تشبیب تھی۔ اس کے آگے مدح کا آغاز ہوتا ہے۔

ش (۱۵ تا ۱۹) نجومِ سبعہ۔ گردش کرنے والے سات ستارے۔ تساوی۔ برابر ہونا۔ اعادت۔ واپس لوٹانا۔ جواد۔ بہت سخاوت کرنے والا۔

ترجمہ۔ وہ سخاوت کے تخت کے بادشاہ ہیں۔ علیؓ اُن کا نام ہے۔ اُن کے ہاتھ کا بادل عاشق کی آنکھ کے ذوق کے موافق گہرباری کرتا ہے (وہ برابر بخشش کرتے رہتے ہیں) آپ کا مخالف اگر دائرہ اسلام میں آئے تو فرشتے کے ہاتھ میں تسبیح کا تار زنّار کا کام کرنے لگے۔ اگر نجومِ سبعہ آپکے عدل کی شہرت سن لیں تو گردش کے دامن میں برابری کا برگ رکھ دیں (اپنی اپنی گردش کو باہم برابر کرلیں اور نحوست وسعادت میں مساوات حاصل کرلیں) جو آنکھ آپ کی نوکِ سناں کو دیکھتی ہے۔ وہ واپس لوٹتے وقت مسماری کی نظر ڈالتی ہے (اس میں اتنی چمک پیدا ہو جاتی ہے کہ دیکھنے والا دیکھ نہیں سکتا) آپ ایسے سخی ہیں کہ آپکے جان بخش نام کی تاثیر بیماری کے سر پر صحت کا موتی بکھیرتی ہے۔ (آپ کے نام کی تاثیر سے بیمار بھی تندرست ہو جاتا ہے)

ش (۲۰ تا ۲۱) سبکساری ہلکاپن۔ بے تعلقی۔ عوارض۔ عارضہ کی جمع۔ بیماری۔ ثقل۔ گرانی۔

ترجمہ۔ اگر آپ بے تعلقی کی مدد سے سلسلہ حادثات کی طبیعت سے گرانی کی ناگواری کو اٹھادیں (دور کردیں) تو ضروری ہے مرتے وقت حسرت دیدار عاشق کے دل پر مایہ سبکساری (وجہ ذلت چھچھورپن کا سبب) بن جائے۔

ش (۲۲ تا ۲۵)

ترجمہ۔ جب آپ کے عزم کی بجلی آسمان پر پرتو ڈالتی ہے۔ تو سورج کے ہاتھ میں سیاحت کی عنان جل جاتی ہے۔ دنیا آپ کے جاہ و جلال سے اتنی بھر گئی ہے۔ کہ (دنیا میں) آسمان بڑی مشکل سے حرکت کرتا ہے۔ جس شخص کی آنکھ کی شعاع نے آپ کے دشمن کے چہرے کو دیکھا۔ آئینہ آفتاب میں وہ زنگار دیکھتی ہے (اسے آفتاب کی روشنی سیاہ معلوم ہوتی ہے) آپ کے خلق کا ہیچ گذشتہ زمانے میں کنعانی معشوق (حضرت یوسف علیہ السلام) کے گریبان میں عطاری کی دکان کرتا تھا۔

ش (۲۶ تا ۲۷) محیل۔ حیلہ ساز۔ ہمدوش ہم۔ برابر۔ متصل۔ طراری۔ تیز زبانی۔

ترجمہ۔ آپ کے انصاف کی ہیبت نے حیلہ ساز آسمان کی طبیعت میں جس کا شیشہ مردم آزاری سے بھرا ہوا ہے۔ زلیخا کے حسن اور خوشبودار زلف کی طرح تیز زبانی کے طریقوں کو برابر (علی الاتصال) توڑ دیا ہے (آسمان بھی آپ کے انصاف کی ہیبت سے راہ راست پر آ گیا ہے)

ش (۲۸-۲۹) امنیت۔ امن۔ دل شکناں۔ معشوق۔ مگس راندن۔ مکھیاں اڑانا۔ پنکھا جھلنا۔

ترجمہ۔ آپ کے امن کے زمانہ میں امن کے اٹھ جانے کے خطرے سے معشوق غمزہ کی حفاظت کرتے ہیں (تاکہ غمزہ کسی کی دل شکنی نہ کرے) زمانہ نے بیداری کے ہاتھ میں مگس رانی (مکھیاں اڑانے والا چونری) دے دیا ہے۔ تاکہ سوئے ہوئے فتنہ کے چہرے سے مکھیاں اڑا ئیں (سوتے ہوئے کے منہ سے مکھیاں اڑائی جائیں تو وہ بیدار نہیں ہوتا)

ش (۳۰-۳۱) تبارک اللہ۔ سبحان اللہ۔ برق سیر۔ گھوڑے سے مراد ہے دنیا عقب۔ پس پشت۔ محل سیاری۔ چلنے کے وقت۔

ترجمہ۔ سبحان اللہ۔ عجب بجلی کی طرح چلنے والا گھوڑا ہے۔ جو تیزی کی حالت میں نور کی طرح عقب سے سایہ جدا لیتا ہے۔ (گرم رفتاری کے سبب سایہ زمین پر پڑنے ہی نہیں دیتا) سبک روی کا یہ حال ہے۔ کہ چلنے کے وقت اس کا سایہ زمین کو نور سے بھر دیتا ہے۔

ش (۳۲)

ترجمہ۔ اگر بوالہوس آپ کے دشمن کی مصیبت میں مل جائے تو اس کی ہوس کا نالہ عشق کے تیر کی طرح موثر ہو جائے (آپ کا بدنصیب دشمن ایسے مہلک رنج میں مبتلا ہے۔ کہ اس کی جان بری لگن

نہیں ہوسکتی)

ش (۳۳) سرایت۔ کسی چیز کا کسی چیز میں اثر کر جانا۔ علت ساری۔ وہ مرض جو چھوت سے لگ جاتا ہے۔ مثلاً خارش۔ سریان۔ کسی ایک چیز کا دوسری چیز میں سما جانا۔

ترجمہ۔ اگر مدح میں رموزِ عشق سرایت کر گئے تو اچھا ہے (تعجب نہیں) کیونکہ متعدی مرض دوسری چیزوں میں سرایت کر جاتا ہے (عشق ایک متعدی مرض ہے اگر اس کا ذکر مدح میں آگیا ہے۔ تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے)

ش (۳۴ تا ۴۰) ظلم گرائے۔ ظلم پہ مائل۔ ظالم۔ تنگ معنی ہیچ معدوم۔

ترجمہ۔ میں وہ ہوں کہ عروج کے وقت میرا مبارک نصیبہ تحت الثریٰ کو پایۂ نگونساری بخشتا ہے۔ اگر آسمان غلطی سے مجھے مقصد کے دروازے پر لایا تو کھولنے کی کنجی سے اس سے مسماری کا عہد کر لیا۔ میرا دل شکایت کے سبب غم سے خالی نہیں ہوگا جس طرح میری نظم نثاری کی کوشش میں معانی سے جدا نہیں ہوتی۔ عجیب قسم کے شکنجہ میں پھنسا ہوا ہوں (عجیب عذاب میں گرفتار ہوں) کہ ظلم کرنے والی موت بھی ملول ہو گئی ہے۔ مدد کرنے کا خیال نہیں رکھتی (میری روح بھی نہیں سکتا) درد کے بوجھ سے میں تیغ غم کے نیچے مر رہا ہوں۔ (اس حالت میں) کچھ عجب نہیں کہ بار سر سے میں موت کا احسان اٹھاؤں۔ شعبدہ باز آسمان نے تمام عیاریاں میرے زمانے کو فریب دینے میں صرف کر دیں۔ (اب اس کے پاس دوسروں کو دھوکا دینے کے لئے کوئی عیاری نہیں رہی) اگر میں مشکل سے اپنی قسمت پہ ہنستا ہوں۔ تو آسمان، زہر کے ہزاروں گھونٹ مجھے پلا دیتا ہے۔ (مصیبتوں میں گرفتار کر دیتا ہے) مذکورہ بالا اشعار طالع اور فلک کی شکایت میں لکھے گئے ہیں۔

ش (۴۱)۔

ترجمہ۔ (ان اشعار میں گریہ اور دعا پائی جاتی ہے) اے عرفیؔ اس ملال انگیز شکوہ کو بند کر۔ اپنے حوصلہ کی شیخیوں کو یاد کر (تجھے تو اپنے حوصلہ پہ بہت ناز تھا) اور اس گریہ کو چھوڑ۔ یہ دردِ دل کا ذکر ہے۔ بادشاہ (ممدوح) کی دعا نہیں ہے۔ جو طویل ہونے کے باوجود ملالی انگیز نہیں ہوتی (اس لئے دعا کر)

ش (۴۳-۴۴) نفس گرم۔ دعا۔ بیک لباس و دول۔ دونوں ایک لباس میں گھسے ہیں۔ ناقوس۔ ہندی سنکھ۔

ترجمہ۔ جب تک نیک بختوں کی دعائیں اجابت باری کے ساتھ ایک لباس میں ہیں (قبول ہوتی ہیں) اس وقت تک آپ کے مرتبہ کے حاسد خدا کی رحمت سے اتنے دور رہیں۔ جتنے زنار پہننے والے ناقوسی۔ (کافر)

(قصیدہ - ۱۱)

بحر رمل مثمن مخبون مقصور - ارکان - فاعلاتن - فعلاتن - فعلاتن - فعلان -

ش (۱)

ترجمہ - ایک رات وہ مایۂ ناز معشوق محبت بڑھانے والے طریقہ اور صبر گداز نگار کے ساتھ میرے خواب میں آیا -

ش (۲ تا ۵) وہ - کلمہ تحسین - وسمہ - پوڈر - طرازنہ - حدود ترکستان میں ایک حسن خیز شہر کا نام -

ترجمہ - واہ! کیا اچھی رات تھی - غزالانِ ختن کی آنکھوں کا سرمہ اور طراز کی دلہنوں کے ابرو کا پوڈر تھی - خواب نہیں تھا - بلکہ والیٔ حسن کے اترنے کا ایک گوشہ - اور اس معنی ناز کی صورت کا آئینہ تھا - وہ پری چہرہ معشوق ایسا تھا - کہ آسمان پردۂ فطرت میں اس کی نظیر نہیں رکھتا (آئندہ ایسی صورت نظر آنے کی امید نہیں) میں رات بھر اس شکر گذاری میں خواب کے پاؤں پر آنکھیں رگڑتا رہا - کہ اس نے میرے لئے اس واقعہ کا دروازہ کھولا ہے -

ش (۶ تا ۱۵) خوش گرم عناں - نہایت تیز - عربدہ - بدخوئی و جنگجوئی - تعرض - کسی سے پیش آنا -

ترجمہ - القصہ میں نے دیکھا کہ وہ نہایت تیزی سے جا رہا ہے - میں نے نہایت عجز و نیاز سے اپنا چہرہ (سر) اس کے قدموں پر رگڑا - میں نے کہا اے بدخو میرا کیا گناہ ہے کہ پیش آنے میں (ملاقات کے وقت) تو غصہ میں آ جاتا ہے - اور غفلت کرنے سے ناز میں آ جاتا ہے - اس نے جواب دیا - کیا یہ گناہ نہیں ہے - کہ تو شاہ معجز نشان (ممدوح) کی تعریف کرنے سے خاموش ہو گیا ہے (اس شعر میں گریز پائی جاتی ہے) میں شرمندہ ہو گیا - اور فوراً اپنی طبیعت کے گھوڑے کو مدح کی وادی میں دوڑا دیا - اگرچہ میں نے اس جنگل کے نشیب و فراز میں گھوڑا دوڑایا - لیکن میں معنی کے ملک کا راستہ نہ پا سکا - میں دوبارہ روتا ہوا اس کے قدموں میں گر پڑا - اور میں نے کہا - اے اہل نیاز کے دلوں کے لئے مایۂ آرام - ماتھے سے بل کھول تاکہ میرا دل مطمئن ہو (میری دل جمعی ہو) کیونکہ میرا مرغ خیال پریشان ہو کر اڑنے کو ہے - اس درد بھری بات نے اس کے دل پر اثر کیا - اور اس نے نہایت شفقت سے میرا سر اپنے قدموں سے اوپر اٹھایا - میں نے شوق سے اس کے ہاتھوں پر بوسہ دیا - اور کہا - کہ اب مجھے شہ کونین امام الثقلین جس کے غصہ کی بجلی کی چمک کفر کو مٹا دیتی ہے - کی تعریف میں وحی کی باتیں بیان کرنے کی اجازت دے -

ش (۱۶ - ۱۷) آں - اس کا مشارٌ الیہ شاہ کونین ہے - رمح - نیزہ - رخش - گھوڑا - شیر فلک - برج الدیا - استعارۃً خود فلک -

ترجمہ - (آپ ایسے نیزہ باز ہیں) اگر آپ کے نیزے کا سانپ تہ خاک چلا جائے تو دل محمود کو

زُلفِ ایاز سے باہر نکال لائیے (حالانکہ عاشق کا دل معشوق کی زلف سے باہر نہیں نکل سکتا)
(نوٹ) :- اس شعر میں ممدوح کی تعریف ہے۔
اگر آپ اپنے گھوڑے کو فلک پر دوڑائیں۔ تو اُس کے (گھوڑا) سموں سے شیرِ فلک کی پشت سینہ باز ہو جائے۔ (کھل جائے)۔ (پھر زمین کے شیر کی اُس کے سامنے کیا حقیقت ہے)
ش (۱۸ تا ۲۰) کنف۔ جانب۔ کنارہ۔ ہمایوں۔ مبارک۔ غزا۔ مذہبی لڑائی۔ پاک۔ صاف۔
ترجمہ۔ جب آپ (دشمنانِ دین سے) مذہبی جنگ لڑ کر مبارک چھتر کے (سایئے کے) نیچے واپس لوٹتے ہیں۔ تو زہرہ گیسو کھول دیتی ہے۔ تاکہ آپ کی رکاب سے جو دوڑ دھوپ کے سبب گرد آلود ہو گئی ہے۔ گرد دُور کرنے والی ہو۔ (گرد دُور کرے) فتح کہتی ہے۔ تو کیا کہتا ہے۔ یہ رکاب نہیں۔ میری آنکھ ہے۔ میری جہاں بین آنکھ کے سرمہ کو صاف نہ کر۔
ش (۲۱ تا ۲۲) ہیہات۔ افسوس۔ تاسف اور تعجب کے مقام پر آتا ہے۔
ترجمہ۔ فلک نے کہا۔ اُس کے مرتبہ کی مسند عرش ہے۔ عقل نے کہا۔ افسوس! یقین ہو گیا۔ کہ تو محرمِ راز نہیں ہے۔ اُس کی جاہ کی مسند اُس بارگاہ (لامکان۔ مقام لاہوت) کی آرائش ہے جس کی بساط نشیب و فراز کے ننگ سے خالی ہے۔
ش (۲۳ تا ۲۴) خاطر۔ دل۔ موظف۔ وظیفہ کردہ یا دادہ شدہ
ترجمہ۔ آپکے دل کے شعلہ کے مقابلہ میں چشمِ مہر ایک چنگاری ہے (آپکا دل آفتاب سے زیادہ روشن ہے) آپ کے قلم کا گریہ کیا ہے۔ خندۂ راز کا اثر ہے (آپ کے قلم سے اسرارِ نہانی ظاہر ہوتے ہیں) عرش آپکے حرم کے اردگرد مشرف بسجود ہوتا ہے (تعظیم سے سجدے کرتا ہے) اور آپ کی مہربانی کے ملک میں جُود (بخشش) اپنی حالتوں کا وظیفہ پائے ہوئے ہے۔
ش (۲۵-۲۶) پا در از کشیدن۔ پاؤں پھیلانا۔ آرام سے سونا۔ احتساب۔ شرعی ممنوعات سے روکنا۔ دلق۔ گدڑی۔ ورع۔ پرہیزگاری۔ سوزنِ عیسےٰ۔ کہتے ہیں۔ کہ جب حضرت عیسےٰ چوتھے آسمان پر پہنچے تو اُن کے دامن سے ایک سوئی نکلی۔ جس کی وجہ سے آپ آگے نہ جا سکے۔
ترجمہ۔ آپکے عدل کے افسانہ کے نشہ کی وجہ سے فتنہ معشوق کی زلف کی طرح پاؤں پھیلا کر سو رہا ہے۔ (آپکے عدل کے باعث فتنہ خاموش ہے) آپکے احتساب کی وجہ سے زہرہ (راگ اور سرود سے تائب ہو کر) پرہیزگاری کی گدڑی سینے کے لئے حضرت عیسےٰ کی سوئی میں ابریشم ڈال رہی ہے۔
(زہرہ تیسرے آسمان پر اور حضرت عیسےٰ چوتھے آسمان پر ہیں)
ش (۲۷) نیّر۔ بہت چمکنے والا۔ مراد از آفتاب۔
ترجمہ۔ اگر آپ کی رائے کا آفتاب (زمین پر) چمکے۔ تو زمین سے پرندوں کا سایہ آفتاب کی پیشانی

پر پڑنے لگے (حالانکہ معمول یہ ہے کہ آفتاب آسمان پر چمکتا ہے اور ہر شے کا سایہ زمین پر پڑتا ہے)

ش (۲۸ تا ۲۹) نہی۔ منع کرنا۔ باز رکھنا۔ عارض افروختن۔ رنگ و رونق بخشنا۔ انگشت برلب زدن۔ کسی کو بلانا اور باتیں کہنا۔

ترجمہ۔ آپ کی ذات سے سراپردۂ عصمت کو زیب و زینت حاصل ہے۔ اگر آپ کا احتساب نہی کی آرائش کرے (شرعی ممنوعات سے روکدے) (تو یہ کیفیت ہو جائے) کہ زخمہ ہر چند لب تار پر انگلی مارے۔ نغمہ (آپکے) خوف کے مارے آواز نہ نکالے گا۔

ش (۳۰ تا ۳۱) طناز۔ طنز کرنے والا۔

ترجمہ۔ عقل کل نے آپ کے حکم کو قضا سے نسبت دے دی۔ لیکن اب (عقل کل) ڈرتا ہے۔ کہ لوگ اُسے طناز نہ سمجھیں جس بات کو آپ سننا نہیں چاہتے۔ وہ در گوش سے پریشان ہو کر لب تک واپس لوٹ جاتی ہے۔

ش (۳۲ تا ۳۳) خیر۔ بہت بخشش کرنے والا۔ بخش کند۔ تقسیم کرے۔ کسوف۔ ہندی گہنا۔ فراز۔ کشادہ۔

ترجمہ۔ نوٹ۔ ان اشعار میں لف و نشر پائی جاتی ہے۔ اگر آپ کی رائے کا آفتاب لمعۂ نور پھیلائے تو آفتاب اپنا چہرہ گہن میں نہ چھپائے۔ تو اور کیا کرے (مجبوراً اپنا چہرہ گہن میں چھپالے) اور جب آپ کا بہت بخشنے والا جود (جواد) نعمت و ناز تقسیم کرے۔ تو حور اگر بہشت کا دروازہ بند نہ کرے تو اور کیا کرے (حور کو جنت کا دروازہ بند کرنا پڑے)

ش (۳۴-۳۵) عنان برتافتن۔ واپس جانا۔ بانگ برزدن۔ للکارنا۔ ہرزہ تافتن۔ بھاگا بھاگا پھرنا۔

ترجمہ۔ جب قضا نے آپ کے عدل کا جھنڈا بلند کیا تو فتنہ نے عدم کی طرف واپس جانے کے لئے باگ موڑی۔ (فتنہ معدوم ہو گیا) آسمان نے (فتنہ کو) للکارا (اور کہا) کہاں جائیگا۔ (ممدوح کے) (کف تسلیم) پر نقد جان رکھ اور بھاگا بھاگا مت پھر۔ (یہاں مدح ختم ہو جاتی ہے)

ش (۳۶ تا ۳۸) شجر۔ مراد از اشعار۔ ثمر۔ مراد از مضامین۔ نامہ۔ مراد از قصیدہ۔ بہنہ۔ انوری کا وطن۔ انوری و ارزقی دو مشہور شاعر گذرے ہیں۔

ترجمہ۔ (یہ اشعار فخریہ ہیں) اے ممدوح! میری طبیعت وہ روضۂ فیض ہے۔ کہ اُس کے تمام شجر جادو اور ثمر اعجاز ہیں۔ (اشعار و مضامین جادو نما ہیں) میرے نامہ (قصیدہ) نے گلشن وحی کا پتہ دیا ہے۔ اور میرے قلم نے شاہد راز کے منہ میں زبان رکھ دی ہے۔ (چھپے ہوئے راز ظاہر کر دیئے ہیں) میری طبیعت کا جوہر وصف کمال سے روشن ہے۔ میری نظم کا موتی آپ کی ذات سے ممتاز ہے۔ دشمن، اور میری طرز سخن (اختیار کرے) اُس کی فہم و عقل میں ہی کیا۔ عنبر اور میرے موتی پرودے!

اُس کے پاس برگ و ساز (ساماں) ہی کیا ہے۔ رفتار (تحریر)! کہ دقت معنی میرے قلم سے اس طرح برستے ہیں۔ جیسے معشوقوں کی رفتار سے جلوہ و ناز کے وقت فتنہ۔ میرے فکر کے پردہ میں کوئی ایسی دلہن نہیں ہے جو آبیدار کی مدح کے زیور سے چہرہ آراستہ نہ کرے۔ صدف کی عزت موتی کی نسبت سے ہوتی ہے۔ لیکن اگر انوری مہنہ کا رہنے والا ہے تو میں شیراز کا رہنے والا ہوں۔ (وہ ایک چھوٹے سے گاؤں کا رہنے والا ہے۔ اور میں ایک شہر کا رہنے والا ہوں۔ اُس میں اور مجھ میں بہت فرق ہے) اگر آرتقی پھر خوان وجود پہ آجائے (دوبارہ زندہ ہو جائے) تو میں معانی کے دستر خوان پر اُس کی مہمانی کروں گا۔

شعر (۴۴)

ترجمہ۔ اے عرفی۔ یہ طرز سخن تیری طاقت میں نہ تھی۔ لیکن بادشاہ کی تعریف نے تیری زبان کو اتنا دراز کر دیا۔ (اِس شعر میں عذر اور کسرِ نفسی پائی جاتی ہے)

شعر (۴۵ - ۴۶) احداث - پیدا کرنا۔ فلک دائرہ ساز - گردش کرنے والا آسمان۔

ترجمہ۔ جب تک گردش پیدا کرنے والا آسمان حادثے پیدا کرنے کے لئے کبھی اوپر اور کبھی نیچے جاتا ہے۔ اُس وقت تک (آسمان) آپ کے دشمن کا جسم خاک نشیب میں لیجائے اور آپ کے دشمن جاہ کا چہرہ دار پہ بلند کرے (یہ اشعار دعائیہ ہیں)

(قصیدہ - ۱۲)

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف مقصور ـــــ ارکان مفعول فاعلات مفاعیل فاعلات۔

شعر (۱ تا ۳) مرتفع - بلند کرنے والا۔ رطب اللسان - تر زبان - خلق - پیدائش -

ترجمہ - اے ممدوح! آپ کی ذات کی نسبت سے علم کی شان بلند ہے۔ اور آپکا موتی بکھیرنے والا قلم علم کی تر زبان ہے۔ اے ممدوح شہر معانی کے رہنے والوں نے آپ کے حسن خلقت کو (جو علم میں ہے) دیکھ کر کہا۔ کہ کاروانِ علم میں آپ کا سا یوسف نہیں دیکھا (آپ علم میں لاثانی ہیں) (وہ یہی - دین کے بادشاہ کہ ہر وہ تیر جو علم کی کمان سے نکلا اُس کے کمال کی شست سے ہے۔ یعنی سارے علم انہیں سے ہیں)

شعر (۴ تا ۱۲) طینت - آواز - شہرت - صلب - کوڑہی کی ہڈی - مجردات - جواہر مجردہ - دست ستون زنخ شدن - متحیر ہونا - نہاد - بنیاد - فطانت - دانائی -

ترجمہ - جب سے آپ نے علم کے گوہر فشاں لب کھول دیئے ہیں۔ عقل کی جیب و کنار گوہر سے لبالب ہیں۔ جب سے آپ کے گوہر کی شہرت علم کی کان سے نکلی ہے۔ سلک عقول و نظم جواہر (عقول عشرہ و جواہر مجردہ) برباد ہو گئے ہیں۔ پیدا ہونے سے پہلے آپ کی ذات صنع الٰہی کے بطن میں علم کے

ساتھ ساتھ بھی (آپ کی ذات اور علم اکٹھے پیدا ہوئے) اگر امکان (دنیا) کو آپ کے وجود پر بھروسہ نہ ہوتا۔ تو وہ (دنیا) علم کے بارِ گراں کو اٹھانے کی کیا متحمل ہو سکتی جس جگہ آپ کی فطرت علم کا سائبان لگاتی ہے وہاں مجردات (عقول عشرہ) حیران رہ جاتے ہیں۔ جو لوگ معنوی نہاد ہیں علم اُن کی جان ہے۔ لیکن آپ کی دانائی علم کی جان ہو گئی ہے۔ آپ کی ذات اعتدال (اعتدال پسند) ہے۔ اور آپ کا علم سلیمان جیسے مزاج والا ہے۔ (آپ پرندوں کی زبان بھی جانتے ہیں) آپ کی عقل تو مغز ہے۔ اور جوہر کل (جبرئیل) علم کی ہڈیاں ہیں (ہڈیاں پھینک دینے کے سوا اور کسی کام نہیں آتیں) اگر آپ ہدایت کا ہاتھ علم کی کمر پر نہ لگائیں تو وہ (علم) ہر قدم پر سو دفعہ ضلالت کے کنوئیں میں گر پڑے۔ جو نکتے داستانِ علم کے لب پر رکھے گئے تھے (قضاو قدر نے علم کی ودیعت میں رکھے تھے) وہ روزِ اوّل ہی سے نفس نے آپ کی فطرت کے کان پر گن دیئے تھے (آپ کو پہلے ہی معلوم تھا)

ش (۱۳-۱۴)

ترجمہ - اے ممدوح! آپ کے شعور کی آیت علم کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ جہاں آپ کی دانش رسم تقویت رکھتی ہے (لوگوں کو تقویت پہنچاتی ہے) وہاں جہل کا کمزور ہاتھ جو آستین میں ہی ٹوٹ گیا تھا علم کی باگ ڈور کو عقل اوّل سے چھین لے (اور غالب آجائے)

ش (۱۵) مسیر - سیر کرنے کی جگہ - نہیں - فلک نہم۔

ترجمہ - آپ کا ضمیر علم کے آسمان کا آفتاب ہے۔ لیکن اس کے سیر کرنے کی جگہ فلکِ نہم ہے (اور آفتاب کا مسیر فلک چہارم ہے۔)

ش (۱۶-۱۷) ضمان - قبول کرنا - لیکن حسب محاورہ ضامنی کے معنے ہیں۔

ترجمہ - اے ممدوح! آپ کا وجود دارالامان علم کا کعبہ ہے۔ وہ دشمنی جو علم کو جہل سے ہے۔ (اگر یہ دشمنی میں غالب آتا اور علم بھاگ کر جوہر اوّل کے ضمیر میں پناہ لیتا تو) اگر آپ کی تقدیر ہستی علم کی ضامن نہ ہوتی۔ تو علم جوہر اوّل کے ضمیر میں تباہ ہو جاتا (آپ کی ہستی جو تقدیر اللہ میں سے تھی روزِ اول ہی سے علم کی ضامن ہو گئی۔)

ش (۱۸) ارزاں متاع روئے دکان کم قیمت چیز۔ کنہ - حقیقت۔

ترجمہ - جہاں آپ کی فطرت علم کی دکان کھولتی ہے وہاں ہستی کی حقیقت کم قیمت چیز کی سی ہے۔ (آپ کا علم آسانی سے حقیقتِ ہستی کو معلوم کر لیتا ہے)

ش (۱۹-۲۰) دورباش - وہ نیزہ جو ملوک وسلاطین کی سواری کے آگے لیکر چلتے ہیں - اور لوگ اسے دیکھ کر ایک طرف ہو جاتے ہیں۔

ترجمہ - نویں آسمان علم کے رہنے والے ایک مدت سے آپ کے حریم فطانت کی خاکبوسی کا ارادہ رکھتے

ہیں۔ اور ہر صبح و شام دور باش ادب کے خوف سے روحانیاں علم کے لبوں پر بوسہ کی آرزو آتی ہے۔ (اور پوری نہیں ہوتی)

ش (۲۱-۲۲) ذیل۔ دامن۔ ذیل ارتفاع بستن۔ مستعد ہونا۔

ترجمہ۔ اگر خدا کی صنعت ازل میں یہ مصلحت نہ رکھتی کہ آپ کا امتیاز علم کے خاطر نشان کرے۔ تو علم آپ کے حریم دانائی کے آستان پر کمر ملازمت باندھے کیوں بیٹھا ہے۔

ش (۲۴ تا ۲۶) مہبط۔ اترنے کی جگہ۔ ذروہ۔ بلندی۔ چوٹی۔

ترجمہ۔ ایک دن میں نے تمام اجزا کو آپس میں نسبت دے کر تصور میں جہان علم ترتیب دیا۔ دل میں آپ کی طبع بلند کا سایہ پڑا۔ میں نے کہا کہ اس (سایہ) میں آسمان علم بننے کی صنعت پائی جاتی ہے۔ میری غیور طبیعت پریشان ہو کر بولی۔ کہ ہاں خموش رہ۔ اب غلطی نہ کر کہ علم کی شان بہت بلند ہے۔ اس کی طبیعت کا سایہ جہاں اترتا ہے۔ وہ (جگہ) لامکان علم کی چوٹی (بننے) کے قابل ہے۔

ش (۲۷ تا ۳۴) دستت پخت۔ پروردہ دست۔ نعیم۔ جمع نعمت کی۔ قوت۔ خوراک۔ کھانا۔ سلطان نشان دوسروں کو بادشاہ بنانے والا بادشاہ۔ دست بستہ۔ بے مقدور۔ عاجز۔ خیل۔ سوار۔

ترجمہ۔ اے بادشاہ۔ آپ وہ ہیں۔ کہ آپ کی ہوائے طبیعت کا فیض (باغ) علم کی خزاں کو بہار میں تبدیل کر دے۔ (آپ اتنے سخی ہیں) کہ اگر کوئی آپ کے خوان عقل پر علم کا مہمان ہو۔ تو آپ کی طبیعت کی دست پخت سے سیر و پُر لذت ہو جائے۔ مجھے امید ہے کہ آپ اپنے خاص لطف سے جنت علم کی نعمتوں سے عمر کی کو وظیفہ عنایت کریں گے جس محفل میں آپ اپنے فیض سے معانی کی روزی بخشیں میرا ہاتھ آستین سے علم کے دستر خوان پر پہنچا دیں۔ اسے (میرا ہاتھ) بھی دریہ دانش کی خاک کا مسند نشین بنا دیں۔ اے وہ ذات۔ آپ کا فضل وہ مایہ بخش (کریم) ہے جو (غریب کو امیر بنا کر اسے) علم کا بادشاہ بنا دیتا ہے۔ اگرچہ وہ میدان دانش کا عاجز ہے۔ اگر تو اس کے ہاتھ میں علم کا نشان دے دے۔ تو وہ جس طرح آپ کی مدح کے موتی نظم کی لڑی میں پروتا ہے۔ اسی طرح لشکر زمانہ کے سرداروں (سرداروں) کو علم کی شان میں پیروں سے (بڑے سے بڑے معرکہ آرا) یان سخن پر فتح پا جائے۔

ش (۳۴-۳۵) جہل بسیط۔ مطلق نہ جاننا۔ جہل مرکب۔ کچھ نہ جانتے ہوئے یہ خیال کرنا کہ میں سب کچھ جانتا ہوں۔ معیار۔ کسوٹی۔

ترجمہ۔ جب تک قطعی دلائل اور تیغ علم کی زبان سے جہل بسیط اور جہل مرکب کے دل تنگ ہیں۔ اس وقت تک آپ کی ہدایت جو کہ دانش کی کسوٹی ہے، جو پہیلیوں کی تیغ زبان کے لئے علم کی فسان بنی رہے۔

(قصیدہ ۱۳۵)

بحر ہزج سالم۔ ارکان۔ مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن ۔۔۔ اس کی تشبیب تصوفیہ ہے

ش (۱)۔

ترجمہ۔ میرا دل عشق کا باغبان ہے۔ اور حیرانی اُس کا باغ ہے (عشق میں حیرانی ہوتی ہے)۔ ازل باغ کا دروازہ ہے۔ اور ابد اُس کے خیابان کی حد ہے۔

ش (۲ تا ۴) خار چیں۔ باڑھ جو کھیت کے گرد اُس کی حفاظت کے واسطے لگائی جاتی ہے۔ فروردین۔ بیساکھ۔ بہار کا مہینہ۔ دے۔ خزاں کا مہینہ۔ دست۔ بمعنی قوت و توانائی۔ لوح محفوظ۔ وہ تختی جس پر روز ازل سے آئندہ ہونے والی باتیں لکھی گئی تھیں۔ اغصان۔ غصن کی جمع۔ درخت کی شاخ۔

ترجمہ۔ ایسا باغ ہے کہ جس سے گلچیں پھول باہر نہیں لے جا سکتا۔ نہ ایسا باغ کہ جسے زمانہ کے خوف سے باڑھ کی ضرورت ہو۔ (اس باغ میں) ایسے پھول ہیں۔ جو خوشی سے خزاں کو بہار کی طرح ہنساتے ہیں (خزاں کو بہار بنا دیتے ہیں) اور وہ پھول جس کی شاخ کو سردی (خزاں) پھولوں کی رخصت سے رُلاتی ہے (وہ تو سدا بہار پھول ہیں) اگر تم اس باغ سے پھول چننا چاہتے ہو۔ تو بینائی کی طاقت کام میں لاؤ۔ کیونکہ اُس کی شاخوں کے پتوں پر لوح محفوظ منقش ہے۔ (جس پر سارے راز لکھے ہوئے ہیں)

ش (۵ تا ۷) سر در ہوا گردیدن۔ دیوانہ و سودائی ہونا۔ بیرون نشین۔ اہل مجاز۔ خاقان چین کے بادشاہ کا لقب۔ ہر بڑے بادشاہ کو بھی کہتے ہیں۔

ترجمہ۔ اگر اس وادی (وادی عشق) میں کوئی ایک دفعہ دیوانہ ہو جائے۔ (عشق الٰہی میں گرفتار ہو جائے) اور کسی کنوئیں میں گر پڑے۔ تو ماہ کنعاں (حضرت یوسفؑ) اُس کے ہمدرد ہوں گے۔ (کیونکہ چاہِ عشق میں یوسف جیسے حسین و مہ جبیں گرے ہوئے ہوتے ہیں۔ جب اہل مجاز ہر درد و داغ گرتے ہیں (قربان کرتے ہیں) تو بزم عشق کے محرموں پر کیا نثار کیا جائے گا۔ میں نے ازل میں اپنے دامن سے گرد جھاڑی تھی۔ اب میں دیکھتا ہوں۔ کہ اُسی کا نام دنیا ہے اور خاقان اُسے (سرمہ کی بجائے) اپنی آنکھوں میں لگاتا ہے۔

ش (۸ تا ۱۰) پریشانیش کا ش پریشانی کا مضاف الیہ ہے۔

ترجمہ۔ اگر میرے طفل دل کے لئے (جو ابھی راہِ عشق میں ناتجربہ کار ہے) کے لئے دایہ آئے۔ خواہ وہ (دایہ) حور ہو۔ یا مریم۔ دودھ پینے کے وقت اُس کے پستانوں سے زہر نکلے گا (اے مخاطب) اگر تیرا دل زخمی ہے (یہ بات عشق میں اچھی ہے) تو جا۔ اور ہیرے کی زنجیر ہر بال پر رکھدے (تاکہ اُس کا

زخم مندمل نہ ہو جائے) اور عیش آباد میں اُس کی دوا کی فکر نہ کر۔ لوگ اس دل کو شوریدہ (دیوانہ) کہتے ہیں کہ معشوق کے بازار میں سینکڑہ دل پریشان زلفیں جس کی پریشانی کی خریدار بن جائیں (دنیا کے معشوق اُس کی دیوانگی کو پسند کرتے ہیں) نوٹ:- ترجمہ شعر (۱۱ تا ۱۳) کاتب کی غلطی سے رہ گیا ہے۔

ش (۱۴ تا ۱۶) عطسہ۔ چھینک۔

ترجمہ۔ اہلِ معنی پر وہ خوانِ نعمت حرام ہے۔ جس پر سینۂ بریاں کا نانِ گرم اور دلریشی کا نمکدان نہ ہو۔ (جہاں عشق سے سینہ بھنا ہوا نہ ہو۔ وہاں کھانا کھانا حرام ہوتا ہے) جو لوگ اپنے دامن کے نیچے عودِ عافیت جلاتے ہیں۔ اُن کے دماغ سے بوئے محبت کی چھینک کیونکر آسکتی ہے۔ تیرا نفس اہلِ ایمان کے طور و طریقہ پر اس لیئے ہنستا ہے۔ کہ تو نے بچپن میں اُسے کافرستان میں پالا ہے۔

ش (۱۷ تا ۱۹) بیاباں کش۔ یہاں "کش" خود کے معنوں میں آیا ہے۔ سیہ رو۔ بدبخت۔

ترجمہ۔ تو اُس دوست سے وفا سیکھ۔ جو اپنے بیابان کے شہید دل کی موت پر ماتم سے لباسِ کعبہ کو سیہ کر دیتا ہے۔ (قضا و قدر) اُس بدبخت کی محفل میں دل کا چراغ نہیں جلاتے۔ کہ جس کے شبستان میں آفتاب کی شمع دھوآں سے بجھ جاتی ہے۔ (بے فروغ ہو جاتی ہے)۔ اُس شخص پر چشمۂ معنی کھول دینا چاہیئے کہ جس پر اگر تو ذوق کا ایک قطرہ ڈال دے تو وہ اُسے عمان کی گہرائی میں ڈال دیتا ہے (تھوڑی سی شے کو بہت سمجھتا ہے)

ش (۲۰ تا ۲۲) کلیم۔ لقب حضرت موسیٰ کا۔ خلیل۔ لقب حضرت ابراہیم۔ روح اللہ۔ لقب حضرت عیسیٰ کا

ترجمہ۔ اگر تیرا دل یہاں (ظاہری) سے آسیب زدہ ہوتا ہے۔ تو اُسے بت خانۂ (عشق۔ مراد مقام عشاق) میں لیجا۔ تاکہ اُسکے ایمان (ظاہری) کے بازو پر کفر کا تعویذ باندھ دیں (کامل ایمان عشق سے حاصل ہوتا ہے) اگر حضرت موسےٰ و حضرت ابراہیم (مدرسۂ عشق میں) درسِ عشق پڑھیں تو وہ بھی گریہ و زاری کے بغیر عشق کا ذوق حاصل نہیں کر سکتے۔ قضا و قدر ہمارے آفتاب (معشوقِ حقیقی) کا حسن حضرت عیسےٰ پر نہیں چمکا سکتے (ظاہر نہیں کر سکتے) جب تک اُسے گریاں و بریاں نہ دیکھ لیں (زار و رنجور نہ بنا دیں)

ش (۲۳ تا ۲۵) سہیل و زہرہ۔ ستاروں کے نام یہاں آنسوؤں سے مراد ہے۔ ملک۔ ملکیت۔

ترجمہ۔ رنجوری (عشق) کے لائق وہ شخص ہے کہ جو جب لذتِ (غم) سے مرے۔ تو اُس کے (لذتِ غم سے) مرنے کے وقت سینکڑہ دل عیدِ قرباں عزاداری کریں۔ ہمارے آفتاب (معشوق) کا وصال اُس شخص کو حاصل ہونا چاہیئے جس کی آنکھوں سے اُس (معشوق) کی جدائی میں سہیل و زہرہ (اشک) قطار و قطار گرتے ہیں۔ (جو زار و قطار روتا ہے) تو دل پر وہ موتی نچھاور کر جو اُس کی ملکیت ہو سکے۔ (عشق) نہ وہ موتی جسے موت کا ہاتھ اُس کے دامن سے چھین لے (عیش و آرام)

ش (۲۶ تا ۲۸) کرسی۔ چھوٹا تخت اور فلکِ ہشتم۔ صغریٰ۔ اصطلاحِ منطق میں وہ جملہ جسے نحوی مبتدا کہتے ہیں۔ کبریٰ۔ وہ جملہ جسے نحوی خبر کہتے ہیں۔ اِن کے ملنے سے ایک شکل بنتی ہے۔ اُس شکل سے نتیجے نکالے جاتے ہیں۔

ترجمہ۔ جب اُس (معشوق حقیقی) کا ناز (قتلِ عشاق کے لئے) تیغ اُٹھائے گا۔ تو سدرہ و طوبیٰ کیا چیز ہیں۔ عرش و کرسی سے اُس کے شہید دل کے تابوت بنائے جائیں گے۔ تو بھی عشق کے خزانہ سے دامن بھر کر لے۔ کیونکہ جب تو وہ (گوہر) اپنے دل کے سر پہ چھاڑیگا تو اُس کے ایمان کے مغز میں گھس جائیں گے۔ (اور اُسے آراستہ و پیراستہ کر دیں گے) عشق درس معنی دیتی ہے۔ منطقی افلاطون (افلاطون اشکال سے نتائج نکالا کرتا تھا) کہاں ہے۔ کہ صغریٰ اور کبریٰ اُس کی دلیلوں پہ ہنستے ہیں (دلیلوں کا مذاق اڑاتے ہیں)

ش (۲۹ تا ۳۳) نوٹ۔ یہ اشعار عشق کی صنعت میں ہیں۔

ترجمہ۔ عشق فغاں کرتا ہے اُس شخص کی جان پر افسوس ہے کہ جس کے دل نے ہمارے چراغ سے اپنے ہر بال کی آرائش داغ سے نہ کی (اپنے دل پہ عشق کا داغ نہ لگایا) اور عشاق کی ظاہری حالت کو دیکھ کر باطن سے ناواقف رہا۔ (عشق میں میرا اپنا حال یہ ہے) کہ وہ کونسی آرزو ہے۔ جس نے کسی مقصد کی نعمت کا دستر خوان لگایا ہو اور ہمارا اندیشہ ایک دم میں سو دفعہ اُس کا مہمان نہ ہوا ہو۔ (آرزو پیدا ہوتے ہی مطلب حاصل ہو جاتا ہے) اس بیرنگی و بے قیمتی کے باوجود میں وہ طرفہ یاقوت ہوں کہ لعلِ آفتاب نے بھی یہ آب و رنگ میری کان سے پایا ہے۔ اگر میں بے قیمت ہوں (تو کیا ہوا) میں تو قیمت (عزت) حاصل کر رہا ہوں۔ آخر کار ایک دن یہ قطرہ ایسی حالت پہ پہنچ جائے گا۔ کہ تو اُسے دُرِ غلطاں کہے گا۔ (میں عشق میں کامل ہو جاؤں گا)۔

ش (۳۴ تا ۳۵) دست بر سینہ نہادن۔ تسلی دینا۔ گرد چیزے گردیدن۔ کسی کے آس پاس پھرنا۔

ترجمہ۔ ابھی میرے دلِ تنگ کی فریاد لب کے گرد ہی پھرتی ہے کہ نغمہ گھبرا رہا ہے اور لب داود نغمہ کو تسلی دے رہے ہیں۔ میرا دل فغاں کا ارادہ رکھتا ہے۔ اور لب غم کا شکر کر رہے ہیں۔ میں کوئی ایسا لب چاہتا ہوں جسے فغاں کے استقبال کے لئے بھیجدوں (کیونکہ ان لبوں سے یہ کام نہیں نکلے گا) ان دونوں شعروں کا مطلب یہ ہے۔ کہ کوئی میری فریاد و فغاں کے درد کی تاب نہیں لا سکتا۔ اور میری عالی ظرفی کا یہ عالم ہے۔ کہ ضبط کئے ہوئے ہوں۔ لب پہ نہیں لاتا) یہ بادشاہ (عشق) سلامتی (امن و سکون) کو پہلے ہی دائرہ نیستی پہ کھینچ دیتا ہے۔ (سلامتی کو معدوم کر دیا ہے) جس کا حکم ویران دلوں میں جاری ہے۔

ش (۳۶ تا ۳۹) ناقوس۔ آلاتِ کفر۔

ترجمہ۔ اگر میرے کافر دل کو (ظاہری) ایمان کی بُو کی جھونک آجائے۔ تو اُس کے ہر بال سے زنار و ناقوس (کفر کی نشانیاں) اُگنے لگیں (میرا مرتبہ عشق اتنا ترقی کر چکا ہے۔ کہ میں کافرِ حقیقی بن گیا ہوں) کافرِ عشق کا مرتبہ بہت بلند ہوتا ہے۔

کافرِ عشقم مسلمانی مرا درکار نیست ٭ ہر رگِ من تار گشتہ، حاجتِ زنار نیست

اگر کوئی شخص لذتِ طاعت (عشقِ الہی) سے محروم ہے۔ تو میں اس بات کا ضامن ہوں۔ کہ اُسے داغِ حرماں کے ساتھ جنت میں چھوڑ دیں گے۔ (وہ جنت میں جائیگا۔ لیکن اُسے خدا کا دیدار نصیب نہیں ہوگا) کیونکہ عبادت کے وقت اُس میں جنت کا خیال سمایا ہوا تھا۔ عبادت کا منشا فرض کی ادائیگی ہونا چاہیئے۔ نہ کہ معاوضہ۔

طاعت میں تا رہے نہ مے و انگبیں کی لاگ ٭ دوزخ میں ڈالدے کوئی لاکر بہشت کو

(معشوقِ حقیقی) کی زلف کے چوگان نے سیلیٔ خجلت مار کر سنبل کو نکال دیا ہے (سنبل کی اُس زلف کے سامنے کچھ حقیقت نہیں ہے) یہ زلف ایسی زلف ہے۔ جس کا گوشہ میدانِ آہوئے چین کی ناف بناتا ہے۔ تو نے میدانِ مجازی کے اس گنبد (دنیا) کو پریشانی کی حالت میں دیکھا ہے۔ بامِ ہوش سے سر باہر نکال کہ میں اُس کی رنگین تان تجھ کو دکھاؤں (غور و اطمینان سے معلوم ہوگا۔ کہ جو کچھ دنیا میں ہے۔ سب خدا کا مظہر ہے)

ز ذرّاتِ جہاں آئینہ ہا ساخت ٭ ز روئے خود بہر یک عکس انداخت

لش (۸۲ تا ۸۴) صفہ۔ دالان۔ **فصل**۔ اہلِ منطق کی اصطلاح میں وہ شے جو کسی چیز کو مشارکت ذاتیہ سے ممتاز کرے۔ جیسے لفظ ناطق انسان کو حیوان سے جدا کرتا ہے۔ دم زدن۔ دعوےٰ کرنا۔ گلدوز۔ جس میں گل بوٹا بنا ہوا ہو۔

ترجمہ۔ اِن اشعار میں اربابِ ظاہر پر طنز و طعن کی گئی ہے۔ امامِ شہر یعنی ہمارے ہادی کی زبان پر مرتے وقت کلمۂ شہادت آجاتا ہے۔ اُسے اُس کا ایمان مبارک ہو (عمر بھر لہو و لعبِ دنیوی میں گرفتار رہتا ہے۔ مرتے وقت کلمۂ شہادت پڑھنے کا کیا فائدہ! کیونکہ تصدیقِ قلبی بغیر عشق حاصل نہیں ہو سکتی۔) اے مکر! صوفی کو نچاتے ہوئے صدرِ دالان تک لے جا اور ذرا آہستہ آہستہ لیجا۔ کہ اِس طرح (تیزی سے) تو اُس کی شان کو بگاڑتا ہے (صوفی کا مکر دیتا نہیں ہے) جو شخص علمِ منطق کا دعوےٰ کرتا ہے۔ وہ عشق کے بغیر ہے۔ بہتر ہے کہ انتساب فصل کے بغیر تو اُسے حیوان شمار کرے۔ (وہ حیوانِ مطلق ہیں۔ اور انسانیت سے خارج ہیں) ایسی گریاں و بریاں (جو دم بھر میں روتے ہنستے اور آہیں بھرتے ہیں) مرشد پر ناز کرتا ہوں۔ کہ اُس کے گریبان کے طول کا رہ شیطان کی گردن کے طوق پر ہنستا ہے (اُن کا مکر و فریب شیطان سے بھی بڑھ کر ہے) ہمارے مرشد کا مرید گلدوز

جُبہ پہنتا ہے۔ (اس مرشد کامرید) خرِ عیسےٰ ہے اس کا پالان زنگین ہونا چاہیئے۔ اگر تو عشق کے میدان میں خورشید کی گیند ڈالے تو اُس کی چوگان کی چوٹ سے اُسے (خورشید) گہن لگ جائے (اُس کی ساری چمک جاتی رہے۔ عشقِ حقیقی کو زینت و آرائش سے کیا کام)

ش (۴۶ تا ۴۸) ہِل۔ ہلیدن سے چھوڑنا۔ معاف کرنا۔ زمہریر۔ وُہ کرہ جو کرۂ نار کے نیچے ہے۔
ترجمہ۔ تو اپنے دل کو عافیت کے پردوں سے کب تک اڑائے گا (کب تک آرام کے ساتھ رکھے گا) اس کو چھوڑ دے تاکہ ہم اُسے (دل) زمہریر (کرۂ نار) کی بلندی سے بھُون لائیں۔ (آتشِ عشق میں بھون لائیں) (ان مکار اور افسردہ دل صوفیوں سے احتراز کر۔ اگر سماع سیکھنے کا شوق ہے تو) اُس مجنوں (شوریدہ سر) سے سماع سیکھ جو مستی کے وقت اپنی (نقصانِ طبیعت کے ساتھ بیٹلے کی طرح (خود بخود) جنبش کرے۔ (دُور مت جا۔ مجھے ہی دیکھ) میں وُہ پُرآشوب دریا ہوں۔ کہ جس کی صحبت کی تاثیر سے (یہ کیفیت ہے کہ) اُس (دریا) کی تسکین موج انگیز اور آرام طوفان ہے۔

ش (۴۹ تا ۵۴) عناں گرداندن۔ کسی کی طرف سے لوٹنا۔ سراویل۔ شلوار۔ پائجامہ۔ تدرو۔ خوشرنگ پرندہ۔ مرجان۔ مونگا جو نباتات کی مانند سمندر میں پیدا ہوتا ہے۔
ترجمہ۔ یہ اشعار بطور ہدایت و نصیحت کے لکھے گئے ہیں۔ (اے طالب) تو اس عرصۂ صورت (دنیا) سے باگ پھیر لے۔ کیونکہ اس وادی میں کبکِ خراماں کوّے سے چلنے کا انداز سیکھتا ہے۔ (بہتر بدتر ہو جاتا ہے) تو معنی کے باغ میں جا کیونکہ وہاں کی ہوا کی تاثیر باغ کے طاؤسوں کے لئے تدرو کی شلوار بناتی ہے۔ (طاؤس کے پاؤں کی برائی دُور ہو جاتی ہے۔ اور اُس کے پاؤں تدرو کی طرح خوبصورت اور سُرخ ہو جاتے ہیں۔ یہاں وُہ لوگ مُراد ہیں۔ جو زمرۂ ما صدق الفقر فخری سے ہیں) تو اُس دریائے ناپیدا کنار میں کہ جس کا کنارہ تسلیم (تسلیم و رضائے خداوندی) ہے۔ اگر طوفان کم ہو جائے تو مژگاں کے ساتھ کشتی میں رخنہ کر دے (تسلیم قبول کر۔ اور کنارے تک پہنچ جا) تو دل کو حسنِ عمل سے چھین لے اور عصیاں کے ہاتھ میں دے دے۔ کیونکہ جو بیگناہی پر ناز کرتا ہے اُس کے لئے گناہ کا ترک کرنا معصیت ہوتا ہے (بیگناہی پر ناز و افتخار کرنے سے وُہ عجز و انکسار جو گناہ کے خیال سے پیدا ہوتا ہے۔ لاکھ درجہ بہتر ہے) ؎

بریں آستاں عجز و مسکینیئے ٭ بہ از طاعت و خویشتن بینیئے

تو کوثر کی تلاش مت کر (جو بہشت میں ہے) سرخ شراب (شرابِ عشق) طلب کر۔ کیونکہ جو شخص اُسے پی لیتا ہے۔ اُس کے سر سے لالہ کی طرح مونگے کے جام اُگتے ہیں۔ تو وُہ شراب پی۔ جو اگر کفر و ایمان کا آئینہ بن جائے تو امام و برہمن دونوں حیران ہو جائیں (دونوں اصل صورت سے واقف ہو کر اپنے آپ کو کافر کہنے لگیں)

ش (۵۵ تا ۵۸) صُورتِ شیریں۔ وُہ صورتیں جو فرہاد نے کوہِ بے ستون پر شیریں کی تراشی تھیں۔
بیع۔ خریدنا و بیچنا۔

نوٹ :۔ یہ اشعار بھی پہلے اشعار کی تائید و تاکید میں ہیں۔

ترجمہ :۔ وہ شراب پی کہ جیسے تُو اگر شیریں کی تصویر پر چھڑکے تو وہ (تصویر) سرمست و ناچتی ہُوئی قیدِ بیستون سے باہر نکل آئے (اگرچہ وُہ تصویر پتھر میں کھچی ہُوئی ہے) وُہی شراب لا۔ خواہ وُہ تلخ ہے یا شیریں۔ اُسے حاصل کر۔ دین و دل دے کر اُسے خرید لے اور (پھر بھی) اُسے ارزاں سمجھ۔ میں اس دیرِ مغاں میں شراب (عشق) کا ایک پیالہ ڈھونڈتا تھا کہ اچانک خضر نے سنگدلوں (عاشقوں) پر آبِ حیواں (شرابِ عشق) کا مٹکا گرا دیا۔ (اور اُنہیں مدہوش کر دیا) اگر تو (شراب نوشی کو) حرام سمجھتا ہے تو آ۔ تاکہ میں تجھے سُلطانِ شریعت کا حکم (فتویٰ لے سچ شرابِ عشق) دکھاؤں بشرطیکہ تو یہ فتویٰ لے خاقان (ظاہر بین) کو نہ دکھائے۔ (یہاں تک تشبیب اور گریز تھی۔ آگے مدح شروع ہوتی ہے)

ش (۵۹ تا ۶۲) فراشان۔ خادم۔ جمازہ۔ تیز رفتار اونٹ۔

ترجمہ۔ ایسا شہنشاہ کہ قابَ قوسین جس کا تخت ہے اور احمدِ مرسل نام ہے۔ اور تقدیر کی پیشانی پر جس کا فرمان جاری ہے۔ وُہ شہنشاہ کہ جس کی محفل کے خادم آپ کے ایوان کے فرش کی گرد سینکڑوں خوشامدوں سے عرش کے سر پہ ڈال لیتے ہیں۔ وُہ شہنشاہ جسے درویشی و ہمت کی زیادتی کے سبب اپنا وجود بھولا ہوا ہے (اپنا غم نہیں ہے) لیکن دنیا والوں کا غم زیادہ ہے۔ وُہ شہنشاہ کہ جب اُس کے رتبہ کا اونٹ (معراج کے لئے) تیار ہوا۔ تو (قضا و قدر نے) عرشِ بریں کا محمل اُس کے کوہان پر رکھا۔

ش (۶۳ تا ۶۵)

ترجمہ۔ اگر آپ جنت کے لئے ہمیشہ کا پروانہ لکھدیں۔ تو رضوان نوکِ قلم کے لئے آنکھوں کی سیاہی کھولدے تاکہ اُس سے پروانہ لکھا جائے (جس وقت آپ کے لبِ اقدس سے شیرینی ٹپکتی ہے اُس وقت جوہرِ اوّل کے ہما کے پر و بال آپ کے مگس رانی کرتے ہیں (جس وقت آپ کلماتِ وحی ارشاد فرماتے ہیں اُس وقت حضرت جبریل آپ کی خدمت بجا لاتے ہیں) مجھے آپ کی عزت و شان پر ناز ہے۔ کہ آپ کے دیوانِ سلطانی میں علی آرائشِ بزم ہیں۔ اور جبریل آپ کے مہمان ہیں۔

ش (۶۶ - ۶۷) نزہت۔ نکوئی۔ بے علیی — زاغی میں یائے مصدری ہے۔

ترجمہ۔ آپ کے فیض کا ہما اپنے پروں کے نیچے ایک گلستاں رکھتا ہے۔ (آپ کا فیض سرسبز و شاداب ہے) جس کی زاغی پر حضرت سلیمان کا پیغامبر ہُدہُد فخر کرتا ہے۔ آپ کی گلگشت کی نکوئی ایک بہشت ہے

(بہشت) کی مانند ہے (جس) میں ہر لحظہ اُس گلزار یان کھیل کو دیکھنے کے لیئے طوبیٰ کا تاج (سر پر رکھنے کیلئے) (اُتار) لیتا ہے۔ (یعنی اُس کی سیر بہشت میں طوبیٰ سے بھی زیادہ ہے)

ش (۶۸)

ترجمہ۔ نبیوں نے محبت (عشقِ الٰہی) کا کوئی مزید آزخم نہیں کھایا۔ کیونکہ آپ کی جانِ مست نے ایک بھی زخمِ کاری (اوروں کے لیئے) نہیں چھوڑا۔ (کوئی بھی آپ سا عاشقِ خدا پیدا نہ ہوا)

ش (۶۹-۷۰)

ترجمہ۔ جو شخص آپ کی نافرمانی کا خون پیتا ہے۔ دوزخ اُس کے دانتوں کے لیئے شعلۂ آتش کا خلال بھیجتی ہے (آپ کی نافرمانی کرنے والا دوزخی ہوتا ہے) رحمت آپ کے گلشنِ طبع کا خودرو پھول ہے (آپ فطری طور پر رحیم ہیں) عالمِ امکان کے لوگ آپ کے خوان کی نعمت کے حق ناشناس ہیں۔ (آپ کا شکریہ ادا نہ کر کے کفرانِ نعمت کرتے ہیں)

ش (۷۱-۷۲)

ترجمہ۔ آپ کا عتاب وُہ گھوڑا ہے۔ کہ جب اُسے برانگیختہ کیا جائے (دوڑایا جائے) تو اُس کی جولانی آبِ حیات سے موت کی گرد بلند کرتی ہے۔ (آپ کا قہر و غضب آبحیات جیسی جاں بخش شے کو بھی فنا کر دیتا ہے) آپ کی بخشش ایسا بادل ہے جس کا مینہ ناکامی کے صحرا میں یاس کے (خشک) کانٹے سے مقصود کا پھول اُگا دیتا ہے۔

ش (۷۳ تا ۷۵) تذہیب۔ سونے کا ملمع کرنا۔

ترجمہ۔ اللہ اللہ آپ کی کیا عزّت ہے۔ کہ جس نامہ کے عنوان کی تذہیب بسم اللہ شریف ہوتی ہے وُہ (نامہ) آپ کی نعت کے بغیر معصیت کی تختی بن جاتا ہے۔ واہ وا۔ آپ کی رحمت کیا ہے جس کو خُدا نے اپنی نقابِ حسن میں چھپا رکھا تھا۔ آپ نے اپنا آئینہ چہرہ دنیا کو دکھا دیا۔ (آپ نے اپنی رحمت کو عام کر دیا) جو شخص آپ کی اولاد کی راہ سے پلکوں سے کانٹے دُور کرتا ہے۔ (آپ کی اولاد کو تکلیفوں سے بچاتا ہے) (اُس کے عوض میں) رضواں اُس پر گل افشانی کے لیئے طوبیٰ کو مقرر کر دیتا ہے (یہاں مدح ختم ہوتی ہے)

ش (۷۶ تا ۸۰) ابرِ نیساں۔ وُہ بادل جو بیساکھ میں برستا ہے۔ اُس سے موتی پیدا ہوتے ہیں۔ رخت بستن۔ سفر کرنا۔ خذلان۔ بدنصیبی۔ باز رکھنا۔

ترجمہ۔ اِن اشعار سے شاعر اظہارِ مطلب شروع کرتا ہے۔ اے بادشاہ (ممدوح) غمگین عُرفی پر رحم کر۔ کیونکہ ایسے پژمردہ باغ کو (دوبارہ سرسبز ہونے کے لیئے) ایسے ابرِ نیساں کے قطروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اُس کا دہن زہر کا چشمہ ہے۔ آپ لذّت کا دروازہ کھولدیں تاکہ آپ کے احسان

کے ہوئے اُسے لذت یاب بنا دیں۔ اُس کے سر سر مُو سے خون کا چشمہ بہہ رہا ہے۔ اور اُس کا طوقِ گریباں خونِ جگر کا فوارہ بنا ہوا ہے۔ اُس کا دل عالمِ قدس کی ہوا میں ٹنگا ہوا ہے۔ اور بندہ (عرفی) اِتنا تشنہ ہے۔ کہ جب دنیا سے کوچ کر جائیگا۔ تو اُسے مسلمان کہہ سکیں گے (وہ مسلمان ہو جائیگا) میرا دل اس گمراہ (عرفی) کی ہرزہ گردیوں پہ جلتا ہے۔ اب اسے اس سے زیادہ صحرائے بدنصیبی کا سرگشتہ نہ چھوڑیئے۔

ش (۸۱ تا ۸۷) ترہات۔ فضول باتیں۔ شروان۔ خاقانی کا وطن۔ ساوہ۔ سلمان کا وطن۔ نخشب ترکستان کا ایک مشہور شہر جہاں مشہور حکیم عطا ابن مقنع نے ایک کنوئیں سے جادو کا ایک چاند نکالا تھا۔ جس کی روشنی چار فرسنگ تک جاتی تھی۔ دن میں وہ چاند پھر کنوئیں میں چلا جاتا تھا۔

ترجمہ۔ (ان اشعار میں تعلی پائی جاتی ہے۔ شاعر نے اپنی تعریف اپنی زبان سے کی ہے) اگر میری فضول باتیں دل میں رہ گئیں تو نقصان ہوگا۔ اِس لئے میں دل سے باہر نکال رہا ہوں تاکہ اُن کے نقصان سے فارغ ہو جاؤں۔ میں شاعری میں حکیم ہوں۔ میری باتیں صاف بتا رہی ہیں۔ کہ عرفی افلاطون (شاعری کا) ہے۔ اور شیراز اُس کا یونان ہے۔ (افلاطون کا وطن یونان تھا) خاقانی کو دمِ عیسےٰ کی تمنا تھی۔ کہ (زندہ ہو کر) اُٹھے۔ میں نے یہ (اشعار۔ نظم) بادِ صبا کی معرفت اُس کے شروان میں بھیجدیئے ہیں۔ (تاکہ وہ پھر زندہ ہو جائیں) میری لامکاں کی سیر کرنے والی نظم سے ساوہ ایک حصہ بھی نہیں رکھتا۔ سلمان کا گذر ایسے قافیوں سے کبھی نہ ہوا تھا۔ (اُس نے اِن قافیوں میں شعر نہیں کہے تھے) (میری نظم) مشرق کی طرف جاتی ہے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں انوری کی روح اچانک ملکِ خراسان سے خلدِ بریں کا پروانہ نہ لے آئے۔ اگر کوئی شخص انوری اور عرفی کے درمیان نسبت ڈھونڈھتا ہے۔ تو اُس کے سامنے ماہ نخشب اور ماہِ تاباں کا قصہ سنا دو۔ (ماہِ نخشب کو ماہِ تاباں سے کیا نسبت ہو سکتی ہے) اگر اُس نے ماہِ نخشب کا قصہ نہیں سنا ہے۔ تو ہلکے سے تبسم کیساتھ اُسے یوسف اور اس کے بھائیوں کا حال بتا دو (حضرت یوسف حسن وجمال کا مجموعہ تھے۔ اور اُن کے بھائی عام آدمیوں کی طرح انسان تھے)

ش (۸۸ تا ۹۳) بجل باد۔ معاف ہو۔ ارزن۔ غلہ۔ چینی جس کے دانے بہت چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ خرمنِ ماہ۔ ہالہ سے مراد ہے۔ آب۔ بمعنی (درخشندگی) رونق۔ عزت۔

ترجمہ۔ یہ اشعار فخریہ ہیں۔ عرفی کہتا ہے کہ میں نے اپنی شہرت کا جوشن اپنے کندھوں پہ ڈال دیا ہے۔ تاکہ قیامت کے دن ہَول کی تیغ اُس میں سوراخ نہ کر دے (میں نے اپنے نام کو ایسی شہرت دی ہے کہ قیامت میں بھی اُسے کوئی نہیں بھولے گا) میں اپنی نظم کے باغ پہ ناز کرتا ہوں جس باغ کا ریحان گیسوئے رسول اللہ کے عطر سے معطر ہو۔ آخر اُس (باغ) پہ کوئی شخص

کیوں نثار نہ کرے۔ جو شخص حسد کی وجہ سے عیب نکالتا ہے۔ میں نے اُسے معاف کیا لیکن میرے لفظ و معنی کی زبان اُس پر تلوار کی بارش کرتی ہے (اس کا علاج کیا ہو سکتا ہے) میں نے اُسے (باغ نظم۔ اشعار) سو جانوں کے عوض خریدا ہے۔ پھر کیسے روا ہو سکتا ہے۔ کہ میں چند تنگ فہموں کی واہ وا اور تحسینوں کے احسان کے عوض اسے بیچ ڈالوں۔ البتہ اگر آپ اسے ایک ارزن کے عوض لے لیں تو میں بہت گراں قیمت سمجھوں گا۔ (سمجھوں گا کہ میں نے بڑی بھاری قیمت پر بیچا) اور اگر آسمان ہالہ کے عوض خریدے تو بہت سستا سمجھوں گا۔ اے عرفی! تو اس کی قدر و قیمت جانتا ہے۔ کہ خضر لیکی ہے اور چشمۂ حیواں (آبحیات) اپنی۔ نہ اسکندر (اسکندر کیا جانے) کیونکہ اُس کے لب سے آبحیات بھاگتا ہے۔ (نفرت کرتا ہے)

ش (۹۴-۹۵) آب دیدہ۔ آنکھوں کی روشنی۔ اغصان۔ شاخیں۔

ترجمہ۔ واہ وا کیا نخل (نظم) ہے۔ جو آنکھوں کی روشنی سے پالا گیا ہے۔ اور جس کی شاخوں سے گل معنی جنبش کے بغیر (بلا تکلیف) گر رہے ہیں۔ اُس کی وصف کا شمار حد اوصاف سے قاصر ہے (اُس کے اوصاف بیشمار ہیں) اتنا اشارہ کافی ہے کہ اہل عرفان نے اس کا نام عمّان الجواہر (موتیوں کا قلزم) رکھا ہے۔

(قصیدہ ۱۴)

بحر رمل مثمن مقصور یا محذوف ـــ ارکان ـ فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلان یا فعلن۔
اِس کی تشبیب فخریہ ہے۔

ش (۱تا۳) ناطقہ ـ قوتِ گویائی۔

ترجمہ۔ میں وہ جادو بیان ہوں۔ کہ طبع سلیم کی وجہ سے قوتِ گویائی نے میرے کلام کا نام کبھی تعظیم کے بغیر نہیں لیا۔ میں وہ مایۂ نطرت ہوں کہ اگر انصاف کیا جائے تو میرے وجود کے سامنے (میری موجودگی میں) اندیشہ کو سمجھدار نہیں کہا جا سکتا۔ (اگرچہ اندیشہ مایۂ ادراک ہوتا ہے) میں وہ معانی سے بھرا ہوا سمندر ہوں۔ کہ دُرِ یتیم بھی میرے کلام کی شرمندگی سے پھر قطرہ آب بن جاتا ہے۔ (بیقدر ہو جاتا ہے)

ش (۴تا۷) تسنیم۔ بہشت کی ایک نہر۔ حجلہ۔ چھپر کھٹ۔ عقیم۔ بانجھ۔ اولی اجنحہ۔ بازوں والے۔ فرشتوں سے مراد ہے۔

ترجمہ۔ ان اشعار میں شاعر اپنے فخر و تعلی کا اظہار کرتا ہے۔ اگر میرے کلام کو یاد کر کے (پڑھ کر) عود کو آتش پر رکھیں تو (عود کی خوشبو سے) ایسی بادِ شمیم منتشر ہو گی کہ ہر طرف حشر اموات کا سماں بندھ جائے گا (جیسے قیامت کے دن مردے زندہ ہو کر قبروں سے نکل آئیں گے۔ اسی طرح میرے سخن جانبخش

کے ساتھ جو شمیم منتشر ہو گی وہ ہر طرف مُردوں کو زندہ کر دے گی (میرے لطیف و شیریں) کلام سے شرمندہ ہو کر زلال تسنیم پانی پانی ہو کر بہہ گیا (حسنِ تعلیل) اور شیشہ کی مانند رہ گیا (بالکل سوکھ گیا) میرے دل کی حریم گاہ اور طبیعت کے چھپر کھٹ میں حاملہ مریم (اچھوتے مضامین) ہے۔ اور مریم کے سوا اور جو کچھ بھی ہے وہ بانجھ ہے (میرے کلام کا کوئی حصّہ ایسا نہیں ہے جو جاں بخش نہ ہو) لیکن دوسرے شاعروں کے کلام میں چند ایک عمدہ مضامین ہوتے ہیں اور باقی سارا کلام بھرتی کا ہوتا ہے) میرے دل میں معانی فوج در فوج (بکثرت) پرواز کر رہے ہیں۔ (امنڈا منڈ کر آرہے ہیں) (اور اس طرح اُڑ رہے ہیں) جیسے بہشت کے باغ میں فرشتے۔

ش (۸ تا ۱۱) سحبان۔ ایک عربی شاعر کا نام جو فصاحت میں بے مثل تھا۔ رام کردن۔ مائل کرنا، بسنا یہ۔ انگشتِ شہادت۔ سقیم۔ سقم والا۔ مراد از بیمار۔ ارباب کلام۔ متکلمین۔ جو مسائلِ نقلی کو دلائلِ عقلی سے ثابت کرتے ہیں۔

ترجمہ۔ اگر میں بادِ صبا کو طرزِ سخن سکھا دوں۔ (اور وہ غنچہ کو شگفتہ کر دے) تو شاعری میں غنچہ سحبان کی نسبت سے عار کرے۔ (غنچہ سحبان سے بھی زیادہ فصیح و بلیغ ہو جائے) میرے دم سے صورتِ دیوار زندگی قبول کر لے (زندہ ہو جائے اور اتنی سمجھ دار ہو جائے کہ حکیم اُس سے سمجھ لگے) میں وہ عقلمند حکیم ہوں۔ کہ عقل کی انگشتِ شہادت سے جوہرِ گل کے حرم میں بیمار کی نبض پکڑ دوں۔ (اس کے عیب بتاؤں) اگر میں ہنسی ہنسی میں متکلمین کو الزام دوں (تو اُن کی خجالت پر جوہر ہنسے) جوہر فرد کا خندہ تقسیم کی دلیل ہے (خندہ دہن سے ہوتا ہے اور کشادگی کے سبب دہنِ خندہ سے منقسم ہو جاتا ہے)

ش (۱۲ تا ۱۴) زہرخند۔ وہ ہنسی جو غصہ و قہر کی حالت میں کی جائے۔

ترجمہ۔ ہر نفس میرے دل میں عالمِ غیب سے ایک قافلہ چلا آتا ہے۔ جس کی پونجی عجز و تسلیم ہے۔ (ان مدارج کمال کے باوجود مجھ میں غرور نہیں ہے) اگر میری طبیعت کا چشمہ بہشت پر زہرخندہ کرے۔ (تو بہشت میں ایسی تلخی پھیل جائے) کہ تسنیم (چشمہ بہشت) حلاوت کی دکان کا دروازہ نہ کھولے (مبادا میری تلخی اُسے بھی تلخ کر دے) میں اس مرتبہ کو بیان کرتا ہوں (اس کی حقیقت کچھ بھی نہیں) یہ میری اپنی ہجو ہے کیونکہ انصاف فانی ہے اور سمجھنے کا مادہ کالعدم (انصاف و ادراک دونوں جہان سے رخصت ہو گئے ہیں) اور میرے بیان کو راست و درست سمجھنے والا کوئی نہیں ہے)

ش (۱۵-۱۶) معارض۔ مراد جھگڑا کرنے والا۔ نامنفعل۔ بے شرم۔ قدح۔ مراد از ہجو۔ امر بدیہی۔ وہ بات جو بلا دلیل کے ثابت ہو جائے۔

ترجمہ۔ مجھ سے ایک جاہل معارض ہوا۔ (جھگڑنے لگا۔ شاید ابوالفضل یا فیضی کی طرف اشارہ ہے)

وہ ایسا بے شرم ہے۔ کہ اگر میں اُس کی ہجو کردں۔ تو یہ اُس کی مدح عظیم ہو جائے۔ (وہ ایسا جاہل ہے) کہ اگر عقلِ اوّل امر بدیہی کو دلیلوں کے ساتھ سینکڑوں سال اُسے سمجھاتی رہے۔ تو وہ سمجھ نہ سکے۔

ش (۱۷ تا ۱۹) الیم۔ دردناک۔ استشمام۔ سونگھنا۔

ترجمہ۔ (شاعر کہتا ہے) مجھے اِن باتوں (جاہل کے جھگڑے) سے ذرا بھی ملال نہیں ہوتا۔ اگرچہ یہ واقعہ سخت عذاب اور دردناک ہے۔ کیونکہ جس وقت بادشاہ میرے مُشکِ سخن کو سونگھے گا۔ تو لطفِ عمیم سے اُس پر ساری حالت ظاہر ہو جائے گی (یہ گریز کا شعر ہے) آپ وہ بادشاہ ہیں۔ جو شرفِ ذات میں نبی کے دوش بدوش ہیں۔ اور اُن کا نام علی ہے۔ اور اُن کی عدیل خداوند کریم کی طرح عدیم ہے۔ (خداوند کریم کی طرح آپ کا بھی کوئی ثانی نہیں)

ش (۲۰ تا ۲۲) حضیض۔ پستی جسیم۔ موٹا۔ فربہ۔

ترجمہ۔ آپ وہ ہیں جن کی ہمت کے مرتبہ کے مقابلہ میں بلندی پستی ہے۔ اور آپ وہ ہیں جن کی نازک طبیعت کے سامنے اندیشہ بھی فربہ و جسیم ہے۔ اگر نسیم آپ کے قہر کی بجلی سے متاثر بھی ہو جائے تو (اس قدر لطیف ہونے کے باوجود) سیلابِ سیاہی (سیاہ طوفان) کی مانند نظر آئے (نہ معلوم پوری برق پڑنے سے کیا حال ہو) اگر آسمان (اس بلندی کے باوجود) آپ کے شان و شوکت کا نام تعظیم کے بغیر لے تو آپ کے جلال کی مناسبت کے مقابلے میں بے ادبی ٹھہرے۔

ش (۲۳ تا ۲۵) نسیم۔ بُری۔ چوتھا مصرع بطورِ جملہ معترضہ کے ہے اور قضا سے یہاں فلک مراد ہے۔

ترجمہ۔ آپ کی خرد کے خانہ زاد جوہرِ اوّل نے آپ سے کہا۔ کہ اے وہ ذات جس کے علم کے سامنے میری عقل سقیم (بیکار) ہے۔ میں ایک مصلحت کی بات کہتا ہوں۔ اسے قبول کیجئے۔ اگرچہ ادب کے لحاظ سے یہ بات بُری ہے۔ (وہ بات یہ ہے) آپ اپنے جاہ کا پایہ اور نہ بڑھائیں۔ مبادا وہ (جاہ) عرشِ عظیم کی ہمسائیگی کا طعنہ مارنے لگے۔

ش (۲۶ تا ۳۰) اعمیٰ۔ نابینا۔ نقطۂ موہوم۔ وہ موہوم نقطہ جس کا وجود وہم میں گذرے لیکن بظاہر محسوس نہ ہو۔ اسے جوہر فرد بھی کہتے ہیں۔ اشہل۔ زرد مائل۔ احول۔ بھینگا۔ حسام۔ تلوار۔

ترجمہ۔ اگر نابینا آنکھ آپ کی رائے سے نور پذیر (روشن) ہو جائے۔ تو اپنی نظر سے نقطۂ موہوم کو تقسیم کر دے (غیر مرئی اشیاء کو جن کا وجود نہیں ہوتا دیکھ لے) اگر آپ کی تلوار چشمِ اشہل کی نگاہ کے دو ٹکڑے کر دے تو وہ بھینگے کی آنکھوں کے مانند ہو جائے۔ (حالانکہ نگاہ کے دو ٹکڑے کوئی نہیں کر سکتا) آپ کا خوش گام گھوڑا اتنا تیز رفتار ہے کہ اگر وہ بادِ نسیم کی سطح پر چلے (تیز رفتاری کے سبب اُس کا قدم زمین پر نہیں ٹھہر سکتا) تو اُس میں سے دھواں اُٹھنے لگے (برباد و پامال ہو جائے) اگر آپ کی رائے سمندر پر نظر ڈالے تو دُرِّ یتیم بینائی میں مردمکِ دیدہ کا قائم مقام ہو

جائے۔ (آنکھوں کی پتلی کی طرح روشن ہو جائے) اگر آپ کے ابد انجام (جس کی ابتدا و انتہا معلوم نہیں)
عہد کی لمبائی ناپی جائے تو عہدِ قدیم کی مدت اُس کی کمر تک بھی نہ پہنچے (برابر ہونا تو درکنار)

ش (۳۱-۳۲) سلب - قطع -

ترجمہ - اگر کوئی شخص آپ کے روضۂ لطف سے جو کہ ناز و نعیم کے باعث غیرتِ بہشت ہے - فیضیاب ہو جائے - اور اگر تیغِ سیاست سے اُس کے دو ٹکڑے کر دیں - تو قیامت تک دونوں ٹکڑوں سے زندگی قطع نہ ہو (آپ کے لطفِ حیات بخش سے وہ جدا جدا ہو کر بھی زندہ رہیں)

ش (۳۳) عظم - ہڈی - رمیم - بوسیدہ - پرانی

ترجمہ - جس شخص کے تصور میں آپ کی گرز کی ضرب آ جائے، اور اس کا سایہ جس پر پڑ جائے - اُس کے بدن کی ہڈی پرانی ہو جائے (ٹوٹ جائے - چُور چُور ہو جائے)

ش (۳۴-۳۵) انساد - تباہ کرنا - عوارض - جمع عارضہ کی - صمیم - بہرا -

ترجمہ - پہلا شعر ندا اور دوسرا اسناد لئے ہیں - اے ممدوح اگر آپ حکیموں کی طرح عالمِ اجسام (دنیا) میں اپنے لطفِ عمیم سے فساد عوارض (امراض) کو دور کرنے کے لئے تیار ہو جائیں (تو بہرے کو اتنی قوتِ شنوائی حاصل ہو جائے کہ) وہ گفتگو جو معشوق اپنی نگاہوں میں (عاشقوں کے دلوں سے) کرتے ہیں، اُسے بہرا کان عاشق کے دل سے بھی پہلے سُن لے۔ (حالانکہ اس گفتگو کو عاشق کا دل ہی سمجھ سکتا ہے ع - رموزِ عشق را عاشق بداند)

ش (۳۶-۳۷) زقوم - تھوہڑ - دوزخ میں ایک درخت ہے جس سے دوزخیوں کی خوراک بنائی جائے گی - حمیم - گرم پانی -

ترجمہ - اہلِ محبت - (آپ کے عشق میں سرمست رہنے والے) آپ کے لطف کی نعمت کو باغِ بہشت کی چیزوں کے عوض کیونکر دے سکتے ہیں - اس میں شک نہیں کہ ایسا کرنے (آپ کے لطف کو باغِ بہشت کی نعمتوں سے بدلنے میں) کا یہ مطلب ہے کہ گویا اصحابِ بہشت نے من و سلوٰی کو تھوہڑ اور گرم پانی کے عوض بیچ دیا - (آپ کا لطف بہشت کی ہر نعمت سے بڑھ کر ہے)

ش (۳۸ تا ۴۰) پا بر چیزے زدن - لات مارنا - رد کرنا -

ترجمہ - اے ممدوح - آپ کے آسمان کی سیر کرنے والے ارادے کے مقابلے میں آسمان حلقۂ میم کی طرح حرکت سے محروم ہے (اگرچہ آسمان کتنا بھی تیز رفتار ہے) اگر میم کا نقطہ اپنے دائرے کو گھیر سکتا ہے - تو عرشِ اعظم بھی آپ کی شان و شوکت کو گھیر سکتا ہے (لیکن ایسا ناممکن ہے - لہٰذا عرشِ عظیم آپ کے شکوہ کا حصر نہیں کر سکتا) مجھے آپ سے آنکھ کے ایک اشارہ کی طمع ہے (آپ کی آنکھ کا

اشارہ نہ چاہیئے) ورنہ میں مال و دولت اور سونے چاندی سے بے نیاز ہوں۔ میں نے ہمت سے دو جہاں کے عیش کو ٹھکرا دیا ہے۔ اس لئے میرے دل میں اُمید و بیم کا گذر نہیں ہو سکتا۔

ش (۴۲ تا ۴۴)

ترجمہ۔ اگر مجھ سے افعالِ قبیح و اعمالِ ذمیمہ سرزد ہوتے ہیں لیکن خدا کا شکر ہے کہ میں اُس گروہ سے نہیں ہوں۔ کہ اگر سینکڑوں بہانوں سے کسی محفل میں پہنچوں تو میرا دل غصہ سے پستہ کے دل کی طرح دو ٹکڑے ہو جائے کہ میں اِن کمینوں سے گھٹ کر کیوں نہ ہوں، اور اِن صدر نشینوں سے بڑھ کر کیوں نہ رہوں۔

ش (۴۵-۴۶) منبسط۔ مجازاً بمعنی مسرور و خوشحال۔ منقبض۔ مجازاً بمعنی رنجیدہ۔

ترجمہ۔ پہلا شعر تمہید دعا میں ہے اور دوسرا دعا۔ اے عرفی۔ بات کو طول کیوں دیتا ہے خداوند کریم کی درگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ اُٹھا۔ کہ جب تک سخی کی طبع مدام کی بخشش سے خوش ہے۔ اُس وقت تک آپ کے دشمن کا دل کنجوس کے ہاتھ کی طرح رنجیدہ ہے۔

(قصیدہ ۱۵)

بحر رمل مثمن مخبون محذوف یا مقصور ۔۔۔ ارکان۔ فاعلاتن۔ فعلاتن۔ فعلن یا فعلان۔
اس قصیدہ کی تشبیب تصوّف میں ہے۔

ش (۱ تا ۵) عمرِ شتاباں۔ گذرنے والی عمر۔ ہاں۔ کلمہ تنبیہ۔ دُردی۔ تلچھٹ۔ رہبان۔ جمع راہب کی۔ عابد۔ مروحہ۔ پنکھا۔

ترجمہ۔ اے غم (غمِ دنیا) میں گذرنے والی عمر کے دروازے سے چلا گیا ہوں۔ خبردار اگر تجھے میری طلب ہے۔ تو جلدی کر کیوں کہ میں چلا ہوں۔ اے غمِ دنیا تو (فضول) جلدی نہ کر۔ کیونکہ تو میری گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ تو مجھے دُور ہی سے وداع کہہ دے۔ میں بہت جلدی جا رہا ہوں۔ اے لوگو مجھے مبارک باد دو۔ کیونکہ میں جسم کے صنم خانہ سے (جو سراپا غم اور خدا سے بیگانہ ہے) جان کے حرم (جو سراپا راحت اور خدا دوست ہے) میں پہنچ گیا ہوں۔ (اے لوگو) مجھ بیہوش دوست کی شراب پینے والے سے رخصت ہو جاؤ۔ اب میں عابدوں کی شراب کی بُو کے باعث اپنے آپ سے چلا گیا ہوں (اپنے وجود سے بیگانہ ہو گیا ہوں) دشتِ محبت کے کنارے تک جو کہ اصل میں قیامت گاہ ہے۔ غمِ دل کے آگے پنکھا ہلاتے ہوئے پہنچ گیا ہوں۔

ش (۶ تا ۱۰) بادپیمودن۔ بیہودہ کام کرنا۔ تہیدست ہونا۔

ترجمہ۔ میں راہ تنگۂ تسلیم میں اس طرح پہنچا۔ درد ہمدوش۔ بلا پیچھے پیچھے اور اثرِ غم آگے آگے تھا۔ (راہِ محبت واقعی بہت دشوار گذار ہے۔ ؎ راہبرِ راہِ محبت کا خدا حافظ ہے۔

اس میں دو چار بہت سخت مقام آتے ہیں) (اب میرے رونے کا حال سنو) رات ہوس گمرہ نے نشترِ غم میرے ہاتھ میں دے دیا۔ میں نے (اس نشتر سے) رگِ ابر (آنکھ کی رگ) کھول دی۔ (اس سے ایسا طوفان آٹھا کہ) میں طوفان میں بہ گیا۔ میں نے آہ نہ کو بار نہ دیا۔ خون پی لیا۔ اور مزے اُڑائے۔ نہ میں نے ظلم کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور نہ کسی کا احسان اٹھایا۔ (سب سے بڑی آزادی حکومت کی ہے، گو حکومت ہمہ تن علل ہو پھر بھی آسے حقیر سمجھ لیجیے دیکھو) میں تہی دست ہونے کے باوجود سلیمان کے برابر پھرتا ہوں۔ (سلیمانِ وقت بنا پھرتا ہوں کیونکہ جو بے غمی مجھے حاصل ہے وہ بادشاہوں کو بھی نصیب نہ ہوگی) جب میں گبر و مسلمان کے ماتم کدہ میں گیا۔ میں نے سب کو حسرتِ دنیا کا ماتمی دیکھا (ہر شخص کو دنیا کی حسرت میں ہی غرق دیکھا)

ش (۱۱ تا ۱۵) عنانِ گیر شدن۔ روکنا۔ خذلان۔ بے بہرگی۔ چھوڑ دینا۔ پائے کوفتن۔ رقص کرنا۔
ترجمہ۔ میں ایمان کے سایہ میں بیتِ حرم سے بتکدہ تک چلا گیا۔ اور کسی نے مجھے نہ روکا۔ اگر کوئی رہبر نہیں ہے تو نہ ہو (تم قدم بڑھاتے جاؤ۔ اور کوشش کرتے جاؤ۔ (مجھے دیکھو کہ میں بے بہرگی کے راستے سے (مدعا سے بے بہرہ ہو کر اور اسے ترک کر کے) چلا اور آخر کار حرم تک پہنچ گیا۔ میں رقص کرتا ہوا حرم میں داخل ہوا (اور عجیب بات یہ ہے) لوگوں نے مجھ میں عیب نکالے (حالانکہ ایمان و اسلام کی اصل کیفیت حرم میں بحالت وجد و ذوق جانا ہی ہے، اس واسطے میں دیرِ مغاں کے در پر سجدہ کرتے ہوئے گیا (جیسا کہ ظاہری شرع کا اقتضا ہے اور اس میں کوئی عیب نہیں) میں کہاں اور رد و قبول کی زحمت کہاں (میں کفر و اسلام کے رد و قبول سے چھوٹ گیا ہوں) جب میں (درِ عشق پر) پہنچا۔ تو نہ کافر رہا اور نہ مسلمان۔ (میں نے وہ مرتبہ پالیا) کہ جب میں خوابِ عدم میں دیدارِ جاناں کی حسرت کے ساتھ سویا تو آفتاب آیا اور میرے سرہانے تکیہ بن گیا (مجھے ایمانِ کامل حاصل ہو گیا)

ش (۱۶ تا ۱۹) شبخون۔ چھاپہ مارنا۔
ترجمہ۔ میری تیغ کا صفحہ اس لئے بہشت کا نسخہ بنا ہوا ہے (بہشت کے نسخہ کی طرح سرخ رنگ ہے) کہ کل رات میں نے طرح طرح کے غموں پر چھاپہ مارا تھا۔
(رات معشوقِ حقیقی کے عشق میں خوب اشک بہائے، اس لئے میری آنکھیں اب تک سرخ ہیں)
جہاں میں نے کسی سے رنج کی خوشخبری سنی۔ میں نے دردِ گراں کا توشہ (رنج کا استقبال کرنے کے لئے) لیا اور ناچتا ہوا چلا (میں نے عشق دوست میں ہر نئے غم کو خوشی کے ساتھ قبول کیا) میں وہ ہوں اللہ اتنا جان سے سیر ہو چکا ہوں کہ خود تیغ و کفن لیکر گاتا ہوا چلا (معشوق) کے گھر کے دروازہ تک جا پہنچا (تاکہ وہ میرے قتل کرنے میں کوئی عذر پیش نہ کر سکے) (اے مخاطب)

ہیں نے یہ (عجیب و غریب معانی کے) موتی پروئے ہیں اور اُن کے مانگنے میں سینکڑوں کانوں پر گیا ہوں (کاملین و اصلین سے مراد ہے) تو مجھ سے خرید اور مت بیچ (کسی سے بیان مت کر۔ کیونکہ ہر شخص اِن کی خریداری کی لیاقت نہیں رکھتا)

مطلع دوم

لش (۲۰ تا ۲۶) گلگوں ۔ اسپ سُرخ ۔ مجازاً ہر اسپ بہتر ۔ دندان در دل دہ خستن بمصائب پر تحمل کرنا۔

ترجمہ ۔ شاعر کہتا ہے اے مخاطب میں کیا بتاؤں کہ دوست کے دروازے (عالم ظاہر) سے میں کیسے (واپس) گیا۔ ہمہ تن شوق بن کر آیا تھا۔ ہمہ تن حرماں (حسرت) بن کر گیا۔ (آدمی خدا کی معرفت کے واسطے پیدا ہوا لیکن اُس سے محروم و بے نصیب واپس گیا) اب میں اس کوچۂ تنگ (دنیا) میں دیوار سے سر ٹکرا رہا ہوں۔ کہ مست و خوش (دنیا میں) آیا تھا۔ اور حیران ہو کر (دنیا سے) جاتا ہوں۔ میں تیرے کوچے (مخاطب عالم ظاہر) سے (بے غیرتوں کی طرح) اُفتاں و خیزاں نہیں گیا بلکہ بڑی اچھی طرح گلگوں سرشک پہ سوار ہو کر (اپنے اعمال پہ روتا ہوا) گیا ہوں کہ دل و دیں و خرد و ہوش و زباں (جو مجھ سے لے لئے گئے تھے) مجھے واپس دے دو تاکہ میں کہوں کہ میں درِ دوست سے سامان کے ساتھ نکلا ہوں۔ میں لبِ اُمید سے گیت گاتا ہوا آیا اور مایوسی کے ساتھ مصائب کو برداشت کرتا ہوا گیا۔ میں صبح کے وقت (عالمِ طفلی میں جو معصومیت کا زمانہ ہوتا ہے) یہاں آیا اور شام کے وقت (گناہوں سے دامن آلودہ کر کے) چلا۔ بس کہ میں کیسے آیا ہوں اور کس طرز سے گیا۔ میں بلبل کی طرح نوروزیں صبح کے وقت باغ میں آیا اور شام کو (مایوس و مغموم ہو کر) اس طرح چلا جس طرح ماتمی شہید دل کی خاک پر ماتم کرتے ہیں۔

لش (۲۷ تا ۳۳) زہر گریستن ۔ پھوٹ پھوٹ کر رونا۔

ترجمہ ۔ اے دوستو! خوب پھوٹ پھوٹ کر روؤ۔ کیونکہ میں ناکام جا رہا ہوں۔ میرا چلے جانا۔ یتیموں کے اشکوں سے بھی زیادہ جگر سوز ہے (گریہ یتیم پر سب کا دل دکھتا ہے) میں جاتا ہوں۔ اور دشمن و دوست کے دل کو داغ (جدائی) سے جلائے جا رہا ہوں۔ میں وہ قطرہ ہوں جس نے نوکِ مژہ سے دامن میں گرنے تک سینکڑوں سینے اور دل جلائے ہیں۔ میں وہ بدقسمت یوسف ہوں کہ ابھی مصر میں نہیں پہنچا تھا۔ کہ کنوئیں سے نکلتے ہی قید میں پھنس گیا۔ (بچپن کی نادانی سے نکلتے ہی غم والم کی قید میں گرفتار ہو گیا) میں وہ پژمردہ کلی ہوں کہ بادِ خزاں سے ہنسی جس کے لب پر گرہ بن گئی اور (بارِ غم سے) سر در پیش ہو گیا (کھلنے سے پیشتر ہی مرجھا گئی۔ دل کی دل ہی میں رہ گئی) میں صبحِ طرب کی پیشانی کا نور تھوں۔ لیکن اس کا کیا فائدہ؟ کیونکہ میں تو غم کی وجہ سے

شام غریباں سے بھی زیادہ تاریک گیا ہوں۔ میں بہت آہستہ آہستہ گیا ہوں۔ لیکن صاحب دل جانتا ہے۔ کہ زلفِ عروس سے بھی زیادہ دل آشوب (پریشان) گیا ہوں (ایسی پریشانی زلف میں بھی نہیں ہوتی جیسی میرے دل میں پوشیدہ ہے)

(۴۳ تا ۴۴) یم۔ دریا۔ قیمت شکستن۔ قیمت گھٹ جانا۔ ابنان۔ مشکیزہ چمڑے کی بڑی

ترجمہ۔ میں روتے روتے مر گیا اور (عمر بھر) جمع نہتم نصیب نہ ہوا۔ میں وہ نوح ہوں۔ جو دریائے طوفان زدہ (طوفانِ اشک) میں چلتا گیا۔ میں دل کی پریشانی سے جل گیا۔ اور علاج کے لئے پریشان دِلوں (عاشقانِ خدا) سے (دوا) مانگنے کے لئے گیا۔ میری ہمت کا بازو اس دن قیمت کی طرح ٹوٹ گیا (ٹوٹی ہوئی چیز کی قیمت گھٹ جاتی ہے) جس دن میں پنجہ مرجان کو مروڑنے کے لئے گیا (مجھے ہر چیز کی حاجت ہو گئی) میں وہ ہیکل روحانی ہوں کہ اندیشہ جس کی غذا تھا۔ اب پانی کی تلاش کرتا ہوں اور روٹی کے پیچھے جاتا ہوں (محتاج آب و نان ہو گیا ہوں) میں بستان کمال کا قیمتی میوہ تھا۔ کہ اب ذائقہ کے دست و دہن میں ارزاں جاتا ہوں (بیقدر ہو گیا ہوں۔ یہاں شاید کلام شیریں سے مراد ہے) میں وہ شیر خستن بیدم ہوں۔ جو ہرن کا شکار کرتا تھا۔ مگر اب چوہوں کی طرح بوریوں کے پیچھے گھستا پھرتا ہوں۔ میں گنج ازل کا ایک قیمتی موتی تھا۔ لیکن اب بے عزتی کے راستے سے جنس فراواں میں چلا گیا ہوں۔ (عوام میں مل کر بیقدر ہو گیا ہوں)

(۴۱ تا ۴۷) ترنج زر پرویز۔ نارنگی کی شکل کا موم جیسا نرم گولہ جسے خسرو پرویز نے کیمیائی ترکیب سے بنایا تھا۔ تجرید۔ برہنہ ہونا۔ ترجمہ۔ میں قدر کے لحاظ سے ترنج زر پرویز تھا لیکن اب نا قدری کے ہاتھوں، گیند بن گیا ہوں اور ضرب چوگان کی راہ میں چلا گیا ہوں (چوگان کی ضربیں کھاتا ہوں) میں صراحیِ شراب (شرابِ معنی) کا حلبی شیشہ تھا۔ (لیکن میری حماقت دیکھو) میں ناچتا ہوا (خوشی خوشی) کہاں گیا۔ سنداں کے پاس گیا۔ (اپنی نزاکت اور نفاست کے باوجود دنیا کے سخت دلوں کے پاس جا کر ذلت اٹھائی)۔ مجھے بادِ صبا کی طرح سیر باغ کی اجازت تھی۔ لیکن عام لوگوں کی طرح گیار نجوں میں چلا گیا (گرفتار حرص و ہوا ہو گیا) میں مقصد کے لئے گیا۔ لیکن چیتے کی طرح مہ ناباں کے مقصد سے پہاڑ پر گیا۔ (چیتا جب ماہ کامل کو دیکھتا ہے۔ تو اسے پکڑنے کی خاطر پہاڑ پر چڑھتا ہے۔ وہاں سے جست لگاتا ہے اور گر کر مر جاتا ہے۔ میں بھی اس طرح ذلیل و ناکامیاب ہوں) افسوس میں نے شوق برہنگی (دنیا کی حرص سے آزاد رہنا) کو نہ سمجھا (قدر نہ کی) اور اب سندس و استبرق کی خاطر رضواں کے پیچھے پیچھے پھرتا ہوں (سلاطین دنیوی کے پاس اپنی

آرزو میں سے کر جاتا ہوں) آخر یہ کیسے بتایا جائے کہ مکتب قدس میں میں خرد عقل سکھاتا تھا (عمر) کو تعلیم دیتا تھا) اور اب خود نادان بنا جا رہا ہوں (وہ نادانی یہ ہے) میں نے شاعری اختیار کی اور خدا کی معرفت چھوڑ دی۔ گو یا میں جب دنیا میں آیا ہم جانِ معنی تھا۔ داد در مرکر تصویر بیجان کی طرح جا رہا ہوں)

(۴۸ تا ۵۵) حسرتنیاں: اہلِ دنیا، شیونیاں۔ مراد از عاشقانِ خدا۔ بہتان۔ ظاہر کرنا۔ ترجمہ۔ میری زندگی کی شبِ یلدا (جوانی) نے سحر (بڑھاپا) سے کہا۔ افسوس میں افسانہ بیہودہ میں تمام ہوئی (میری ساری مدت بیہودگی میں گذر گئی) میں اس وجہ سے برباد ہوا کر اپنے دل کے عقب میں ہمیشہ زلفِ پریشان کے شکنوں کے نشیب میں (گرا) (رہا) (زلفِ پریشان کی طرف مائل رہا)۔ جب میں اہلِ دنیا کے ساتھ دف و چنگ لے کر گلستان کی سیر کو گیا (وہ زمانہ) اہلِ دل کے نزدیک ماتم کا زمانہ تھا تو اہلِ دل دنیا کی خوشی کو ماتم سمجھتے ہیں) جب میں عاشقانِ خدا کے ساتھ شہیدوں کی خاک پر مبارکباد کہنے کے لئے گیا (اُس وقت) اس گروہ (اہلِ دل) کی عید تھی (اہلِ دل عشق کے رنج والم کو عید و جشن جانتے ہیں) مجنوں فرہاد کی راہ میرے سامنے آئی۔ میں اس راہ پہ بھی چلا۔ لیکن اُنکی طرح اپنے رگ و ریشہ کو تیشہ کے ناخن سے نہیں کاٹا۔ بلکہ میں کوہ غم کو پاؤں تلے روندکر دوڑتا ہوا گیا۔ میں نے (مجنوں کی مانند) زغن و زاغ کا گھونسلا سر پہ نہیں بنوایا (مجنوں جنگل میں جا کر آرام سے بیہوش ہو کر بیٹھ گیا۔ اور زاغ و زغن نے اُس کے سر پہ گھونسلہ بنا لیا) بلکہ سر کو پاؤں بنا کر خارِ مغیلاں میں پھرتا رہا۔ بے طرفی میں نے جو یہ رفتم رفتم کہا ہے۔ اس ردیف کے تکرار کا مطلب اظہارِ مقصد تھا۔ یہ آخری شعر گریز پر مشتمل ہے)

(۵۶ - ۵۷) تاختن یعنی تاختن - دوڑایا - یکراں - گھوڑا - موج یہ موج - لشکر کے لشکر، پرے کے پرے۔ ترجمہ۔ یہاں سے مدح حضرت علیؑ کی شروع ہوتی ہے۔ آپ کی تلوار نے کہا۔ کہ معرکۂ جنگ میں جس نے گھوڑا دوڑایا میں نے سر سے سُم تک اُسکے دو ٹکڑے کر دیئے۔ آپ کی تلوار کے آہنیں پنجہ نے ہونٹ سے کہا کہ میں نے سمندر (میدانِ جنگ) میں پہنچ کر پرے کے پرے (لشکر کے لشکر) کاٹ دیئے۔

(۵۸) ترجمہ۔ آپ کا نیزہ کہتا ہے کہ خواہ جنگ ہو یا صلح میں خاقان کی پیشانی کی گرہ کھولنے جاتا ہوں۔ (مجھے دیکھ کر خاقان کا غرور دور ہو جاتا ہے)

(۵۹) آپ کے طالع نے صبحِ ولادت دنیا کے دروازے کو کھٹکھٹایا۔ اور کہا یہ دیکھو

میں سورج ہاتھ میں لے کر (تاریک) شبستان میں جاتا ہوں (تاکہ اُسے روشن کر دوں)

(۶۰) از جائے ربودن۔ گذر جاتا جسوقت آپ کے خلق کے اندیشہ نے مجھے بیخود کر دیا تو صبا کی طرح میں سنبل و ریحان پر سے گذر گیا اور اُنکو بھی میرے گذرنے سے کچھ صدمہ نہ پہنچا۔ آپ کے حسن اخلاق نے مجھے انتہا لطیف و نرم بنا دیا)

(۶۱ - ۶۲) یہ جواہر (اشعار) میں نے آپکے نثار کرم سے پائے ہیں۔ کوئی یہ نہ کہے کہ میں دریائے عمان سے لایا ہوں۔ (میں نے آپ کے کرم پر جو کچھ نثار کیا۔ آپ کے کرم نے اُس کے صلے میں مجھے اشعار بخشے) اس قافلہ (قافلۂ معانی) کے لئے سرمہ آپ کے دروازہ کی خاک سے پایا ہے۔ یہ گمان مت کریں۔ کہ اصفہان (یہاں کا سرمہ مشہور ہے) سے لوٹ لایا ہوں۔

(۶۴ تا ۶۵) ترجمہ (جب میں اس مدحیہ قصیدہ کی راہ میں چلا) بہت سے جلیے نفس (روح افزا مضامین اور معانی) میری راہ چومنے تھے۔ میرا ہر قدم سنکڑوں چشمۂ حیوان پر پڑتا تھا۔ (میرے منہ سے ہر بات دم عیسٰے یا آبحیات کی طرح جاں بخش ہی نکلتی تھی) سنیکڑوں دفعہ میرے (مرغ) اندیشہ کے بازو اُڑنے سے ٹوٹ گئے (لٹک گئے۔ اُڑنے سے عاجز آگئے) آپ یہ گمان نہ کریں کہ میں عرش سخن پر آسانی سے پہنچ گیا: شاعری بچوں کا کھیل نہیں ہے)

خشک سیرِ دل تن شاعر کا لہو ہوتا ہے!
تب نظر آتی ہے اِک مصرعۂ تر کی صورت (غالب)

جب میں ناظم شروان (خاقانی) کی آرام گاہ (قبر) پر پہنچا۔ تو مٹی سے یہ آواز آئی اے نظم کے بادشاہ۔ السلام علیکم۔ اے بادشاہ۔ میں کل قضا و قدر کے ہمراہ زندگی کی راہ میں آپ کی تعریف اور حاسدوں کی ملامت کے ساتھ گیا (میں نے بھی قضا و قدر کے ساتھ مل کر آپ کے لئے دُعا اور آپ کے حاسدوں کے لئے بد دعا کی) میں نے آپ کی تعریف کی راہ اختیار کی۔ اور یہ راہ ایسی راہ میں ہے۔ جس کے متعلق یہ کہا جائے کہ میں نے اِسے طے کر لیا ہے۔ میں نے آپ کے حاسدوں کی راہ بھی طے کی لیکن وہ اس لائق نہیں کہ بتاؤں کہ میں نے کیسے طے کی۔ (میں نے آپ کے حاسدوں کو بہت بد دعائیں دیں۔ لیکن وہ بیان کرنے کے قابل نہیں ہیں)

(قصیدہ ۱۶)

بحرِ خفیف مسدس مخبون مشعث۔ مقصور یا مقطوع۔ ارکان۔ فاعلاتن۔
مفاعلن۔ فعلان یا فعلن۔

(۱ تا ۸) امساک۔ رکنا۔ بخل۔ سوزش۔ برادہ۔

ترجمہ۔ صبح کے وقت جب ادراک کی کھڑکی سے میں نے آسمان کی سطح کو دیکھا
میں نے اپنی طبیعت کے معشوق کو قید عناصر سے آزاد پایا۔ وہ (معشوق) ہاتھ کے
بند کو کھولے ہوئے اور مست تھا۔ بیباک اور کچھ کپڑے پہنے ہوئے اور کچھ برہنہ
(طبیعت سے کبھی درست باتیں نکلتی ہیں اور کبھی نادرست) کبھی متفکر و کبھی حیران
کبھی عبارت خواں اور کبھی نغمہ زن تان کبھی اپنی نا سمجھی کے باعث تنبور لیوں پر بل ڈالتا تھا۔
اور کبھی اپنی فہم پر بخل کا طعنہ مارتا تھا کبھی سمجھ کے سبب کشادہ ابرو ہو جاتا تھا اور
کبھی (خیالات کے) ادراک پر شکر یہ کی غزل پڑھتا تھا کبھی لفظ کا لباس معنی کے قد پر
سینکڑوں طریقوں سے سینا اور پھاڑتا تھا کبھی نیم سفتہ موتیوں کو اپرو نے کے لئے
اردگرد سے برادہ صاف کرتا تھا۔

(۹ تا ۱۱) میں آہستہ سے (شاہد طبع) کے سامنے گیا اور اپنے آپ کو مقام ادراک
(ورک حاصل کرنا) پر ظاہر کیا۔

(۱۰ - ۱۱) اُس نے مسکرا کر اور چیں بر جبیں ہو کر پوچھا۔ اے میرے اور ادراک
کے پرانے محرم! کیا سبب ہے۔ کہ ایسے وقت میں اندر آئے ہو۔ جب کہ نفس کو
آمد و شد سے پاک ہے (جبکہ تم ہانپ رہے ہو)

(۱۲ تا ۱۶) دراک۔ ورک کرنے والا۔ سمجھنے والا۔ بیباک۔ پیچ و خم۔

ترجمہ۔ میں نے اُسے کہا۔ معاف کرو۔ تم سے دوری ممکن نہیں ہے۔ اس میں احتمال
ہلاک ہے۔ (میں ہلاک ہو جاؤنگا) آج تم ہمارے فضل میں دراک طبیعتوں کے لئے
ضروری ہو۔ جب سے تو نے گویائی سے عطا کی خاک (دنیا) کو پکڑ لیا ہے۔ (مسخر کر
لیا ہے) ہماری گویائی ہمہ تن گوش بن گئی ہے۔ (جو سنتی ہے وہی بیان کرتی ہے) اور
ہمارے کان سراسر ہوش ہو گئے ہیں (اُن میں ہوش کی باتیں بھری رہتی ہیں۔
تمہاری وجہ سے اندیشہ کا منہ مقصود کی طرف ہے (مقصود ہر وقت اندیشہ کے
سامنے حاضر رہتا ہے) تمہاری وجہ سے دانش کی زلف پیچ و خم میں ہے۔ (میں تجھے

حسب مراد خاطر پاتا ہوں) تم جو خیال رکھتے ہو کہہ دو۔ چھپاؤ مت۔ میں تمہارا محرم (راز) ہوں۔ پھر تم کیوں ڈرتے ہو۔

(۱۷ تا ۱۹) حدس۔ دانائی۔ سمک ماہی زمین۔ سماک۔ آٹھویں آسمان پر ایک ستارہ کا نام۔ سفاک۔ زرگر۔ کار بچیزے کشیدن۔ کسی بات کی نوبت تک پہنچنا ترجمہ۔ وہ غصہ میں آگیا اور کہا واہ آپ کی یہ سمجھ ہے۔ اور اپنی فضیلت کی شیخی زمین سے آسمان تک مارتے ہو۔ کیا آج عید نہیں ہے۔ اور کیا میں میر کا مداح نہیں ہوں۔ کیا وہ (میری) نظم کا پرکھنے والا اور میں زرگر نہیں ہوں۔ یہ ظاہر ہے۔ کہ آج اس کی تعریف کے بغیر اندیشہ کی نوبت ہلاک تک پہنچے۔

(۲۰ تا ۲۳) تریاک۔ مراد از تلخی۔ گو۔ شیا۔ بمعنی گوئی۔ ترجمہ۔ پھر میں نے دلیر اور شرمندہ ہو کر کہا کہ تو گلزار فضل ہے۔ اور ہم خاشاک ہیں۔ (ناچیز و حقیر ہیں) مہربانی کرنا کہ میں اس معجون (مدح) کو دیکھوں۔ کہ اس میں شہد زیادہ ہے یا تلخی۔ جب اس نے اس سے ذرا تلخی قبول کر لی تو قدرے شرمندہ ہو گیا۔ (جب اسنے قصیدہ مدح کا مطلع پڑھا) اس کا مطلع بلند نہ تھا۔ اس نے جلدی سے اس کا (ممدوح کا) نام لے لیا۔ (کہ اس سے بلند تر اور کون سی شئے ہو سکتی ہے۔ اس شعر میں گریز پائی جاتی ہے)

(۲۴ تا ۲۷) دست از چیزے بردن۔ کسی چیز پہ غالب ہونا۔ ترجمہ۔ شاہد طبع نے کہا) میر ابوالفتح وہ ہیں۔ جن کے قلم سے (بوقت تحریر) انگور کے خوشوں کی طرح موتی نکلتے ہیں۔ اس کی اصل دریا پہ غالب ہے۔ اور اس کے سایہ نے اپنے شکار بند میں نور کو باندھ رکھا ہے۔ اس کا قہر ستم کے بغیر تریاک کی طبیعت سے زہر کو دور کر دیتا ہے۔ اس کی بخشش بالاتفاق حاتم کے نام کو نامۂ بخل سے ظاہر کر دیتی ہے (اس کی بخشش کے مقابلہ میں دنیا بالاتفاق حاتم کو بخیل کہتی ہے)

(۲۸) کورہ۔ بھٹی۔ سکہ زدن۔ آہنگر۔ ترجمہ۔ جب اس کا لطف آگ میں دم پھونکے۔ تو (آگ پانی ہو جائے) اور آہنگر بھٹی سے (آگ کی بجائے) مچھلی نکالے

(۲۹) فلک۔ نگینہ ساز۔ ترجمہ۔ جب نگینہ ساز اسکا نام انگوٹھی میں نقش کرتا ہے تو عطارد (عقل و علم کے باوجود) اس (نگینہ ساز) سے قلم چرا لیتا ہے (اس خیال سے کہ اس سے اچھا قلم کونسا ہوگا جس نے ایسا عمدہ نام لکھا ہے)

(۳۰) ترجمہ۔ ممدوح ایسا عالی مرتبہ ہے۔ عرش نے (اتنی بلندی کے باوجود) بڑے فخر سے افلاک پر اس کے خادم قدر میں اپنا آستانہ انتخاب کر لیا ہے۔

(۳۱) چرخ نے اُس کے (ممدوح) ملکیت نامہ عزم میں اپنی حرکت کو بھی اُس کی ملکیت میں لکھدیا ہے (ممدوح کو اپنی حرکت کا مختار بنا دیا ہے)

(۳۲) انامل - انگلیوں کی پوریں - ہفت اندام - ایک رگ کا نام ہے - جس میں ہفت اندام کا خون آتا ہے - سر سینہ - پشت - اور ہاتھ و پاؤں کو ہفت اندام کہتے ہیں - مشبّاک - سوراخ کرنے والا - ترجمہ - اُس کا نیزہ جو عدل کی سرانگشت ہے - ہفت اندام - ظلم میں سوراخ کرنے والا ہے - (اُس کے منصف ہاتھ ظلم کو ختم کر دیتے ہیں)

(۳۳) سبّاک - صورت بنانے والا - ترجمہ - اُس کا بخت جو توفیق کی نسل سے ہے - مراد کے زر بسیم کو بنانے والا ہے (لوگوں کی مرادیں پوری کرنیوالا ہے)

(۳۴) جبروت - عظمت و بزرگی - قوس النہار - نصف فلک جس پر آفتاب دن کے وقت گھومتا ہے - فتراک - تسمہ - ترجمہ - اُس کی عظمت و بزرگی اُس جوتے کو نہیں پہنتی - جس میں قوس النہار کا تسمہ لگایا گیا ہو -

(۳۵) آسمان (اپنی سرعت کے باوجود) جب اُس کے عزم کے ہمراہ چلتا ہے تو تواضع کے طور پر اپنی رفتار نرم کر لیتا ہے (آہستہ چلتا ہے)

(۳۶) عرض لشکر - جائزہ لشکر - بہرام - ستارہ مریخ جو خونریزی کے لئے مشہور ہے - شاک - مسلح آدمی - ترجمہ - آسمان نے اُسکے لشکر کا جائزہ لیتے وقت کہا بہرام (لڑائی میں اُس کے لئے مسلح مرد نہیں (بہرام خونریز و بہادر ہونے کے باوجود اُس کے لشکر کا مقابلہ نہیں کر سکتا)

(۳۷) جب سے (اُس نے) مظلوم کا ہاتھ دراز کیا ہے (مظلوموں کی حمایت کی ہے) خاشاک نے شعلہ پر سینکڑوں چھاپے مارے ہیں -

(۳۸ - ۳۹) استظہار - پشت پناہ ہونا - ترجمہ - اے ممدوح - تیرا عہد ابد کے لئے پشت پناہ ہے (تیرا عہد لازوال ہے) اور عمل نے تیرے علم سے استحکام کیا ہے - (تیرا علم باعمل ہے) آپ کی بزمگاہ حجلۂ یوسف اور آپ کی رزمگاہ ضحاک (ایک ظالم بادشاہ) کا شانہ (ظالموں کا خون بہانے والی) ہے

(۴۰ - ۴۱) (دعا ہے) آپ کی مدت عمر کے ختم سے پہلا جام افلاک کے آخری دور کا گھونٹ ہو - (آپ کی عمر دراز ہو) اور آپ کے زمانہ کے سرور سے روز اوّل کے تریاک کا نشہ شرمندہ ہو -

(۴۲ تا ۴۵) غرّاک ۔ غرور کرنے والا ۔ کاواک ۔ خالی ۔ ترجمہ ۔ اے ممدوح) گوہر کی بخشش کانی ہو چکی (اپنی سرمایہ داری پر) غرور کرنے والے بخیل سمندر کی پریشانی حد سے بڑھ گئی (پانی کا باہر نکل جانا پریشانی ہے) فقر تیری زربخشی سے ملنا (صاحب زکوٰۃ) ہو گیا اب خالی کان کو کھودنے کی تکلیف بند کر ۔ اگر مر جانے کا احتمال نہ ہوتا ۔ تو آپ کے حاسد پر رحم کرنا جائز تھا ۔ اپنا بلند ہاتھ بڑھا کب تک آسمان کی پرانی گدڑی نہیں پھٹے گی (آسمان کی پرانی کملی پھاڑ کر اپنے آسمانِ رفعت کو بہتر اور تازہ بنا ہے)

(۴۶ تا ۴۹) سوانح ۔ حوادث ۔ ابوالفرج ۔ ایک فارسی شاعر کا نام ۔ ترجمہ ۔ اے بادشاہ ۔ عرفی تیری مدح سے زمین کی پستی سے آسمان کی بلندی پر پہنچ گیا ہے ۔ اُس کے قلم سے معنی اس طرح برستے ہیں ۔ جس طرح آسمان کی گردش سے حوادث (رونما ہوتے ہیں) اُس نے اُس سمندر میں غوطہ لگایا ہے جس میں ابوالفرج کا حلق بھی تر نہ ہوا (شاید ابوالفرج نے بھی اس زمین میں قصیدہ لکھا ہو) ۔ اب دعا کرتا ہے ۔ کہ (خدا) دشمن کو زہر اور دوست کو زہر مہرہ دے ۔

(۵۰ ۔ ۵۱) ضحّاک ۔ بہت ہنسنے والا ۔ ترجمہ ۔ جب تک زہرہ کو ناچنے والی اور کلی کو ہنسنے والی کہا جا سکتا ہے ۔ آسمان کی گردش آپ کے عیش کا رقص ہو ۔ اور آپ کے دشمن کی قبر کی مٹی ہنستی رہے (پھٹتی رہے)

(قصیدہ ۱۷۵)

یہ قصیدہ بھی قصیدہ ۱۷۴ کی بحر میں ہے ۔

(۱ تا ۱۶) بہ بستر انداختن ۔ بیمار کرنا ۔ پرزدن ۔ پر ہلانا ۔ ترجمہ ۔ عشق کہاں ہے جو عقل کو معطل و بیکار کر دے ۔ اور شوق کا عود میری بھٹی (سینہ) میں جلائے (جس کی لُو سے میں بیخود ہو جاؤں) میرے دل کو درد سے آلودہ کر دے اور عافیت کو بیمار کر دے (عشق میں عافیت کا کیا کام!) مرغِ جان کو ایسے پھولوں والے باغ میں لے جائے (ظالم معشوق کی محبت میں گرفتار کر دے) کہ اگر ذرا پر ہلائے تو اُس کے پر نوچ دیے جائیں ۔ صیدِ دل کو ایسے (معشوق) کی قید میں جکڑ دے کہ اگر سر باہر نکالے تو سر کاٹ دے ۔ جو ناز و غمزہ سے میری جان پر کبھی سنان اور کبھی خنجر چلائے ۔ جو میرے دل کے گریبان میں وفا کی پونجی نہ تھوڑی نہ بہت ہی ڈالے (بالکل وفا نہ کرے)

(۱۷ تا ۲۴) ۔ آفتاب ۔ مراد از شراب ۔ خندۂ جام ۔ پیالے کا بھر جانا ۔ گریۂ شیشہ

شراب کا شیشے سے پیالے میں گرنا۔ پہ ند۔ ریشمی کپڑا۔ اغبر۔ غبار آلودہ۔ قہقہہ شیشہ قلقل ترجمہ۔ وہ معشوق کہاں ہے۔ جو دم بھر میرے درد بھرے دل کی طرف کان لگائے (دل کا درد سنے) جو شکست میرے دل سے پیدا ہو۔ اُسے اپنی عنبر جیسی زلف میں ڈالدے جو آسمانی رنگ کا شیشہ منگائے اور پیالے میں شراب ڈالے۔ شراب میں میرا گرم دل ڈال دے۔ گویا یہ دوزخ کو کوثر میں ڈالنا ہے۔ پیالے کا لبریز ہوجانا غم کو رلائے (غم کو دور کرے) اگر یہ شیشہ اُس کا (غم کا) خون بہائے۔ اس آفتاب شراب کا نور غبار آلودہ خاک پر شفق کا پرند ڈالے۔ وہ شراب ایسی روشن ہو کہ اُس کی ایک کرن چشم اختر سے نور کھودے۔ صراحی کی قلقل کوچ کا ڈھول بجائے اور ہوش کا خیمہ (ہوش کے) سر پر رکھدے (ہوش اڑائے)

(۵ تا ۱۷) مغنّی۔ گویا۔ مزمر۔ بانسری۔ رعشہ۔ ایک بیماری جس سے آدمی کے ہاتھ خود بخود کانپتے ہیں۔ ترجمہ۔ گویّا کہاں ہے جو میرے دل کے اضطراب کو بانسری کی نبض میں ڈالدے (بانسری میں اضطراب پیدا کردے) ترجمہ۔ گوشۂ دامن کی ہوا سے نغمۂ تر (کے دریا) میں موج پیدا کردے (جس سے میرے دل کا غم دور ہوجائے) رعشہ کو میرے دل کے رگ و ریشہ سے نکال کر غم کی جان میں ڈال دے۔ (تاکہ رعشہ پھر مجھ پر غالب نہ آسکے)

(۱۸ تا ۲۲) معبر۔ گھاٹ۔ پل۔ ترجمہ۔ نہیں میں نے غلط کہا۔ یہ کوئی بھنور نہیں ہے کہ کوئی مجھ کو اُس سے نکال کر گھاٹ پر لگا دے۔ میری کشتی سمندر کے درمیان ٹوٹ گئی ہے۔ کون ہے۔ جو (میری کشتی کو نکالنے کے لئے) سمندر میں تیراک کو بھیجے جس شخص کا نشیمن دنیا ہے اُس نے اپنا فرش اژدہا کے حلق میں بچھایا ہوا ہے۔ میں اس شرم سے مرتا ہوں۔ کہ میں کتنا گمراہ ہوں۔ میں نے رہبر کو بھی مشکل میں ڈالدیا ہے توفیق کا ہاتھ کہاں ہے کہ کافر نفس کے سر پر تلوار چلائے (نفس کو درست کرے کیونکہ یہی گمراہی کا باعث ہے)

(۲۳ تا ۲۵) سرانداختن۔ سر جھکانا۔ عبیر۔ ایک قسم کی خوشبو۔ ترجمہ۔ حسن معنی اُس شخص میں ہے۔ جو محبت کے ساتھ دشمنوں کی راہ میں سر جھکا دے۔ یوسف وہ ہے کہ اگر اُس کے بھائی حسد سے اُسے کنوئیں میں ڈالدیں۔ تو وہ اپنے لباس کی خوشبو بھائی کی جیب میں ڈالدے (خوش خلقی سے پیش آئے) ؎

آسائش دو گیتی تفسیر این دو حرف است ✤ با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا

(۲۶ تا ۲۹) طرح انداختن - بنیاد ڈالنا - ترجمہ - شاعر کہتا ہے - واعظ نے مجھے مار دیا۔ سنگ مستی کہاں ہے جو اُسکے منبر میں شکست ڈالدے (توڑ دے) مجھے وعظ کا ذوق نہیں رہا - میں چاہتا ہوں - کہ سخن کی دوسری بنیاد رکھی جائے - (وہ یہ ہو) کہ اس میں سر بسر ظلم کی شکایت ہو - اور (یہ شکایت) زمانے سے رسم شرم اُٹھادے - (اُس میں شرم کا لحاظ بالکل نہ ہو) (وہ سخن) میرے تنگنائے دل سے نکل کر اپنے آپ کو دلبر کی عشرت گاہ میں پہنچا دے -

(۳۰ تا ۳۶) شور در سر انداختن - دیوانہ بنانا - ترجمہ - (وہ سخن طربگاہ دلبر میں جاکر اُس سے کہے) اے بے وفا - تیرا ناز کب تک ہر شخص کو دیوانہ بنائے گا - تو عرفی کے ساتھ اُلٹا کھیل مت کھیل - (وہ بڑا ہشیار کھلاڑی ہے) کہیں تیرا مہرہ ہی ششدر میں نہ ڈالدے (تجھے حیران نہ کردے) کاش کہ وہ صبر رکھتا اور شکایت کو قیامت پر اُٹھا رکھتا - اُسکی دلجوئی کے لئے جا - کہیں ایسا نہ ہو - کہ وہ بدمست تیرے جام (استغنا) میں آفت کا زہر نہ گھولدے - جا - کیونکہ وہ بہانۂ مدح کا مشتاق ہے - ایسا نہ ہو - کہ اُس کی عقل اُسے سمجھادے کہ شکایت کو خون آلودہ کر کے عادل (ممدوح) کے در گوش تک پہنچا دے - (یہ شعر گریہ میں ہے) (وہ داور) میرا ابوالفتح ہیں - کہ جن کی سیاست سے زہرہ کا غمزہ بھی خنجر ڈال دیتا ہے -

(۳۷) اگر اُس (ممدوح) کا ضمیر قبول کرے - تو آسمان مہر انور اُسکے اُوپر نثار کردے

(۳۸) نافہ تر - قلم کا ڈوبا مراد ہے - اور نافہ سے مراد نقطہ ہے -

ترجمہ - جس وقت اُس کا قلم نافۂ تر گرائے (ممدوح اپنے قلم سے ایک نقطہ لگائے) تو وہ نقطہ خوبی و خوشبوئی میں صحرائے چین کا نافہ بنے - (ممدوح کی تحریر کی تعریف ہے - ارباب معانی کے دل و دماغ کی تازگی کے لئے اُس کی تحریر کا ایک نقطہ ہی کافی ہے)

(۳۹ - ۴۰) اگر کوئی پرندہ اُس کی بخشش کی کھیتی سے ایک دانہ چن لے اور گلے میں ڈالے تو آسمان سیمرغ کی طرح ہر روز زمین پر سونے کا انڈا (کنایہ از آفتاب) دیا کرے -

(۴۱ - ۴۲) منظر - دریچہ - اگر وہ سامان بزم کے لئے فراشی کی طرف متوجہ ہو - تو رضوان اُس کے فرش کی بجائے جنت کا باغ لاکر دریچہ میں ڈال دے -

(۴۳ - ۴۴) انتعاش - خوشی - برج کبوتر - وہ بلند عمارت جن میں کبوتر رہتے ہیں - ترجمہ - اگر وہ (ممدوح) مظلوموں کی خوشی کا سرمایہ باد صرصر کے دامن میں

ڈالدے (بادِ صرصر کے سپرد کردے۔ تاکہ وہ مظلوموں میں سامان عیش تقسیم کرے) تو وہ باز (جو کبوتر کا دشمن ہے) کا آشیانہ خراب کر کے برج کبوتر کے سامنے ڈالدے (تاکہ وہ اپنے دشمن کی خرابی و تباہی دیکھ کر خوش ہو جائے)

(۵۴) اگر وہ (ممدوح) لڑائی کے دن تلوار سونت لے۔ تو رستم کے نام کو خون آلودہ کر کے پھینک دے (عدم کو روانہ کردے تاکہ پھر کوئی ظالم رستم کا نام نہ لے)

(۴۶) قلم اُس کی ہیبت کو لکھتے وقت نقش مسطر میں لرزہ ڈال دیتا ہے۔

(۴۷ تا ۵۴) قیامت آشوب۔ قیامت کو منتشر کرنیوالی۔ رواروی۔ چلو چلو۔ سیلی۔ تھپڑ۔ در بر انداختن۔ پہننا۔ حوت۔ مچھلی۔ ایک برج کا نام جسکی شکل مچھلی کی سی ہے۔ ترجمہ۔ (ان اشعار میں ممدوح کی معرکہ آرائی کا ذکر کیا گیا ہے) اگر وہ کسی قیامت کو برہم کرنے والی جنگ میں لشکر میں رواروی ڈالدے (لشکر کو تیار کرے) نعرہ کو تازیانہ عمل بنائے۔ اور حملہ میں ہلچل ڈالدے (آندھی دھاندھی کردے) نعرہ آفتاب پر تھپڑ مارے (ناچیز سمجھکر کہ تو فوج کو اتنا گرم نہیں کر سکتا جتنا میں) اور حملہ سد سکندر کو گرادے وحشت فلک کے سینہ کو پھاڑ دے۔ ستاروں کی ناف میں نیزہ ڈال دے (اور انہیں گرادے) زہرہ لڑائی کا عزم کرے۔ اور چنگ و بانسری کو بغل سے پھینکدے۔ مطربانہ لباس کو پھاڑ دے اور زلف کی زرہ پہن لے۔ بارے کی طرح تلوار چلنے میں دو پیکر (برج جوزا) کے سر و دست اڑا دے آفتاب اُس کے تیر کے چلنے سے جوشن حوت پہن لے۔

(۵۵-۵۶) جب وہ گرز کو خود پر مارتا ہے۔ تو گاؤ زمین (ڈر سے) بھاگ کر ماہی کے نیچے جا گھستی ہے (کہ مبادا اُسے بھی کوئی صدمہ پہنچے) اُس کے آتش نہاد حملہ کی ہوا سمندر کو سنگ کر کے جنگل میں چھوڑ دیتی ہے۔

(۵۷-۵۸) تگاور۔ تیز رو گھوڑا۔ عرض کردن۔ کسی چیز کا کسی پر ظاہر کرنا۔ ترجمہ۔ جب وہ میدان میں گھوڑا دوڑاتا ہے۔ تو رعشہ کا مرض عام ہو جاتا ہے (سب لوگ کانپنے لگتے ہیں) (یہاں تک کہ بے جان چیزیں بھی متاثر ہو جاتی ہیں) مثلاً فولاد کا نیزہ اپنے آپ کو موج پر ظاہر کرتا ہے۔ (موج کی طرح ہلتا ہے) اور الماس کی تیغ اپنی خوبی کھو دیتی ہے۔ (ممدوح کی ہیبت سے نیزہ باز اور تیغ زن دونوں رعشہ بدست ہو کر بیکار ہو گئے ہیں۔)

(٥٩-٦٠) جدل - جنگ - ترجمہ - جو شخص اُس (ممدوح) سے لڑائی کا قصد کرتا ہے اور پہلے اُسکے بازوؤں کی پونچی (قوت بازو) کو تولنا چاہتا ہے۔ (اُسے چاہیئے) کہ خاقان کا سر تلوار سے کاٹ کر قیصر کے پلڑے میں رکھے (خاقان اور قیصر دونوں کے سر ایک پلڑے میں رکھے اور دوسرے میں اُسکی قوت بازو رکھکر اندازہ کرے - تو اُسے معلوم ہوگا - کہ اُسکے ایک بازو میں اِن دونوں بادشاہوں کا زور بھرا ہوا ہے)

(٦١ - ٦٢) صفیر - پرندوں کی آواز - ترجمہ - اے ممدوح جب تمہارا غصہ اپنی تلوار کی آزمائش کرتا ہے - تو بہرام (مریخ یا بہرام گور) کا سر کاٹ دیتا ہے - اگر آپ کی ہیبت کا باز آواز نکالے تو مرغ تصویر کے شہپر گر جائیں :-

(٦٣ - ٦٤) قضا - گردشِ فلک - عرض - جو چیز قائم بالغیر ہو - جوہر - جو چیز قائم بالذات ہو

ترجمہ - اگر تیرا حلم اپنا سایہ آسمان پر ڈالدے - (تو آسمان الباادب جائے) کہ اپنا سینہ محور پر رکھدے - اگر تیری قدرت گردش فلک کے ہاتھ آجائے تو (فلک) عرض کے بغیر جوہر کی بنیاد رکھے (فلک ہمیشہ جوہر کی بنیاد عرض) ڈالتا ہے اب آپکی قدرت سے غیر ممکن بات اُسکے امکان میں آجائے)

(٦٥ - ٦٦) اگر آسمان آپ کے خُلق کی جیب سے تھوڑی سی خوشبو لے کر سورج کے گریبان میں ڈالدے تو سایہ کی طرح نور آفتاب (دھوپ) کی بجائے جہاں میں فرش عنبر بچھا دے

(٦٧ - ٦٨) ترجمہ - اگر حاتم دعوےٰ کرکے تیرے ساتھ لین دین کی بنیاد ڈالے - حاتم برابر آرزو کرتا جائے اور تو مطالب پورے کرتا رہے -

(٦٩ - ٧٠) تمہارا دشمن بہت نحوس ہے - اگر وہ لغات پر نظر ڈالے - اور جیب مصدر پر نظر کرے تو اُس (مصدر) سے فعل ہی نہ نکل سکیں -

(٧١ - ٧٢) شقہ - کپڑے یا کاغذ کا ٹکڑا - معجر - چادر - انوثیت - مؤنث ہونا - ترجمہ - اگر آپکے احسان (کی چادر) کا ٹکڑا حضرت مریم چادر کے طور پر سر پر اوڑھ لیں (آپ کی مروت سے ذرا بھی واقف ہو جائیں) تو نطفہ انوثیت کو پھر اپنے شکم میں ڈال لیں - (انوثیت بیزار ہو جائیں کہ یہ میرے کسی کام کی ہے)

(٧٣ تا ٧٧) - کر - بہرا - کنہ - حقیقت - ترجمہ - اے داور! تیری مدح کرنے والا نغمہ بہرے کے کان میں رقص پیدا کرتا ہے - جب آپ کے خُلق کی حقیقت پر غور کرتا ہوں - تو عقل (طبیعت کی) جیب میں عنبر رکھ دیتی ہے - (کہ بس یہی اُس

کا خُلق ہے) اگر حورِ میری فطرت کی خاک کو پالے۔ تو وہ اُسے خوشبودار لباس پہل لے۔ اگر لیلائے میرے حورِ خیال کی زیبائش کو جانچے تو شرم سے اپنا زیور اُتار دے۔ اے ممدوح۔ میرے قلم نے آپ کی بخشش کی خوشبو سونگھی ہوئی ہے۔ اس لئے جب چھینکتا ہے تو موتی نکلتے ہیں۔

(۷۸ - ۷۹) عبہر۔ نرگس۔ ترجمہ (اس قطعہ میں فخر و کسرِ نفسی پائی جاتی ہے) میری طبیعت آپ کی مدح کی شرم کے باعث (پوری تعریف نہ ہونے کے سبب) نرگس کی طرح سر بالین پہ ڈالے ہوئے ہے۔ ورنہ میرا مُرغِ فکر (اتنا بلند پرواز ہے کہ) اگر ایک پر گرا دے۔ تو ساکنانِ عرش (آرائش کی خاطر) ٹوپی میں لگالیں اور (فخر کریں)

(۸۰ تا ۸۳) نیک دار۔ خوش رکھ۔ عناں در چیزے انداختن۔ مشغول ہونا۔ ترجمہ۔ (اے ممدوح) اگر عرفی آپ کی مدح میں مشغول ہے۔ تو اُسے خوش رکھ۔ رنجیدہ نہ ہو۔ اگر مجھ کا طوطی اپنے آپ کو شکر پہ نہ ڈالے تو اور کیا کرے (اگر میں آپ کی مدح نہ کردں تو کیا کردں) اگر آپ میری مدح سے تنگ ہیں تو شوقِ مدح سے کہدو کہ میرے دل پر کم سایہ ڈالے (میرے دل میں گذر نہ کرے) اور آپ کی مدح کے شوق کی تسلّی کے لئے (مدح کے سوا) کسی اور نظمِ رنگیں کا دفتر بنالے۔

(۸۴ تا ۸۶) سمندر۔ ایک جانور جو آگ میں پیدا ہوتا ہے۔ ترجمہ۔ انوریؔ اور میں دونوں (تیری تعریف کرنے میں) عاجز ہیں۔ تیری مناسب مدح (آپ کے لائق مدح) کون کر سکتا ہے۔ آپ کا ذہن کہاں ہے جو مدّاح کی زبان میں لائق معنی ڈال دے۔ مجھے بتا! آپ کی مدح کہاں آگ جلائے تاکہ میرا دل اُس میں سمندر چھوڑ دے (ایسی مدح لکھوں جو آپ کے پسندِ خاطر ہو)

(۸۷ تا ۸۹) اشہب۔ سفید گھوڑا۔ ادہم۔ سیاہ گھوڑا۔ بر انداختن۔ پہننا اور از بر انداختن۔ اتارنا۔ ترجمہ۔ (اے ممدوح) میں خالی ہونے کے سبب (آپ کے لائق مدح نہ لکھنے کے سبب) شرم سے پانی پانی ہوگیا۔ اب بہتر یہی ہے۔ کہ مرغِ سخن! اپنے پر گرا دے (اپنی عاجزی تسلیم کرلے) جب تک آسمان سفید و سیاہ گدڑی (دن اور رات) اوڑھے ہوئے ہے۔ آپ کے دشمن کا عہد سیاہ لباس پہنے اور نہ ایسا لباس جسے وہ اُتار دے۔ (ہمیشہ سیاہ بخت رہے)

(قصیدہ نمبر ۱۸)

بحر رمل: - ارکان۔ فاعلاتن۔ فعلاتن۔ فعلاتن۔ فعلن۔

(۱) چہرہ پرداز۔ مصوّر۔ نیم رخ۔ وہ تصویر جس کا ایک پہلو نمایاں نظر آئے۔ مستقبل۔ وہ تصویر جس کے دونوں رُخ نمایاں ہوں۔ ترجمہ۔ جب زمانے کا مصوّر (آفتاب) برج حمل میں داخل ہو جاتا ہے تو رات نیم رخ (چھوٹی) اور دن مستقبل (بڑا) ہو جاتا ہے۔

(۲) احول۔ دوربین۔ یہاں زیادہ دیکھنے سے مراد ہے۔ ترجمہ۔ رات کی آنکھ (ماہتاب) کی پتلی (سیاہی) کا دائرہ کم ہو جاتا ہے (تاریکی گھٹنے لگتی ہے) اور دیدہ روز آہستہ آہستہ احول بنکے نکلتا ہے (دن کا حلقہ وسیع ہوتا جاتا ہے)

(۳) اُس (رات) کی آنکھ کی پتلی اولے اور گرمی کی خاصیت رکھتی ہے (رات اولے کی طرح گرمی سے پگھلتی ہے۔ مختصر ہو جاتی ہے) اس (دن) کی آنکھ کی سپیدی روغن اور دیبا کی مانند ہے (دن اس طرح پھیلتا ہے۔ جیسے تیل فرش دیبا پر)

(۴) ترجمہ۔ جب دیوانی (سیاہ) رات کا خون زیادہ اور فاسد ہو جاتا ہے (رات بھی فاسد خون کی مانند سیاہ ہوتی ہے) تو دن کا نشتر (شعاع آفتاب) اُس کی اکحل (رگ ہفت اندام) کو کھول دیتا ہے۔

(۵) رات جو کچھ شہد کی مکھی کی طرح اپنے معدے سے خارج کرتی رہتی ہے دن ریشم کے کیڑے کی طرح سب کچھ اپنے اوپر تنتا رہتا ہے (رات کا جتنا وقت کم ہوتا جاتا ہے۔ وہ دن میں شامل ہوتا جاتا ہے)

(۶) عبد اقل۔ کمترین غلام۔ ترجمہ۔ اس کے بعد دن کا ترجمہ "صاحب کل" ہوگا۔ (دن صاحب۔ کل کہلا ئیگا) اور رات اپنے نگینہ پر "کمترین غلام" لکھ لیگی (بہت چھوٹی ہو جائیگی) اس شعر میں اُس مقام کا بیان ہے۔ جب رات بہت ہی چھوٹی اور دن بہت ہی بڑا ہوتا ہے۔ مذکورہ بالا اشعار میں مختلف انداز سے رات کی کمی اور دن کی وسعت کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے آگے بہار کا بیان شروع ہوتا ہے

(۷) ترجمہ۔ اب وہ وقت ہے کہ جوش نشاط کے اثر سے شراب صراحی میں، اور صراحی بغل میں نہیں ٹھہرتی ہے۔

(۸) قوت نشوونما سے جام یاقوت اور سرخ شراب لالہ اور اس کے داغ کی طرح آپس میں نشوونما پا رہے ہیں۔

(۹) اگر مخمل کو کارگر (کارخانہ) سے باغ میں نامکمل لے آئیں تو قوت نامیہ اُسے چمن سبز کی مانند مکمل کر دے گی۔

(۱۰) داغ شدن۔ رنج سے جلنا۔ سبز شدن۔ ظاہر ہونا۔ منقل۔ انگیٹھی۔

ترجمہ: شبنم گل جس کے پر (کی خوبصورتی) کے رشک سے حور کی گالوں کا پسینہ رنجیدہ ہو رہا ہے۔ (ممکن ہے) کہ کوئلے ہوا کے فیض سے انگیٹھی میں سبز ہو جائیں (اور جلی ہوئی لکڑیوں میں پھر آثار نمو پیدا ہو جائیں)

(۱۱) چمن دوسرے چمن کے جمال کا تماشا کرنے کے لئے ہوتا ہے (باغ ایک دوسرے کے حسن پر شیدا ہو رہے ہیں) ایک بلبل نغمہ سرائی کی خاطر دوسری بلبل کے پاس جا رہا ہے (بلبلیں ایک دوسرے کی آواز پہ فدا ہو رہی ہیں)

(۱۲) جواہر دارو۔ ایک قسم کا سرمہ جو جواہرات سے تیار کیا جاتا ہے۔ مکحل۔ سرمہ دانی۔ اگر تمہارا دشمن (تمہیں اندھا کرنے کے لئے) سرمہ دانی میں ہیرا گھس دے۔ تو ہوا کے فیض سے وہ جواہر دارو کی خاصیت حاصل کر لیگا۔

(۱۳) چونکہ ہر کانٹے نے پھول کا کام کیا ہوا ہے (کانٹا پھول بنا ہوا ہے)۔ اس لئے عجیب نہیں کہ اگر شہد کی مکھی کے ڈنگ سے یاسمین کھل جائے کیونکہ وہ بھی تو ایک خار ہی ہے)۔

(۱۴-۱۵) اس قطعہ میں باغ دچمن کی بہار آرائیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اگر رضواں دنیا کے باغوں کے سامنے خلدِ بریں کے نسخے کو لکھ لائے تو بہشت کا منظر اس باغ (باغِ دنیا) میں مفصل طور پہ پائے گا۔ اور ان باغوں کی کیفیت بہشت میں بہت مختصر ہو گی۔ (دنیا کے باغوں کے مقابلہ میں بہشت بھی ایک مختصر شئے ہے بہشت ایک متن ہے اور باغ عالم اس کی مفصل شرح ہے

(۱۶) حور بھی اپنے گیسو کمر سے باندھ کر کمال ادب کے ساتھ تیار ہو کر دنیا کے باغوں میں آتی ہے تاکہ اپنے جیب و بغل سنبل و گل سے بھر لے۔

(۱۷) جداول۔ چھوٹی نہریں۔ ترجمہ (نہروں کے کناروں پر) سنبل و گل اتنے لطیف و صاف ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ نہریں (پھولوں کا) بوسہ لینے کے لئے دونوں لب (کنارے) ملانا چاہتی ہیں (نہروں کے کناروں پہ نرم و نازک اور چھوٹے چھوٹے اُگے ہوئے پودے دونوں طرف سے نہروں میں جھکے ہوئے ہیں)

(۱۸) عزیٰ و ہبل۔ عرب کے دو بت۔ ترجمہ۔ اگر قیامت کے دن عزے و ہبل کو پوجنے والوں کا عذر قبول کر لیا جائے تو کیا تعجب ہے۔ کیونکہ (موسم بہار کے اثر سے) عزیٰ و ہبل کی صورت نے بہت خوبی و صفائی حاصل کر لی ہے۔

(۱۹) اس موسم میں ایسی خوشی ہے کہ کاوشِ عقل (غور و فکر) کے بغیر مشکل کام حل ہو رہے ہیں

(۲۰) تل۔ ٹیلہ۔ پہاڑ۔ ترجمہ۔ یہ لیلیٰ نے پردۂ محمل سے اپنا جمال دکھایا ہے۔ یا لالہ نے پہاڑ کے گوشہ سے سر باہر نکالا ہوا ہے۔

(۲۱) جُعل۔ گوبریلا۔ گوبر میں رہنے والا ایک کیڑا۔ ترجمہ۔ پھر بُلبل کی خوشی اور جُعل کے اندوہ کا موسم (موسم بہار) آگیا ہے۔ میں اس تازہ غزل سے حاسد کو تکلیف دیتا ہوں۔ (میری حیثیت بُلبل خوش بیان کی سی ہے اور حاسد جعل کی طرح میرے کلام سے حسد کرتے ہیں)

(۲۲) سبل۔ پر بال۔ آنکھ کا ایک مرض جو چشم گریہ سے پیدا ہوتا ہے۔ ترجمہ۔ (اے محبوب) تیری جدائی کی رات خورشید کی آنکھ میں سبل ہے۔ اور روح القدس کی آنکھیں تیرے شوق جمال سے احول (بھینگی) ہیں (تیرے انتظار میں پتھرا گئی ہیں)

(۲۳) مژہ برہم زدن۔ پلک مارنا۔ در کوفتن۔ دروازہ کھٹکھٹانا۔ ترجمہ۔ کل رات میں نے (تیرے ہجر میں) پلک تک نہیں ماری اور (رنج و الم سے یہ حالت تھی) کہ غمخانہ میں صبح تک موت کی تمنا دِل کے دروازے کو کھٹکھٹاتی رہی۔

(۲۴) اگر تیرا دل دامن آلودہ ہے (تو گنا ہگار ہے) تو نا امیدی کا دروازہ مت کھٹکھٹا۔ (مایوس نہ ہو) کیونکہ (خدا کی) بخشش کا دریا اِن (گناہوں) سے مستعمل نہیں ہوتا۔ (اُس کا کچھ نہیں بگڑتا)

(۲۵) میرا دل عذاب ابدی میں بھی غم دوست کو نہیں چھوڑیگا۔ (محبت کی کُلفت دائمی میں غم دوست کا ترک گوارا نہ کرونگا) میرا دِل وہ موم نہیں ہے جو (محبت کی آگ سے (پگھل کر) شہد کو چھوڑ دے۔ (دل کو موم۔ غم دوست (محبت) کو شہد اور عذاب الم کو آگ سے تشبیہ دیگئی ہے)

(۲۶) نوشدارو۔ شیریں و مفرح دوا جو تمام امراض کے لئے مفید ہے۔ حنظل۔ اندرائن کا پھل جو بہت کڑوا ہوتا ہے۔ ترجمہ۔ اگر میں تیرے دوا کی تلخی کی لذت کو بیان کروں تو (اس کی مثال ایسی ہوگی کہ) نوشدارو حنظل کے سلام (مزاج پرسی) کے لئے بھیج رہا ہوں (تیرا درد محبت تیرا ہونے کی وجہ سے بہت شیریں ہے)

(۲۷) کب تک اِس آتش خس پوش (مجھ جلے ہوئے) سے (فریاد و فغاں کا) دھوُاں اُٹھتا رہے گا۔ اے محبوب۔ آئینہ کی خوش جوہری (عمدگی و صفائی) تیرے حُسن کی مثل ہے۔

(۲۸) ترجمہ۔ اس شعر میں گریز موجود ہے۔

براہ مہربانی میری پلکوں پر آستین پھیر

(میرے آنسو پونچھ) میں کب تک اپنی اس چشم تر کو اپنے محترم خداوند (ممدوح) کی دانائی سے چھپاتا رہوں۔

(۲۹) (اے محبوب وہ خداوند اجل) میرا ابوالفتح ہے۔ کہ جس کے سینۂ دولت میں محبت وہ آفتاب ہے۔ جو برج حمل سے تحویل نہیں ہوتا (کبھی نہیں گھٹتا)

(۳۰) اُس کا سایہ خورشید کے پہلو بہ پہلو چلتا ہے۔ اور اُس کا مرتبہ جنب زحل کی برابری کرتا ہے۔

(۳۱) اگر دنیا کی آنکھ زار وقطار روتی ہے تو اس کے لب ہنستے ہیں۔ (وہ دنیاوی غموں میں مبتلا نہیں ہوتا) جب قضا کے ہاتھ شل ہو جاتے ہیں۔ تو اُس کا ہاتھ حرکت کرتا ہے۔ (ایسے کام کر لیتا ہے جن میں قضا بھی عاجز آجاتی ہے۔ ممدوح کی ہمت وجرأت سے مراد ہے)

(۳۲) اُس کے لطف کی حمایت سے بہمن ودے (خزان کے مہینے) کے مہینے ربیع (ماہ بہار) کے سر سبز سے مخملی ٹوپی اڑا لیں۔ (ربیع سے زیادہ سر سبز ہو جائیں)

(۳۳) بعمل آوردن۔ کسوٹی پر کسنا۔ کھوٹا کھرا معلوم کرنا۔

ترجمہ۔ اگر اُس کا ضمیر زر خورشید کو کسوٹی پر کسے تو اُس سے ایک درم برابر خالص سونا نہ نکلے۔ (ممدوح کا ضمیر خورشید سے کھرا ہے)

(۳۴) عنف۔ سختی۔ تندی۔ کنف۔ کنارہ۔ پہلو۔ مصلحت اندیش یعنی مشیر۔

ترجمہ۔ اُس کی سختی اُس کے عدل کے پہلو میں سوتی ہے (وہ سختی نہیں کرتا) لیکن وہ عدم کا رازدار اور اجل کا مشیر ہے (جب چاہے سختی کو جگا دے گا)

(۳۵) روکردن۔ متوجہ ہونا۔ ترجمہ۔ (اے ممدوح) جب تو اشارہ سے دشمن کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ ضرب شمشیر ضرب المثل کا اثر نہیں رکھتی ہے۔ (اگر کسی ضرب المثل سے دشمن کو ڈراتا ہے تو دشمن کے حق میں ضرب المثل ضرب شمشیر سے بڑھ کر اثر کرتی ہے)

(۳۶ تا ۳۹) سر بر زدن۔ ظاہر ہونا۔ جوہر فعّال۔ عقل دہم۔ رصد تکنا۔

ترجمہ۔ آسمان نے کہا کہ اُس کی (ممدوح) صورت نے صورت عالم (دنیا) کی پیدائش سے پہلے اپنے محل میں نزول کیوں نہ کیا۔ کیونکہ جب ارادت الٰہی کے دن (ایجاد عالم

کے دن) صبح کے وقت اُس کی دولت (اُس کے ممدوح کی ذات) پیدا ہوئی۔ شام کے وقت ازل کو پیدا کیا۔ جوہر فعال اس بات سے غصہ میں آیا اور کہا کہ جب تجھکو علم و عمل کا پورا پورا حصہ حاصل نہیں (تو اس بحث لاطائل سے کیا فائدہ)۔ اُس کی (ممدوح کی) یکتائی سے یہ خوف تھا کہ ہیولیٰ (اشیاء کی ماہیت) صورت مستقبل نہ قبول کرنا اس خیال سے وہ مکمل نہ ہوتیں کہ اُس کی ہمصورت ہو کر کس طرح عالم صورت میں جائیں کیونکہ اُس کی یکتائی کو یہ بات قبول نہیں ہو سکتی۔ اُس کی خلقت کے توقف میں یہ حکمت موجود تھی)

(۴۷ تا ۴۸) صفوت۔ صاف۔ خلاصہ۔ صرّاف۔ پرکھنے والا۔ جودت۔ نیکی۔ خوبی۔ کشاف۔ بہت ظاہر کرنے والا۔ پاتابہ۔ موزہ۔ ترجمہ۔ اے ممدوح۔ تیرے وجود کی تجلی جہانگیر تھی (عالم بقا کو روشن کرنے والی ہے) تیرے حاسدوں کی تمنا عنان گیر اجل (وابستہ مرگ۔ مرتے وقت پورا ہونے والی) ہے۔ تیرے ذہن کی صفائی دلیل کی طرح مطالب کو پرکھ لیتی ہے۔ اور تیری طبیعت کی خوبی مثال کی طرح باریکیوں کو ظاہر کر دیتی ہے (اس شعر میں صنعت ترصیع موجود ہے) تیرے انصاف کا آسمان ہر دم دنیا کو آراستہ کرنیکے لئے نیا آفتاب حوت سے حمل میں لاتا ہے۔ جیسے امید نے تیری سخاوت کا جواہر دار دیا ہے۔ حاتم کی کی سخاوت اُس کی (امید) آنکھوں میں بال کی طرح کھٹکتی ہے۔ اگر افلاک کا اطلس مستعمل (کہنہ اور استعمال شدہ) نہ ہوتا۔ تو آپ کے نوکروں کے موزوں کے لئے خرچ ہوتا۔ اگر آپ کی شہرت سے آسمان کا دماغ بگڑ جائے۔ تو حضرت عیسٰے محبت کی وجہ سے اُس کا علاج نہ کریں گے۔ کیونکہ اگر جُعَل کے سر میں پھول کی خوشبو سے درد پیدا ہو جائے تو بلبل اُس کے علاج کے لئے صندل نہیں گھسے گی۔ یہ جواہر جو تیرا دست سخاوت لوگوں کو دیتا ہے۔ یہ سب میرے (دریائے) دل اور (کان) طبیعت سے نکلے ہوئے موتیوں کے برابر ہیں۔ میں صاف کہتا ہوں کوئی شرم نہیں کرتا ہوں کہ تیرے (سخاوت کے) ہاتھ کے شوق سے اُن کی نوعیت بدل دی ہے۔

(۴۹ - ۵۰) لوحش اللہ۔ کلمہ تحسین و تعجب۔ کسل۔ سستی و کاہلی۔ مستاصل۔ جڑ سے اکھڑا ہوا۔ ترجمہ۔ تیرے تیز رفتار گھوڑے کا کیا کہنا۔ کاہلی کا خاندان اُس کی شوخی (تیز رفتاری) سے جڑ سے اکھڑ گیا ہے۔ جب تو اُس سبک سیر کو گرم

عنان کرے (دوڑائے) وہ ابد سے ازل تک پہنچ جائے اور پھر ازل سے ابد تک چلا جائے۔

(۵۱) کفل۔ پٹھا۔ جو قطرے دوڑنے میں اُس (گھوڑے) کی پیشانی سے ٹپکتے ہیں (وہ ابھی زمین پر نہیں گرنے پاتے کہ وہ واپس لوٹ آتا ہے) اور واپسی پر وہ قطرے شبنم کی طرح اُسکے پٹھے پر گر پڑتے ہیں۔

(۵۲) ثور۔ دوسرا برج۔ حمل۔ پہلا برج۔ ترجمہ۔ اگر وہ (گھوڑا) ایک دم کے لئے اپنی سرعت خورشید کو دے دے۔ تو وہ (خورشید) ترتیب منازل کے ساتھ (درجے طے کرتا ہوا) ثور سے حمل میں پہنچ جائے۔

(۵۳) جب وہ (گھوڑا) چلتا ہے تو اُس کی تیز رفتاری کے سبب اُس کے قدموں کی حرکات و سکنات معلوم ہی نہیں ہوتیں۔ سرعت رفتار کے باعث اُس کے پاؤں زمین پر نہیں لگتے) گردش فلک اُس کی (شوخی و سرعت کی) روندی ہوئی ہے

(۵۴) ۔ اگر مرتے وقت تیرے دشمن کا سر اُس کے (گھوڑا) پاؤں کے ساتھ باندھ دیں۔ تو قیامت تک اُسکے گلے تک موت کا پنجہ نہیں پہنچ سکتا۔ (اُسے ایسی جگہ گھسیٹ کرلے جائے کہ موت بھی اُسکا پتہ نہ پا سکے)

(۵۵) عنان گردش۔ کاوہ۔ جہاں گھوڑا پھیرتے ہیں۔ بصل۔ پیاز۔ ترجمہ۔ جس وقت وہ (گھوڑا) کاوہ میں پھیرا جاتا ہے۔ (اُس کے پاؤں زمین پر نہیں لگتے) وہ پیاز کی طرح (جیسے اُس کا پوست بر پوست ہوتا ہے) ہوا کو دائرہ بر دائرہ طے کرتا ہوا کرۂ نار تک پہنچ جاتا ہے۔

(۵۶ تا ۶۴) داوری۔ حکومت۔ صدرع۔ دردسر۔ محل۔ مرتبہ۔ بدل جواب توڑ۔ ترجمہ۔ اے داور! تمہاری حکومت ہے۔ فلک کو حکم دے تاکہ وہ تیرے دردسر کے لئے صندل گھسائے (میری طول طویل شکایت شاید تیرے دردسر کا باعث ہو گئی ہو) ایک شہر کی داد عرفی سے لے (عرفی سارے شہر کی طرف سے داد کرتا ہے) اس مغرور کا کبر و ناز اُس کی قدر و منزلت سے زیادہ ہے۔ وہ اتنا متکبر ہے کہ جب تک میں نے آپ کی تعریف نہیں کی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ زمانے نے اُس کا ثانی پیدا نہیں کیا۔ اگر وہ (آپ کی تعریف میں) سو بلند (اعلیٰ) شعر بھی کہے۔ تو آپ اُس کی تعریف نہ کریں کیونکہ حسن طبیعت کی وجہ سے اُس کا دماغ بگڑ گیا ہے۔ اگر آپ عقل سے اُس کے بال بال کو چیر کر دیکھیں گے

تو (ہر بال میں) ایک سومنات پائیں گے جس میں لات وہبل چُنے ہوئے ہوں گے۔ (اُسکا بال بال کفر آلودہ ہے) وہ (شرف وفضیلت کے متعلق) جو کچھ ارباب دول کے نسب نامہ میں پڑھتا ہے۔ اُس سے زیادہ اپنے حسب ونسب میں لکھ لیتا ہے وہ گوہر آمائے رموز ہے لیکن نہ دریا ہے نہ کان ہے۔ وہ عقول عشرہ کو حکمت سکھانے والا ہے۔ لیکن نہ علم رکھتا ہے نہ عمل۔ وہ ہمت کا دعوےٰ کرتا ہے لیکن کمینوں (کمینے شعرا) کی شرم سے تنہائی میں رہتا ہے۔ اگر اُس کا جامہ مخملی نہ ہو۔ تو اُس کا رنگ اُڑ جاتا ہے (لیکن حق یہ ہے) اگر وہ کھیل کھیل میں اندیشہ کے ہاتھ میں عناں دے دے (اندیشہ کو گرم رفتار کرے) تو جریر واخطل (عربی شعرا) کو اپنا غلام بنالے (اور سمندِ طبیعت کے ساتھ دوڑا دے)

(۶۵ تا ۷۳) زردہ ہی۔ زرخالص۔ سیم دغل۔ کھوٹی چاندی۔ تہور۔ قوت غضبی کی افراط۔ زلل۔ لغزش۔ نقصان۔ ترجمہ میں کس قدر عیب تراش ہوں (خدا) حسد کو کم کرے۔ (یہی عیب تراشی کا باعث ہے) تو اُس خالص سونے (فرضی عرفی جس کا شاعر اوپر کے اشعار میں ذکر کرتا آیا ہے) کا عیب کھوٹی چاندی (شاعر بذاتِ خود) سے نہ سن اگرچہ وہ ایسا ہی (مغرور) تھا۔ اب بھی ہے یا آئندہ کچھ اور ہو جائے۔ ماضی کو ماضی۔ حال کو حال اور مستقبل کو مستقبل سمجھ وہ ایسا شخص ہے۔ کہ عطارد (منشی فلک) اُس کا ہم میدان نہیں ہوسکتا اسے تو صلح وتحسین پسند آتی ہے نہ کہ تہور وجدل۔ جو بلند اشعار اُس کی طبیعت نے پیدا کئے ہیں۔ وہ سخن بخشِ ازل (خدا) کے دیوان کا انتخاب ہیں۔ جو ذراتِ معانی اُس کے گرد جوش مارتے ہیں (چمکتے ہیں) اگر اُنکے مرتبہ کو پہچانا جائے تو سب خورشید ہیں۔ حسب ونسب کی عزت اور لذت شعر کی وجہ سے اُس کا پاؤں تحت الثریٰ میں ہے اور ہاتھ آغوشِ زحل میں (ساتویں آسمان پر) ہے اُس کی عزت ایسی شہید ہوگئی ہے جس کا کوئی حشر نہیں (قیامت کو بھی نہیں اُٹھے گی) وگرنہ میں اُس کی مدح وغزل کے غم پر آنسو بہاتا۔ اگر وہ لذت شعر سے ننگ وعار کے ساتھ نامزد ہوگیا ہے تو شعر گوئی اُسکی عزت سے ذلت سے چھوٹ گئی۔ (لغزشوں سے پاک ہوگئی) اُس کے شعر خواہ اچھے ہیں خواہ بُرے۔ تو اُس کی زبانی سمجھتا ہے۔ تیرے سوا دوسروں کا یہ کہنا کہ وہ لات وہبل کی طرح بہت ہیں۔ غلط ہے:۔

(۷۴ تا ۸۳) وحل۔ کیچڑ۔ منزل۔ نازل کیا ہوا۔ بھیجا ہوا۔

ترجمہ - خدا کا شکر ہے کہ جب تک اُس نے (عرفی بصیغہ غائب) تیری قدر نہ پہچانی۔ اُس وقت اُس کی بندگی کا جوہر اُس کے ہنر کی طرح استعمال میں نہ آیا۔ اے ممدوح اگر تیرے عہد میں جمشید و جم کا عہد ہوتا۔ تو وہ (عرفی) مدح و غزل کے موتی اپنی ذات پر ہی نچھاور کرتا (جمشید و جم کی مدح نہ کرتا) وہ اپنی قسمت کا شکر کرتا ہے۔ اور وہ کیوں شکر گزار نہ ہو کیونکہ اُس نیک اندیش کی پہلی نظر تم جیسے (کامل اور یکتائے عصر) پر پڑی ہے۔ وہ صلہ قبول نہیں کرے گا۔ اور تو (اِن باتوں کو) حسنِ طلب مت سمجھ تو خود جانتا ہے کہ اُس نے (علو ہمت سے) امید طمع کے ساتھ کیا کیا ہے (ان کی پرواہ نہیں کی) وہ تو قدر و منزلت کا شیدا ہے اس آگ (طمع زر و صلہ) سے نہیں جلے گا وہ تو (سخن بلند کے سبب) کلاہِ عرش ہے۔ کیچڑ میں نہیں گریگا۔ صلہ تو گدائی اور ستائشگری کی دلیل ہے۔ خدا کرے کہ تمہارے مداح پر یہ آیت (آیتِ صلہ) نازل نہ ہو۔ جو کچھ تو نے دیا یا دیتا ہے۔ اگرچہ حقیقت میں یہ صلہ ہے۔ لیکن یہ اُس کی دوستی کا صلہ ہے نہ کہ مدح و غزل کا۔ میں اپنی مہر و وفا کا قصّہ تم سے بیان نہیں کر سکتا کیونکہ یہ حکایت نہایت پذیر نہیں (ختم نہیں ہو سکتی) میں کہتا ہوں کہ جو کچھ اُس کی پیشانی پر لکھا ہُوا ہے وہ پڑھ لے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ مجھ سے مفصّل یا مجمل سُن۔ (یہ جو کچھ اُس نے تیری مدح میں لکھا ہے بالقصد نہیں لکھا) بلکہ قضا و قدر کے پاس تجھ پر نثار کرنے کے لئے چند گوہر تھے۔ اِس لئے تمہارا اخلاص (اُس کے دل میں پیدا کر کے) اُس کے غرور کو توڑا۔ (ورنہ وہ کسی کی مدح نہیں کرتا)

(۸۴ تا ۸۶) گوشۂ چشم نمودن۔ آنکھیں نکالنا۔ ماقل و دل۔ تھوڑا کلام جو کثیر معنی پر دلالت کرے۔ مسعود ازل۔ نیک بخت ازل۔ ترجمہ - یہ تینوں شعر دعا کی تمہید میں ہیں۔ اے عرفی افسانہ نہ پڑھو۔ (زیادہ باتیں نہ کرو) اور قسم کے شعر کا وقت ہے۔ (قضا و قدر) آنکھیں نکال رہے ہیں کہ محل تنگ ہے (زیادہ گفتگو کا موقع نہیں) تو ممدوح کی تعریف تو کرتا نہیں۔ یہ اپنی باتیں کر کے بات بڑھا رہا ہے۔ کیا تجھے نکتۂ ماقل و دل سے کچھ شرم نہیں آتی۔ اب دعا کر۔ کیونکہ اجابت کی نظر تیرے لب پر لگی ہوئی ہے۔ (قبول دعا کا وقت ہے) اگرچہ مسعود ازل (ممدوح) دعا کا محتاج نہیں ہے۔

(۸۷ تا ۸۹) زبرجد۔ ایک قسم کا سبز رنگ کا جوہر۔ ذبول۔ مرجھایا ہوا۔ جدّی۔ بکری کا بچہ۔ ایک بُرج کا نام۔ ترجمہ۔ جب تک تحویل محل (موسم بہار) سے زمین سر سبز

ہوتی رہے اور جب تک پژمردہ چیزیں عمل نامیہ سے مہمل (محروم) رہیں۔ اُس وقت تک (قضا و قدر کا) بویا ہوا بیر (امرزرع) بخت پڑھتا رہے۔ یہاں تک کہ جدی و حمل (آٹھویں آسمان سے آکر) اُس میں چریں۔ (تیرا) دشمن (ظلمت و سیاہ روئی میں) عدم میں گھسا رہے جس طرح گناہ توبہ میں (معدوم ہو جاتے ہیں) اور (تو جہل سے بر کنار رہے (دور رہے) (اور تو) علم و عمل کی طرح رہے (جہل سے دور اور علم و عمل سے ہمکنار رہے)

(قصیدہ نمبر ۱۹)

بحر۔ مجتث۔ مخبون۔ محذوف۔

ارکان۔ فعاعلن فعلاتن۔ فعاعلن۔ فعلن۔

یہ قصیدہ اُس وقت پڑھا گیا۔ جب ابو الفتح کی وفات کے بعد خانخاناں بادشاہ کے حضور میں آیا۔

(۱-۲) قلب۔ وسط لشکر۔ ترجمہ۔ ناگہاں آسمان و زمین سے یہ خوشخبری آئی کہ زمین والوں کا تاج آیا۔ حکومت کی فوج کا جھنڈا وسط لشکر میں پہنچا۔ اور اوج سعادت کا ہما آشیاں میں آیا۔

(۳ تا ۵) دنیا میں دو جلیل القدر جنبشیں ہوئیں۔ جو دنیا میں تمام تاریخوں کا خلاصہ مانی گئی ہیں۔ اول سلطانِ دین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت جس کا مقصد انس و جان کی تکمیل تھا۔ دوم فخر دہر اور مرکز ملک کی شہنشاہ کامراں کے تختگاہ کی جانب واپسی۔

(۶ تا ۸) اقصا۔ کنارہ۔ بسر رفتن۔ گذشتن۔ گذرنا۔

ترجمہ۔ جس وقت (ممدوح) بادشاہ کی مملکت میں پہنچا۔ تو زمانے نے کہا کہ دنیا کی مجلس کا صدر (کنایہ از آفتاب) اپنے آستانہ پر آگیا ہے۔ جب ملک کی حدوں سے واپس لوٹا۔ تو دنیا نے کہا۔ کہ گذرا ہوا زمانہ پھر لوٹ آیا۔ آسمان نے کہا۔ زمانے کی مدح چھوڑ بلکہ کہو۔ کہ آفتاب (ممدوح) ناف آسمان (دربار شاہی) کی طرف آگیا ہے:۔

(۹) ترجمہ۔ جہان نے کہا۔ کہ نہیں! نہیں! یوں کہو کہ جانِ جہاں جو لبوں پر آگئی تھی پھر جہان کے جسم میں آگئی ہے۔

(۱۰ - ۱۱) میں نے یہ سُنکر کہا - کہ اگر (تم سب کی) غرض مدح سے ہے - تو کیا یہ کافی نہیں کہ تم کہو کہ خدائیگاں آیا ہے - بلکہ یہ کہو کہ تقدیر کا خلاصہ خانخاناں ہے، جو شہنشاہ اُنس و جان (اکبر) کے ساتھ آیا ہے :-

(۱۲ تا ۱۴) فرقداں - دو ستارے جو ہمیشہ قطب شمالی کے گرد رہتے ہیں، اور شام سے صبح تک غائب نہیں ہوتے :- ترجمہ - اُسکی روانگی کے وقت ہر قدم پر زمین زمانے سے کہتی تھی کہ میرا نصیب آگیا اور (کیسا نصیب!) مبارک و جواں آگیا - ہر شہر میں زمانہ زمین سے کہتا تھا - کہ میرا تاج آیا جس سے مجھکو فرقداں کی بلندی حاصل ہوئی - (زمین و زماں تو اپنی اپنی کہ چکے) اب میں عرش و فرش کو بتاتا ہوں - کہ اُس کے آنے سے دائرہ آسمان میں آسماں آگیا ہے (جو سب کو گھیرے ہوئے ہے)

(۱۵ تا ۱۷) تمہارے نام کی بلندی کا کیا کہنا - جو نظم کے سر کا تاج ہے - تمام کلمات تحسین تمہارے نام کے سزاوار ہیں - آ! آ! اے بہشت نہم کہ ہمارے اقبال سے زمانہ اپنی امیدوں سے بھی زیادہ کامراں ہوا ہے - اگر (زمانہ) کو چمن کی آرزو تھی تو نوبہار پہنچ گئی - اگر پھل کی امید تھی تو بوستان آگیا

(۱۸ تا ۱۹) بنان - انگلی کا سرا - مراد اُنگلی -

ترجمہ - قلم نے (تحریر کے وقت) تیری اُنگلی کو تولا - اور نہ فلک سے کہا - کہ تمہارا ہلال خوش قسمت ہے جو اس انگلی کا ہمشکل واقعہ ہوا ہے - آسمان نے تیری باگ کو چوما اور شش جہت سے کہا کہ زمانہ کیا اچھا ہے (زمانہ کی قسمت کتنی اچھی ہے) جو اس عناں کے تحت میں ہے -

(۲۰ تا ۲۱) :- اقحوان - گل بابونہ جس کا رنگ زرد ہوتا ہے - اثر - نشان قدم سے مراد ہے - کن فکاں موجودات سے مراد ہے - ترجمہ - تیرے مرتبہ کے روضہ کا حریم ایک چمن ہے - جس میں آفتاب گل بابونہ کی مانند (شرم و حیا کی وجہ سے) زرد ہے - (اے ممدوح) وہ تو ہی ہے کہ (ازل کے دن) قضا کے ذہن میں تیرا خیال گذرا - اُس کے نشان کے ساتھ ہی کن فکاں کا حکم آیا (تیری تخلیق کے بعد دنیا پیدا ہوئی)

(۲۲ - ۲۳) :- شب گیر - رات کے وقت سفر اختیار کرنا -

ترجمہ - لوگوں کے کان - (میرے) لب کے دروازہ پر لگے ہوئے ہیں - شاید تیری تعریف رات کے وقت (میری) طبیعت سے روانہ ہوئی ہے - (تیرا ذکر اتنا مرغوب ہے

کہ دنیا کے کان اُس کے سننے کو لگے ہوئے ہیں) شاید تیری دعا دل سے حسن قبول تک جوش مار رہی ہے۔ اِس لئے (حسن قبول نے) برقعہ پھاڑ ڈالا ہے اور (میری) زبان تک آگیا ہے۔

(۲۴ تا ۲۵) :- لجہ - سمندر - غمر - زیادہ پانی جو آدمی کو چھپالے۔ گنج شائیگاں خسرو پرویز کے ایک خزانہ کا نام۔ ترجمہ۔ آسمان نے تیرے حکم کے خلاف ہستی کے سمندر میں دو ہی غوطے لگائے تھے۔ کہ ہمیشہ کے لئے پانی کی تہہ میں ڈوب گیا (یہ آپ کی حکم عدولی کا ادنیٰ نتیجہ ہے) امید نے تیرے احسان کے نقش قدم پر دو ہی قدم مارے تھے۔ کہ وہ (امید) گنج شائیگاں تک پہنچ گئی۔ (امید تیرے احسان کے خزانے پالیتی ہے)

(۲۶ تا ۲۷) دش۔ دوشینہ۔ گذری ہوئی رات۔ تحریک کردن۔ رغبت دلانا۔ دم زدن۔ بیان کرنا۔ پیش کرنا۔ لب گزیدن۔ افسوس کرنا۔ شرمندہ ہونا۔ غصہ میں آنا

ترجمہ۔ رات آسمان نے مجھے تیری تعریف کرنے کے لئے ورغلایا اور زبان بیان کے قریب آگئی۔ میں نے عاجزی ظاہر کی اکہ مجھ سے آپ کی مدح نہ ہوسکیگی) (اس حال میں) اندیشہ (مجھ پر) غصے ہوا۔ اور کہا۔ کہ اندیشہ کے سینہ کا راز زبان پہ آگیا ہے (چھپا ہوا راز ظاہر ہوگیا ہے۔ اب انکار کرنے کی کیا ضرورت ہے)

(۲۸ تا ۳۴) :- دہر بمعنی زمانہ۔ مجازاً فلک۔ بجان آمدن۔ ناخوش اور بے دماغ ہونا۔ ترجمہ۔ (اے ممدوح) تو میرے دل کے حال کو جانتا ہے میں تم سے کیا کہوں کہ غم سے میرا دل کیسے پریشان ہوگیا ہے۔ اسکی کیا ضرورت ہے (کوئی ضرورت نہیں) کہ میں (یہ) کہوں۔ کہ وہ (ابو الفتح) مرگیا۔ اور عرفی کے سر پہ کیا گذری جو وہ مرگِ ناگہاں کا خواہشمند ہوگیا۔ اس مصیبت عظمیٰ میں روتے روتے سنگیں دل آسمان کا بال بال خون رونے والی آنکھ بن گیا ہے۔ مجھ کو گریہ روحانی نے اس قدر فریفتہ کرلیا ہے۔ کہ میری آنکھ (آنسو کے) ایک قطرہ کی محتاج ہوگئی ہے۔ اُس کا کون سارا ہبر مرگیا ہے۔ کہ موت خود اُس کی موت (کے غم میں) عمر جاودان (آب حیات) سے بھی زیادہ سیاہ پوش ہوگئی ہے۔ وہ مرگیا۔ اور تیرا لطف میرے لئے چھوڑ گیا۔ اور عقل کے نزدیک یہ بدل اُس نقصان کا پورا بدل ہے۔ لیکن اوصاف اور یک جان و دو قالب ہونے کی نسبت سے (میرے خیال میں) جو چلا گیا تھا) وہی آگیا ہے۔

(۳۵ تا ۳۸) :- شب چراغ۔ ایک قسم کا موتی جو رات کو چراغ کی مانند چمکتا ہے

تہنیت - مبارکباد دینا - ترجمہ - تو یہ بات جانتا ہے کہ اس خورشید (ابوالفتح) کے غروب ہو جانے سے (مرنے سے) میری جان کو کتنے قیمتی خزانوں کا نقصان اٹھانا پڑا ہے - میں جانتا ہوں کہ - میں نے ایک قیمتی شب چراغ گم کر دیا ہے - اور اُس نقصان کی تلافی میں مجھے کیسا گوہر مل گیا ہے - (تو اُس کا نعم البدل مل گیا ہے -) اگر قضا میرے باغ کی بہار کو جنت میں لے گئی تو بہشت کے باغ کی بہار (ممدوح) میرے بوستاں میں آگئی ہر وہ (سخن) کی دلہن جو میرے نطق کے حجلہ میں (ابوالفتح کے ماتم میں) نوحہ زن تھی وہ اب مبارکباد دینے کے لئے آستان پر کھڑی ہے -

(۳۹ تا ۴۰) :- ترجمہ - ہمیشہ جب تک کہ آسمان کی طرف سے یہ بات کانوں تک پہنچے - کہ فلاں شخص کی حکومت کا وقت گذر گیا - اور فلاں کا آ گیا - اپنے ہر دور میں تیرے دور کے متعلق یہ کہا کرے کہ اس کی حشمت کا زمانہ چلا گیا اور اُس کی (حشمت) کا زمانہ آ گیا :-

(قصیدہ نمبر ۲۰)

در مدح حکیم ابوالفتح !

بحر مجتث - مخبون - مقصور یا محذوف - ارکان - مفاعلن - فعلاتن - مفاعلن - فعلان یا فعلن -

(۱ تا ۴) - سواد بر گرفتن - پڑھنا - مطالعہ کرنا - دل بستن - دل لگانا - ترجمہ - میرے دل کی خواہش نے جس (مقصد کے) پھول (کے منہ سے) نقاب اُلٹی - (جفاکار) فلک نے اُسے گلشن حسرت میں لکھ دیا اور برباد کر دیا - آسمان نے میری ہر تمنا برباد کر دی اور مجھے حسرت میں رکھا (قضا وقدر نے) جس گرہ میں (میرے) نقد مدعا کو باندھا ہے - اُسے دشمن کے دامنِ طلب میں رکھ کر کھولا ہے - (دشمن کامیاب ہو جاتے ہیں اور میں ناکامیاب ہو جاتا ہوں) میرے دل نے فہرست کے صفحہ کو (غور سے) مطالعہ کیا - (تو معلوم ہوا) کہ زمانہ کی تصنیف سوائے الم نامہ کے اور کچھ نہیں ہے - (مجھے غم والم کے سوا کبھی خوشی نصیب نہیں ہوئی) اگر میں نے زمانہ کے فسون سے دل لگا لیا ہے - تو (اے مخاطب) مت ہنس! میں حضرت سلیمان سے بڑھکر نہیں ہوں جس کی مسند ہوا پر تھی - (تخت سلیمان کی طرف اشارہ ہے) (اگرچہ زمانہ نے اُن کو مصیبت و آفت میں مبتلا رکھا - لیکن اُن کا تعلق زمانہ سے نہ چھوٹا)

(۵ تا ۶) ۔ آبائے سبعہ۔ ساتوں آسمان۔ امہات اربعہ۔ اربعہ عناصر۔ توام جڑواں بچے۔ ترجمہ۔ وہ کونسی خواہش ہے جو ساتوں آسمانوں (کے نطفہ) سے پیدا ہوئی اور وہ کونسا نطفہ ہے۔ جو اربعہ عناصر سے پیدا ہوا ہو اور زمانہ نے (مذکورہ بالا) جڑواں دشمنوں کی پیدائش پر دو صد کرشموں کے ساتھ مجھے مبارک باد نہ دی ہو (جو ہیں وہ دشمن ہیں اور جو پیدا ہوتے ہیں وہ دشمن ہی ہوتے ہیں)

(۷ تا ۱۱) ۔ چہ خیزد۔ کیا پیدا ہوتا ہے۔ بہل۔ حصول رخصت کے معنی دیتا ہے کورہ۔ بھٹی۔ حدّاد۔ لوہار۔ ترجمہ۔ اے فلک (بیرحم) اگر تو ایک صبح کے لئے میرے سامنے بیداد کا دریچہ نہ کھولے تو (تیرا) چراغ مہر بجھ نہیں جائیگا۔ (چراغ ہوا کے زیادہ ہونے اور مطلق نہ ہونے سے بجھ جاتا ہے) اگر تو مجھے اجازت دے دے تو میری سرد سانس سے کیا پیدا ہوتا ہے۔ دم سرد کے اثر کا کچھ خوف نہیں) کیونکہ لوہار کی بھٹی (دل) سے تو زہر یہ جوش مار رہا ہے (جو خود بھٹی کو بجھا دیتی ہے۔ پھر اس میں گرمی کہاں سے آئی) اب اگر میں نالہ کرونگا۔ تو نفس کی آبرو برباد نہیں کرونگا۔ کیونکہ میں اس پانی کے چشمے کے چشمے بہا چکا ہوں۔ (بہت آہ و زاری کر چکا ہوں) وہ کونسا نامہ تھا جبکی کمر میں نے شعلہ سے باندھی ہو (کمال گرمجوشی سے ادا کیا ہو) اور زمانے نے اثر کو دور کرنے کے لئے (اُس کی کمر) نہ کھولدی ہو۔ اور وہ کونسا نالہ ہے جس کو میں نے دل کے داغ سے سرشتہ کیا ہو۔ اور زمانے نے اُسے زمہریر کے کرہ میں غوطہ نہ دے دیا ہو (سرد و بے اثر نہ کر دیا ہو۔ الغرض میں سب کچھ کر چکا ہوں)

(۱۲ تا ۱۳) ۔ گرفتن۔ بمعنی فرض کرنا۔ عمر نوح۔ مراد آسمان۔ زفاف۔ دلہن کو داماد کے کمرے میں ہم بستر ہونے کی غرض سے بھیجنا۔ مخلّ۔ خلل ڈالنے والا۔
ترجمہ۔ فرض کیا (میں نے مانا) کہ میں دل کو فریاد و فغاں سے منع نہ کروں۔ (فریاد کئے جاؤں) لیکن (پھر بھی) یہ آسمان اس فریاد سے مہربان نہیں ہوگا۔ میرا بے ہنر (نکھٹو) بخت اس طرح عاجز ہو کے رہ جاتا ہے (اُس سے کچھ ہو ہی نہیں سکتا) جس طرح ضعف باہ دولہا کے لئے زفاف میں خلل پذیر ہو جاتا ہے۔

(۱۴) دروغ مصلحت آمیز۔ وہ دروغ جو کسی مصلحت کی بنا پر بولا جائے۔ یہاں وہ جھوٹ مراد ہے۔ جو ایک مکارہ حیالہ نے فرہاد سے بولا تھا۔ اور کہہ دیا تھا کہ شیریں مر گئی۔ یہ خبر سنتے ہی فرہاد سر میں تیشہ مار کے مر گیا تھا۔
ترجمہ۔ میری زندگی کا دار و مدار ملال پر ہے۔ دروغ مصلحت آمیز اور تیشہ فرہاد

کہاں ہیں۔ (کہ میں ایسے وقت میں فرہاد کی طرح سر پھوڑ کر مر جاؤں)
(۱۵ تا ۱۸) — ظہیر۔ ایک فارسی شاعر کا تخلص جس کا وطن فاریاب تھا۔ نیش۔ ڈنگ۔ نشتر۔ شمشاد۔ ایک خوشنما درخت جس کو معشوق کے قد سے تشبیہ دیتے ہیں۔
ترجمہ۔ میں اپنی خوبیوں کے ہاتھ سے اس لئے روتا ہوں۔ کہ ظہیر پر بھی اس شیوہ سے کوئی دروازہ نہ کھلا (اُسے بھی اس شاعری کے ہنر سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ جیساکہ ظہیر فرماتا ہے

مرا ز دستِ ہنر ہائے خویشتن فریاد
کہ ہر یکے بدگرگو نہ داردم فریاد!

اِس صفت کے سوا میں اور کچھ نہیں دیکھتا ہوں) کہ دورانِ زندگی میں ہی دشمن نشتر سے میرے دل کے خون سے ہزاروں چشمے بہاتے ہیں۔ اگر اس (زندگی) کے بعد لوگوں نے کہا کہ فلاں بڑا اُستاد ہے اُسکا نام ہمیشہ رہے۔ تو اس سے میری کیا دل کشائی ہوگی (مجھے کیا خوشی ہوگی) مثلاً کاٹنے کے بعد اگر شمشاد ہمہ تن شانہ بن جائے (اور محبوبوں کے گیسو سلجھائے جائیں) تو اس سے کیا فائدہ۔ کیونکہ (شمشاد) کی زلف کی گرہ سلجھ نہ سکیگی۔
(۱۹ تا ۲۲) — دوں۔ حقیر و خسیس۔ ہزل۔ بیہودہ کلام۔ انشا۔ شروع کرنا۔ پیدا کرنا۔ اوراد۔ وہ دعائیں جو مقررہ وقت پر پڑھتے ہیں۔
ترجمہ۔ یہ اشعار (تمہید گریز اور گریز کے ہیں) اگر میں گذرے ہوئے (لکھے ہوئے اشعار) کو صدق کی آنکھ سے دیکھوں۔ تو جز اس کے اور کوئی اچھی چیز نہیں دیکھتا ہوں جو میرے دل کو خوش رکھتی ہے۔ کہ میں فرشتوں جیسی طبیعت کو کمینوں کی مدح کر کے قدس کے باغ سے ہزل آباد کی زمین میں نہیں لے گیا (اہلِ دنیا کے بیہودہ لوگوں کی تعریف کبھی نہیں کی۔ بلکہ ہمیشہ نعت و منقبت لکھتا رہا ہوں) اب جو میں مدح شروع کرتا ہوں۔ یہ ایسے شخص کی مدح ہے کہ جسکی تعریف میں حضرت جبریل نے اپنی اوراد پڑھی ہیں (وہ شخص) حکیم عہد۔ آفتابِ ہنر ابوالفتح ہیں۔ جن کے دم سے اعجاز عیسوی بھی بیکار و بے یاد ہے۔
(۲۳) — رماد۔ خاکستر۔ شنجرف۔ شنگرف۔ جماد۔ حیوان و نباتات کی ضد۔ وہ سخت و بلند زمین جہاں بارش کا پانی نہ پہنچ سکے۔
ترجمہ۔ اُس کے (ممدوح) قہر کی چنگاری خاکستر کو شنگرف بنا دیتی ہے۔ اور اُس کے لطف و کرم کا اثر جماد (سخت پتھریلی زمین جس میں نشوونما کی

استعداد نہیں ہوتی) کو شمشاد (سنبل و ریحاں کی طرح نازک) بنادیتا ہے۔
(۲۴ تا ۲۵) :- پایہ۔ درجہ۔ مرتبہ۔ سیڑھی۔ سبع شداد۔
ہفت افلاک سے مراد ہے۔ بدایت۔ آغاز۔ شروع کرنا۔ سُلّم۔
نردبان۔ ترجمہ۔ اگر شمار کے پاؤں اُس کی بزرگی کے محل پر جائیں تو یہ ہفت
آسمان اُس کے نیم پایۂ میں شمار ہوں۔ اگر اُس کے نردبان کے آغاز سے۔
(سیڑھی کے پہلے پایۂ سے) قدم شمار نی کے اعداد تھک کر واپس آجائیں۔ تو
کچھ تعجب مت جان (کیونکہ اُسکے ہر پایہ کی مسافت شمار اعداد کی حد سے باہر ہے
اور اس کا قصر بہت بلند ہے)
(۲۶) :- ترجمہ (اے ممدوح) تیرے مرتبہ کی ترقی کا کیا کہنا جس سے دنیا کی
زینت ہے۔ تیرے ذات کے جلوہ کا کیا ذکر جو کہ عالم ایجاد کا سبب ہے (تیری
خاطر ہی دنیا کا ظہور ہوا ہے)
(۲۷) مُرتع۔ چراگاہ۔ سبزہ زار جس میں پانی اور گھاس کی فراوانی ہو۔
آہوان حرم۔ وہ ہرن جو مکہ معظمہ کے گرد و نواح جنگلوں میں رہتے ہیں۔ اور
اُن کی حرمت سے اُنکا شکار کرنا حرام ہوتا ہے۔ سفرہ۔ دستر خوان۔ زباد۔
خصیوں کے قریب ایک چھوٹا سا نافہ ہوتا ہے جس سے مستی کے وقت سیاہ رنگ
کا خوشبودار عرق شہد کی طرح غلیظ ٹپکتا ہے۔
ترجمہ۔ تیرے مرتبہ کے سبزہ زار کی سیر کرنے کے لیے حرم کے ہرن جاتے
ہیں (تیری جاہ کا زمانہ ایسا امن بخش ہے) تیرے خلق کے دستر خوان پر۔
زباد کی بلیاں جمع ہو جاتی ہیں (تیرا خلق اس قدر عطر بیز ہے)
نوٹ۔ گربہا کی جگہ گرمہا یعنی کیڑے زیادہ موزوں معلوم ہوتا ہے۔ اور مطلب
بھی زیادہ واضح و نمایاں ہو جاتا ہے۔
(۲۸) :- مقدم۔ قدم رکھنے کی جگہ۔ آوازہ۔ شہرت
ترجمہ۔ اے ممدوح۔ جہاں تیرا اندازہ قدم رکھتا ہے۔ وہاں بادشاہوں کی آنکھیں
ہوتی ہیں۔ (بادشاہ آنکھیں بچھاتے ہیں) تیری شہرت کے دامن کا غبار گوش بلاد
نے لے لیا ہے (تیری خوبیوں کی شہرت ممالک دور و دراز میں پہنچی ہوئی ہے)
(۲۹) :- نفاذ۔ حکم کا جاری ہونا۔ انامل۔ جملہ انملہ کی۔ انگلوں کی پوریں۔
مراد انگلیاں۔ ترجمہ۔ اے ممدوح۔ اگر تیرے حکم کا احترام موم کا پنجہ اختیار

کرے۔ تو بھی اُس کی انگلیاں فولاد کے دِل سے آگ کھینچ لیں (تیرا حکم نرمی کی صورت میں بھی شریروں کی آتش شرارت دور کردیتا ہے)

(۳۰ - ۳۱) ۔ ۔ رہ ۔ طریقہ ۔ دستیاری ۔ مدد ۔

ترجمہ ۔ اے ممدوح ۔ تیری عظمت کے حاسد نے سو طریقوں سے امید کی مدد سے نقشِ مراد کو ہوس کی رنگ و بو سے باندھا ہے ۔ (بہت سی امیدوں میں کامیاب ہوُا ہے) لیکن مراد پر آنے کے بعد زمانے نے اُس کے ساتھ وہی سلوک کیا جو بہشت تیار ہونے کے بعد شدّاد سے کیا تھا ۔ (تیرا حاسد حصول مطلب کے بعد پھر برباد ہو جاتا ہے)

(۳۲ - ۳۳) ۔ جوشند ۔ بمعنی ہجوم کرتے ہیں ۔ اکھٹے ہوتے ہیں ۔ دکانچہ دکان قنّاد ۔ حلوائی ۔ راہ یافتن ۔ دخل پانا ۔

ترجمہ ۔ (اے ممدوح) تیری طبیعت کے باغ میں بہشت کے پرندے اس طرح ہجوم کرتے ہیں ۔ جس طرح کہ مکھیوں کی فوج حلوائی کی دکان پر (جمع ہوتی ہے (تیری طبیعت میں مضامین متبرکہ و معانی عالیہ ہروقت کثرت سے موجود رہتے ہیں) اگر فرہاد (تیری شیریں کلامی) کا رازدار ہو جائے تو شیریں کے مرنے سے (جو کہ شیریں گفتار تھی) غم اُس کے دل میں جگہ نہیں پا سکتا ۔

(۳۴ - ۳۵) ش ۔ تہنیت کردن ۔ مبارک باد دینا ۔ احیاد ۔ جمع جد کی جمع ۔ پائے فشردن ۔ پاؤں جمانا ۔ دو لعبد ۔ مراد از طول و عرض ابعاد ۔ مراد از افلاک

ترجمہ ۔ (اے ممدوح) اگر صبا تیرے دروازہ کا غبار کسی مزار پر لے جائے (تو وہ مزار والا اس غبار کے اثر سے زندہ ہو جائے) اور (باقی) مردوں کے جسم خاک کے نیچے ایک دوسرے کو مبارکباد دیں (کہ اب صبا اسی طرح) روز تیرے در کا غبار لایا کرے گی) اگر تیرا حلم نویں آسمان پر اپنے قدم جما دے تو افلاک میں طول و عرض کے سوا اور کچھ ظاہر نہ ہو (نہ فلک تیرے حلم کے بوجھ سے پچک کر سطح کی طرح ہموار ہو جائیں)

(۳۶ - ۳۷) ش ۔ شارع ۔ بڑا راستہ ۔ فوج ۔ گروہ ۔ رفع ۔ اُٹھانا ۔ تقدم ۔ پیش ہونا ۔ مآت ۔ مآۃ کی جمع ۔ بمعنی صدہا ۔ آحاد ۔ عربی میں ایک سے لیکر نو تک ہندسے ۔ ترجمہ ۔ جب دعا کے وقت تیرے نام کے ذکر سے میرے نفس کی شاہراہ پر اعداد کا گروہ گزرتا ہے ۔ تو تُو رفع تقدم پر تعجب نہ کر کیونکہ مآت کی صفت لشکر آحاد پر شبخون مارتی ہے ۔ (تیری دعا کے وقت مآت کے اعداد آحاد کا

تقدم رفع کرکے اپنا تقدم قائم کرتے ہیں۔ مثلاً اگر میں دعا کروں کہ اے خدا ممدوح کو ایک گھوڑا عنایت کر۔ تو فوراً ایک کی جگہ نکلتا ہے کہ سو گھوڑے عنایت کر یہی صورت رفع تقدم کے مفہوم کی ہے)

(۳۸ تا ۴۱) مشکل الفاظ۔ خدائیگاں۔ آقا۔ ممدوح۔ مدیح۔ تعریف۔ استعداد لیاقت۔ مبدا و معاد۔ ازل۔ ابد۔

ترجمہ۔ ۳۸۔ اے میرے ممدوح! میرے ہونٹوں پر ایک حکایت آئی ہے۔ جو کہ تیری مدح کی طرح میرے ہونٹوں پر رک نہیں سکتی۔

۳۹۔ کل میں تمہاری غلامی کے خیال میں محو تھا۔ اور یہ خیال بزرگی کے حاصل کرنے کی خاطر تھا۔ اور نہ کہ مجھ میں استعداد مدح ہے۔ ۴۰۔ کہ اچانک میرے اندیشہ خانہ سے شاہد عقل جو کہ ازل و ابد کے اسرار کی خلوت کی شرح ہے۔ ۴۱۔ وہ کرشمہ اور تبسم کرتے ہوئے اندر آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ ممدوح کا عہد غلامی تجھے مبارک ہو۔

(۴۲ تا ۵۰) مطائبہ۔ خوش طبعی بہرام۔ مریخ ستارہ۔ تر زباں۔ فصیح۔ حصر شمار کرنا۔ ادب آموز۔ استاد۔ قدسیاں۔ فرشتے۔ عباد۔ بندگاں۔ ابنر۔ متصال خدائے بزرگ و برتر۔ متانت۔ مضبوطی۔ پختگی۔ استبعاد۔ دور جاننا۔ رنگ شکستن۔ رنگ کا زرد پڑ جانا۔

(۴۲) میں نے عقل کی یہ دلکشا بات سنی۔ اور کہا۔ کہ تیرے لطف کلام سے خوش طبعی کا ملک آباد ہو رہا ہے۔ (۴۳) کہ میں نہ تو سورج۔ نہ آسمان اور نہ ہی مریخ ستارہ ہوں۔ کہ سادہ لوح ہوتے کی وجہ سے اس خوش طبعی سے خوش ہو جاؤں۔ ۴۴۔ تو بھی اس چھنچھورے پن سے فصیح۔ نہیں ہو سکتا اور بیان کرو۔ کہ اس خوش خبری کی صورت کس طرح پیدا ہوئی۔ ۴۵۔ اس نے جواب دیا۔ کہ اس خوشخبری کے لئے یہ دلیل ہے۔ کہ دست فطرت سے تجھے شمار کیا ہے۔ ۴۶۔ کہ ابھی ابھی جبریل کے حرم قدس کی کھڑکی کھول کر دیکھا۔ ۴۷۔ اس نے کاتب اعمال کو ڈانٹ کر کہا۔ کہ اے بندوں کے نیک و بد اعمال کے لکھنے والے۔ ۴۸۔ عرفی کا نامہ اعمال دھو ڈال۔ کیونکہ خداوند کریم سے اسے اپنے بندوں سے چن لیا ہے۔ اور آزاد کر دیا ہے۔ ۴۹۔ اگر تو نے صاحب کی بندگی کی فال نہیں دیکھی۔ تو پھر جبریل نے ایسی آواز کیوں دی۔ ۵۰۔ میں دلیل کی پختگی دیکھ کر شرمندہ ہو گیا۔ اور استبعاد کے چہرے کا رنگ زرد پڑ گیا۔

(۵۱ تا ۵۹) ۔آستین افشاندن - رد کرنا - ڈانٹ دینا - بیع - بیچنا - کساد - بے رواجی
خاد - چبیل - خوئے - پسینہ آیا - باپ دادا - مدائح - تعریف - شوخ دندان -
تیز دنداں - ۵۱ - ترجمہ - میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا ہوں - آپ بتائیں -
کیا حکم ہے - آپ کی دہلیز پر بیٹھنا چاہئے - یا کھڑا رہنا چاہئے -
(۵۲) - اگر آپ نے اپنی خواجگی کی بنا پر مجھے غلام بنالیا ہے - تو سو شکر - اور اگر آپ نے
قبول نہیں کیا - تو میری نالائقی کے ہاتھوں فریاد ہے - ۵۳ - آپ میری شاعری کے گوہر کو
رد نہ کریں - کہ اس کی فروخت نہ ہو - اور گرد کساد سے میرا شب چراغ بے نور ہو جائے
(۵۴) - میں اپنی اصالت کے متعلق بیان کروں - اگرچہ یہ بے ادبی ہے - کہ ہما کے حضور
چبیل کی تعریف شروع کر دوں - ۵۵ - میرے اصل ہونے کی یہی دلیل کافی ہے
کہ ان باتوں کی وجہ سے مارے شرم کے میں پسینہ پسینہ ہو گیا -
(۵۶) - یہ میرے لئے سزاوار ہے - کہ اپنے آباؤ اجداد پر ناز کروں - جس
طرح میری اولاد قیامت تک میری طبیعت پر ناز کرے گی -
(۵۷) - اگر تیرے جلال کی شرم میرے منہ کی مہر نہ ہوتی - تو میری زبان سے سوائے
اجداد کی تعریف کے اور کچھ نہ نکلتا - ۵۸ - میرا گوہر شناس ضمیر جو کہ گنج ریز واقع
ہؤا ہے - وہ گوہر مدح کسی پر نثار نہ کرتا - ۵۹ - اے ممدوح تیرے مرتبے کی چابی
کتنی تیز دانتوں والی ہے - کہ جس نے طبیعت کی مُہر کو توڑا - اور قفل کھول لیا -
(۶۰ تا ۶۸) جوہر - قائم بالذات - ابعاد - طول و عرض - عمق - مضائقہ - تنگی کرنا
غاشیہ بافانِ ریش - مسخرے - خلخ اور نوشاد - حسن خیز شہر - حساد - حاسد کی
جمع - منہی - خبر دینے والا - ریش بر باد دادن - بے عزتی کرنا - الیاس و خضر
دونو پیغمبر ہیں - (۶۰) - یہ میری نظم کا تحفہ قبول کر - جو میری طبیعت نے پیدا کیا ہے
اس میں میری خاطر مت سوچ - کہ یہ لطیف نہاد - ۶۱ - موتی نہیں ہے - مگر میری
طبع کے دریا سے پیدا شدہ ہے - یہ جواہر نہیں ہے - لیکن اس میں ابعاد ثلاثہ
پائے جاتے ہیں - ۶۲ - اے آقا مجھے اتنا سربلند نہ کر - کہ میری ہمت سات آسمانوں
کے ساتھ برابری نہ کرنے لگے - (۶۳) میرے دل کی آنکھ اگر یہ غم اس طرح کھول
دے - کہ میں حاسدوں کے پاس سے ہنستا ہؤا گذر جاؤں - (۶۴) میں شاہدانِ بہشتی
اور حور سرشت معشوقوں سے سو مشکلوں سے ناز قبول کرتا تھا - (۶۵) - لیکن اب
میں خلخ اور نوشاد کے حسینوں کے کرشموں کی طرح مسخروں کے ناز کو غنیمت

جانتا ہوں ۔(۶۶) شاید تیری راٹے کی خبر دینے والے نے میرا حال سنا ہے ۔ کہ تو میرے حریفوں کی بے عزتی کرتا رہتا ہے ۔ (۶۷) ۔ جب حضرت خضر اور الیاس اس چشمے سے سیراب ہیں جسے سکندر اب بھی یاد کرتا ہے ۔ (۶۸) ۔ اس وقت تک تیرا دشمن اس پانی سے سیراب رہے ۔ جو تیری ضرب فولادی خنجر سے ٹپکاتا ہے ۔

قصیدہ نمبر ۲۱

در مدح خان خاناں !

یہ قصیدہ بحر مجتث مخبون محذوف میں ہے ۔ جس کے ارکان یہ ہیں ۔
مفاعلن ۔ فعلاتن ۔ مفاعلن ۔ فعلن ہیں ۔

(۱ تا ۱۹) غمزہ ۔ آنکھ کا اشارہ ۔ ترحم ۔ رحم کرنا ۔ زہے ۔ واہ واہ ۔ کلمہ تحسین ہے ۔ جرعہ ۔ گھونٹ ۔ دست بردن ۔ غالب آنا ۔ شراب روحانی ۔ سخن پاکیزہ ۔ عون ۔ مدد ۔

(۱) اے دوست آ ۔ کہ میرے دل کے ساتھ پریشانی وہ کر رہی ہے ۔ جو کہ تیرے غمزے نے اسلام کے ساتھ نہیں کیا ۔

(۲) تو میری آنکھوں سے دور ہوا ۔ میں اس وقت مر گیا ۔ فریاد ہے ۔ کہ میں تیری عدم موجودگی میں اتنی آسانی کے ساتھ مرا ۔

(۳) ۔ اے معشوق جو تیرے ناز کا پیاسا ہے ۔ وہ جانتا ہے ۔ کہ تیری پیشانی کے بل میں بھی آب حیات ہے ۔

(۴) تیرے اسلام دشمن غمزہ نے دو دن بھی محبت کو مسلمانی کے ساتھ اکٹھا نہیں ہونے دیا ۔ (۵) ۔ تیرا حسن میرے دل پر رحم نہیں کرتا ۔ گویا کہ وہ زمانہ یوسفؑ میں زندانی نہ تھا ۔ (۶) ۔ یہ کس نے کہا ہے ۔ کہ کوئی ایسا دوسرا مطلع نہیں کہہ سکتا ۔ تاکہ اس مطلع سے ثنا خوانی دوبارہ شروع کر دے ۔

(۷) ۔ تیری وفا کا کیا کہنا ۔ جو پشیمانی کی ہمسایہ ہے ۔ اور تیری نگاہ لطف اندوز کفر کی تکلیف دیتی ہے ۔ (۸) ۔ تیرے حسن کی متاع ستیزہ ستی کا سرمایہ ہے ۔ اور تیری زلف کا خیال پریشانی کا مجموعہ ہے ۔

(۹) ۔ تیرے ہونٹ دل آشوبی کی شراب دیتے ہیں ۔ اور تیرا غم تن آسانی کی زلفوں میں کنگھی کرنے والا ہے ۔

دن۔ جب تو آنکھ کھولتا ہے۔ تو کرشمہ کے پھول کھلتے ہیں۔ اور جب تو اپنا چہرہ ڈھانپتا ہے۔ تو بہار عشوہ گری کرتی ہے (۱۱)۔ جس کسی نے تیرے عشق کو اسلام پر برگزیدہ نہ کیا۔ تو قیامت کے دن اس کے دین کے متعلق سوال کرینگے۔
(۱۲)۔ میرا نامہ بر پرندوں کا لشکر ہے۔ اس لئے مجھے دعویٰ سلیمانی پہ ناز کرنا چاہئے (۱۳) میں نے دوست کو بہت خط لکھے۔ لیکن ایک کا جواب بھی نہیں آیا۔ میرا قلم اب ہاتھ میں رو رہا ہے۔ (۱۴) اب وہ اندیشہ کے مٹکے میں کیوں ہاتھ ڈالتا ہے۔ شاید شراب روحانی جوش میں آگئی ہے۔ (۱۵)۔ میرزا خاقی کی انجمن فہم عشوق سے سینہ الہام وحی بھی جوش مار رہا ہے۔ (۱۶) نوشروان اور خان خاناں کی متاع اس کے عدل کے شکوہ کے برابر ہے (۱۷) اس کی سخاوت کی وجہ سے احتیاج کا ایسا خانہ خالی ہوا ہے کہ وہ فقر سے لیکر غنا تک کو مہمان رکھے ہوئے ہے۔
(۱۸) جس وقت وہ سخاوت کی آستین سے اپنا ہاتھ نکالتا ہے۔ تو حرص کی نگاہ میں سمندر کی موجیں سوہان کا کام کرتی ہیں۔ (۱۹)۔ اس کے زمانہ میں شاعر معشوق کی زلفوں کی تعریف میں پریشانی کی بجائے جمعیت باندھتے ہیں۔
(۲۰ - ۴۰)۔ انس و جان۔ انسان اور جن۔ گزیدن۔ کاٹنا۔ تکلیف دینا۔ نثر خان بادشاہ کا پرائیویٹ سیکرٹری۔ انامل۔ انگلیاں۔ افعی۔ اژدہا۔ سدرہ۔ بیری کا درخت۔ جو کہ ساتویں آسمان پر ہے۔ اور حضرت جبریل علیہ السلام کا مقر ہے۔ چار باغ ارکان۔ آگ۔ پانی۔ مٹی اور ہوا۔ خرق عادت۔ عادت کا پھاڑنا۔ کرامت اور معجزہ سے مراد ہے۔ شررہ۔ غضبناک۔ بریانی۔ نمکین پلاؤ۔ رخش۔ رستم کا گھوڑا۔ عصائے حکیم۔ حضرت موسیٰ علیہ اسلام کے پاس ایک عصا تھا۔ جو زمین پر پھینکنے سے سانپ بن جاتا تھا۔ اور جادوگروں کے سانپوں کو نگل گیا تھا۔ ثعبان۔ اژدہا۔ رقم کشان لیسار و یمین۔ دائیں بائیں لکھنے والے۔ مراد فرشتے جو نامہ اعمال لکھا کرتے ہیں۔ خذلان۔ بے بہرگی۔ ذلت۔
(۲۰) آسمان اس کے ڈر سے انسانوں اور جنوں کے احوال میں فتور کا گرد نہیں بکھیر سکتا۔ (۲۱)۔ اس لئے مستی کے وقت مکروحیلہ سے اس سے نثر خانی کی التماس کرتا ہے۔ تاکہ لوگوں کو تکلیف دے۔ (۲۲) اگر میں اس کی رائے کی تعریف لکھوں۔ تو میری انگلیاں نورانی ہلال ہو جاتی ہیں۔ (۲۳)۔ اس کی کمند کی تعریف نے میرے دل میں موجزنی کی۔ کہ میرے اندیشہ کا افعی پیچ کھا کے رہ گیا۔

(۲۴) تیرے حاسد کا دل اس جگہ سے زیادہ ویران ہے۔ جو تیری بخشش کے زمانے میں کان کہلاتی تھی (۲۵) تو زیب محفل ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں۔ تو میدان میں مذبلنے کا سر شکار بند میں باندھے ہوئے چلا رہا ہے۔ (۲۶) تیرے بخت کا پودا اس باغ میں ہرا بھرا ہو رہا ہے۔ جہاں کاہکشاں کے خیابان بنے ہوتے ہوں (۲۷) تیری عمر کے درخت نے اربعہ عناصر میں سدرہ کی طرح جہات ابد میں جڑیں پھیلائی ہوئی ہیں۔ (۲۸) آسمان کی خدمت کا حق حد سے گذر گیا ہے۔ مجھے ڈر ہے۔ کہ تو اسے عرش کی طرح اپنے مسند کے پاس نہ بٹھالے۔ (۲۹) اگر حکومت کا گھوڑا ایک ہی طرف چلائے۔ تو زمانہ بھی چھ طرفوں کو ایک ہی جانب اکٹھا کر دے۔

(۳۰) تیری دولت جاوید کا گھوڑا کہ جس کے ہر قدم کے لئے کون و مکان بطور میدان چاہیے۔ (۳۱) اگر تو اس کی باگ ازل کی طرف پھیر دے۔ تو ابد اس کے پیچھے ننگے پاؤں آئے۔ (۳۲)۔ اگر تو خرق عادت کی طرف متوجہ ہو۔ تو شاید ہی تیری ماہیت اور حقیقت کسی کے ادراک میں سما سکے۔ (۳۳)۔ تیری شجاعت ایسا دلی نعمت ہے۔ کہ مست شیر کا جگر بھی باورچی خانے میں بریاں کر دے (۳۴) اگر تو عرض معمورہ کی پیمائش کرے۔ تو ہو سکتا ہے۔ کہ سایہ کو آفتاب کی بغل میں بٹھا دے (۳۵)۔ اگر تو زمانے میں کعبہ کا گھوڑا دوڑا لے۔ تو تحت الثریٰ کے گرد کو آسمان پر پہنچا دے۔ (۳۶)۔ تیرا قلم صلاح کی راہ پہ چلتا ہے۔ ورنہ وہ انگلی بھر نے سے کب جہانبانی ہو سکتی ہے (۳۷) تیرا قلم وہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قلم ہے۔ لیکن اس نے اپنی بہتری قلم ہونے میں دیکھی ہے۔ نہ کہ اژدہا ہونے میں (۳۸) تیرے دشمن کا نامہ اعمال لکھنے والے فرشتے جو کہ سخن سنجی اور قلم رانی کرتے رہتے ہیں (۳۹) اس کی ذلت کی شدت کی وجہ سے طبیعت کی کمی کو نفس امارہ سے بدل دیا ہے۔ (۴۰) دنیا کے بلند اصل تین گوہر معدنیات۔ نباتات۔ حیوانات میں (۴۱) وہ سب کے سب وجود اور عدم سے نیچے اترتے ہیں۔ تو انہیں آسانی سے رد یا قبول کر سکے۔

(۴۲ تا ۶۰) مردمک۔ آنکھ کی پتلی سے مراد ہے۔ فرق۔ چوٹی۔ قماش۔ ریشمی کپڑا۔ متاع۔ مال۔ دست زدہ۔ ہاتھ سے چھوٹی ہوئی۔ کمال۔ کمال اصفہانی سے مراد ہے۔ جو بڑا مشہور قصیدہ گو شاعر تھا۔ شعر باف شیروان خاقانی سے مراد ہے۔ عون۔ مدد۔ کرم پیلہ۔ ریشم کا کیڑا۔ بو قلموں۔

رنگا رنگ - حلہ - لباس - دامن آلودن - گنہگار ہونا - بیاض - سفیدی
اس کتاب سے بھی مراد ہے جس پر شعر انتخاب کر کے لکھے جاتے ہیں۔
(۴۲) اے ممدوح - اگر آسمان سورج کی آنکھ سے تیرے عدل کے زمانہ میں فانی
زمانے کے حسن کو دیکھے (۴۳) تو سورج مطلع ہی میں حرکت سے اس طرح رہ جائے
جس طرح عاشق کی نگاہ حیرانی کے وقت رہ جاتی ہے (۴۴) اے گوہر شناس
ذرا اپنے سامنے تو دیکھ - اور میرے نچھاور کئے ہوئے گوہر کو دیکھ جو خدا تیرے ہی سر
کیلئے ارزاں رکھے (۴۵) میں نے غلط کہا - اسے مت پرکھ اور نہ دیکھ - بلکہ
اسے بھلا دے - کہ ایسا نہ ہو - کہ نچھاور کئے موتیوں کو اٹھا کر پھر سر پر ڈال لے
(۴۶) اس کو آہستہ سے جگہ سے اٹھاؤ - کیونکہ میری متاع بہت گراں ہے - اور
اللہ کرے - کہ وہ ارزاں نہ ہو - (۴۷) مجھ سے کسی شہری یا دیہاتی کے ہاتھ سے
چھوٹی ہوئی متاع نہ طلب کر - میری متاع تمام یا تو دریا کی ہے - یا کان سے
تعلق رکھتی ہے - (۴۸) میں نے اس قدر لعل بکھیرے ہیں - کہ اہل قیاس کے نزدیک
شیرازی اور بدخشانی ایک ہی ہے (۴۹) - میرے کلام کے جلوہ حسن کے زمانہ
میں کمال اسماعیل اصفہانی کے کلام نے نقصان قبول کیا ہے (۵۰) اب شیراز میں
عقل نے مجھ جیسا سرمہ سا پا لیا ہے - اس لئے اس نے اصفہانی سرمہ آنکھوں سے
پونچھ ڈالا (۵۱) - اب دیکھئے - کہ خاقانی کا بنا ہوا ریشم میرے اطلس کی چمک
دمک کے سامنے خام ہو گیا ہے - (۵۲) زمانے کو دیکھو - کہ اس نے مجھے جلوہ
گر کیا - تاکہ خاقانی مرنے کے بعد بھی رشک سے داغ داغ ہو جائے -
(۵۳) میری شہرت نے سورج کی طرح تمام روئے زمین کو زبان کی تلوار سے
فتح کر لیا ہے - (۵۴) اب میں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح زمانہ پر
بھروسہ کیا ہے - اس لئے اے زمانے کے ہاتھوں خراب شدہ در و دیوار
خوب ہو - (۵۵) میں نے ریشم کے کیڑے کی طرح فخر و ناز سے اپنی مونچھوں
پر لعاب تنا ہے - جو دارا اور خاقان کی خلعت کا اصل ہے -
(۵۶) میری عبارت کے رنگ رنگ کے لباس کے شوق میں شاہد معنی ننگا
ہوتا رہتا ہے - (۵۷) میں نے اپنے جادو اثر قلم کے جادو سے شعر کی بجائے
کاغذ پہ شراب روحانی بھیجی ہے (۵۸) اس شراب کو پی اور تامل نہ کر کیونکہ اس شراب
کو پینے سے پشیمانی نہیں ہوتی (۵۹) اس شراب سے اگر گنہگاری بھی پیدا ہو - تو پی جا۔

کیونکہ تجھ پر پاک دامنی حرام ہے۔ (۶۰) زمانے نے اس شراب روحانی کو چھا
اور آسمان نے اپنی آنکھوں کی بیاض پر لکھ لیا کیونکہ یہ قصیدہ بیاض کا ہے
کہ دیوان کا۔
(۶۱ - ۸۰) ۔ ہر دز کسے نشاندن۔ کسی جیسا حال کرنا۔ مفرح۔ فرحت
دینے والا۔ شاعر شیرواں۔ خاقانی سے مراد ہے۔ جیسے مولانا شبلی کے
خیال کے مطابق قصیدہ کا موجد کہنا چاہئے۔ لیکن۔ عرفی اپنی طبع کے زور کے
سامنے اسے بھی ہیچ جانتا ہے۔ ہمال۔ ہمسری کرنا۔ افلاطون۔ حکیم یونان گریہ
کلک۔ قلم کے رونے سے مراد تحریر ہے۔ طرف کلاہ شکستن۔ ٹیڑھی ٹوپی
رکھنا۔ سخن صریح۔ ظاہر بات۔ تمتع۔ نفع حاصل کرنا۔ مانی۔ نقاش گذرا ہے۔
ناخن زدن۔ اعتراض کرنا۔ سر جنباندن۔ سر ہلانا۔ مراد تحسین کرنا۔
(۶۱) اے ممدوح اپنی آستین کی طرح اگر میرے قصیدے کو پھاڑے تو تیری
دہلیز پر ہزاروں گنجہائے شائگاں بکھیر دیگا۔ (۶۲) اے ممدوح یہ میرا قصیدہ
کسی ناجنس راوی کو دے کر کمال اسماعیل اصفہانی کا سا حال نہ کرنا۔
(۶۳) مجھے کمال کی ہمدردی کی نسبت سے غم ہے۔ ورنہ شعر کو غلط پڑھنے کا کوئی
ڈر نہیں ہے۔ (۶۴) اگر میں روح کے لئے کوئی مفرح تیار کر دوں۔ تو بوعلی بھی
کوئی اور تیار نہیں کر سکتا۔ (۶۵) میری ہی طبع کی ہم عنانی سے خاقانی ہمیشہ
شروانی کرتا رہا۔ (۶۶) اب شاعری میری ہی وجہ سے حکمت کا درجہ اختیار کر
گئی ہے۔ اس لئے اس نسبت کی بنا پر یونانی کہنا چاہئے۔ (۶۷) اب بھی اسے
امید ہے۔ کہ میرے فیض کی وجہ سے اور صاحب کی خدمت کی مدد سے گیلانی
کا خطاب پائیگی۔ (۶۸) وہ ایسا صاحب ہے کہ قضا و قدر نے بے جان ہونے
کے باوجود دیوار کی طرح خدمت میں سستی کرنے کا عذر نہیں سنا۔
(۶۹) وہ صاحب کہ تجھے اس کے ساتھ خطاب لفظی ہے۔ (۷۰) وہی صاحب
ہے جس کے لئے تو قلم کو رولاتا ہے۔ یعنی لکھتا ہے۔ تاکہ تو اپنی طبع کی نوبہار
کو اس پر ہنسائے۔ (۷۱) وہی صاحب ہے۔ کہ اگر کسی حادثہ سے تیرے ماتھے
پر بل آجائے۔ تو اپنی تلوار سے آسمان کی چوٹی کو چیر ڈالے۔
(۷۲) وہ صاحب کہ اگر اس کے عتاب کا ابر فتنہ برسائے۔ تو تمام دنیا
تیری ہی حفاظت سے کلاہ بارانی تلاش کرے (۷۳) وہی صاحب اگر تو اس پر

وفا کو تشادہ کرے۔ تو وہ ہرگز اپنی ٹوپی کو ٹیڑھا نہ پہنے۔ (۷۶) اب میں صاف صاف بیان کر دیتا ہوں۔ کہ وہ صاحب حکیم ابوالفتح ہے۔ تو اسے فضائل کا آسمان کہتا ہے۔ (۷۰)۔ اے ممدوح۔ میں اسے اس لئے دلیرانہ پوجا کرتا ہوں۔ کہ اس کی لیاقت سے برہمن نے بھی مسلمان کی صورت اختیار کی ہوئی ہے۔ (۱)۔ وہ میرے کلام کو بطور ذخیرہ رکھ چھوڑتا ہے۔ کہ وہ اس سے اسطرح فائدہ حاصل کرے۔ جس طرح مانی تصویروں سے فائدہ حاصل کرتا تھا۔ (۷۷) میں تیری بغیر دیکھے اس لئے تعریف کر رہا ہوں۔ کہ میں تجھے اور اسے روحانی آنکھوں سے یک تن دیکھ رہا ہوں۔ (۷۸)۔ اس وحدت کی یہ دلیل کافی ہے۔ کہ اس نے اپنی تعریف نہ طلب کی۔ بلکہ مجھے تیری تعریف کرنے کے لئے کہا۔ (۷۹)۔ اے ممدوح جب تو اپنی جگہ میری نظم کی سیر کریگا۔ جس کا ہر مصرع ایک چمن اور بیت بستان ہے۔ (۸۰)۔ تو اس کا ضمیر مجھے بتا دیگا۔ کہ فلاں جگہ تو اعتراض کریگا۔ اور فلاں جگہ تو تحسین کریگا۔

(۸۱ - ۱۰۶) گزیدہ - چنے ہوئے۔ ناشندہ و نار سانندہ۔ ناتمام۔ افاضت فیض پہنچانا۔ عماں۔ سمندر کا نام ہے۔ نفس کل۔ عقل اول اور حضرت جبرئیل علیہ اسلام سے مراد ہے۔ جوہر ثانی۔ عقل دوم۔ سیمیا۔ ایسا علم جس کے ذریعہ روح دوسرے جسم میں داخل کر لیتے ہیں اور موہوم چیز بن جاتے ہیں۔ پیری خوانی کردن منتر جنتر پڑھنا۔ اشراق۔ چمکنا۔ خسرو پرویز۔ ایران کے ایک بادشاہ کا نام ہے۔ جو شیریں کا عاشق تھا۔ ترنج زر۔ ایک سونے کا ترنج تھا۔ جو موم کی طرح نرم تھا۔ اور خسرو پرویز کھانا کھاتے وقت اپنے پاس رکھا کرتا تھا۔ مراتب۔ جمع ہے مرتبہ کی۔ گردانی۔ گردش سحبان سحبان بن وائل عرب میں بہت بڑا فصیح گزرا ہے۔ طریق ذیل ایسے اشعار جو شعرا مدح کے بعد فخراً کہا کرتے ہیں۔ علف۔ چارہ۔ اقدم پہلے مقدم۔ (۸۱) میں نے اسی زمانہ میں اللہ تعالٰے کے انعام سے دو تین اشعار اس کی مدح کے چن کر رکھ چھوڑے ہیں۔ (۸۲) میں نامکمل قصیدہ پڑھتا ہوں۔ کیونکہ تو جانتا ہے۔ کہ مجھے اس مدح کا کتنا شوق ہے (۸۳) بخشش کے سمندر کے موتی کا کیا کہنا کہ اس کے فیض سے قطرہ بھی عمان کا کام کر رہا ہے۔ (۸۴) وہ نفس کل بھی نہیں ہے۔ لیکن جوہر ثانی کا استاد ہے۔ (۸۵) اس کی عداوت

بھی اصل میں ایک سیمیائی مصلحت ہے۔ اور اس کی عنایت بھی اثر کیمیائے باقی ہے۔ (۸۶) اگر کوئی اس کی خلوت خلق میں منتر جنتر پڑھے۔ تو بجائے دیو کے فرشتہ کو شیشہ میں بند کرے۔ (۸۷) جب اس کا سخاوت کا ہاتھ گوہر افشانی کیطرف توجہ دیتا ہے۔ تو سب سے پہلے گراں گوہر ہونیکی وجہ سے آپنے آپ کو ہی بخش دیتا ہے۔ (۸۸) زمانہ اور آسمان کو دم اشراق (طلوع کیوقت) اور صبح امکان کے موقع پر ممدوح سے خطاب تھا۔ (۸۹) زمانے نے کہا۔ تو پردہ ریز ہے۔ اور میں ترنج زر افشار اور اپنے مطلب کے مطابق مجھے جیسا کہ تو جانتا ہے۔ نقش دیدے۔ (۹۰) آسمان نے کہا۔ تو بھی وہی ہے۔ اور میں بھی وہی ہوں۔ جو ہوں۔ عاجزی کی وجہ سے مجھے جس راستے پر چلانا چاہتا ہے۔ چلالے (۹۱)۔ وہ خود تو خوش بخت ہے۔ لیکن اس کے دشمن کا بخت دل شکستہ ہے۔ وہ شراب خانے کا ندیم ہے۔ اور دشمن قید خانے میں کامیاب ہے۔
(۹۲) جب اس کی خدمت کی رسم عام ہو گئی۔ تو آسمان نے کہا۔ کہ صورت چین کا داغ بے جان ہونے کی وجہ سے پھر تازہ ہو گیا۔ (۹۳) زمانے نے آسمان کو کہا۔ کہ بادل بھی کبھی ممدوح کی گوہر افشانی کے مرتبے اس کے سخاوت کے ہاتھ سے سخاوت کے موقع پر حاصل کرتا ہے (۹۴) تو وہ دگر کہنے لگا۔ کہ ہاں جب نفس فلک کی گردش سے چھوٹ کر جوہر اول کے علم کو پہنچ جائے۔ (اور یہ محال ہے)۔ (۹۵) اے سخن شناس تو نے دیکھا۔ اور دیکھا ہوگا۔ کہ میرا سمیان کے مقام میں کتنا بلند درجہ ہے۔ (۹۶) فلاں میرا مربی اور میں اس کا تربیت یافتہ ہوں۔ میں اپنے علم و فضل کی کیا لافیں ماروں۔
(۹۷) بات یہی ہو گئی۔ شرم کرنے اور چپ رہنے کا مقام ہے۔ میں نے مانا۔ کہ میرا تمام کلام بحر عمان کے موتی ہیں۔ (۹۸) میں اس شرم کے مقام میں کیا طریق ذیل اختیار کروں۔ کہ میرا گھوڑا جولانی کی وجہ سے لنگڑا ہو گیا ہے۔ (۹۹) صاحب کی تعریف اور تیری مدح شیر و شکر کی طرح آپس میں اس طرح گھلی ملی ہوتی ہے (۱۰۰)۔ میں نے لاف و گزاف (جیسا کہ شاعر کا طریقہ ہے) اور بہت سی ڈینگیں ماری ہیں۔ اور اب میرا دل پشیمانی کی وجہ سے خون ہو گیا ہے۔
(۱۰۱) میرے دل پر جہاں سے ہوا نہیں چلتی۔ کہ میرے شاہد گویا ئی کی زلفیں پریشان ہو گئی ہیں۔ (۱۰۲) میرے نزدیک آب رواں کا ذکر بھی فضول ہے

جبکہ میری قلم ونشتر ہی میرے لئے آب اور نان کا کام دیتی ہیں۔ (۱۰۳) اگر تو میری سراپا ہمت اور دل کی مراد کے مطابق دے۔ تو میں لے لوں۔ اور اگر تو لینا چاہتے۔ تو میں اپنے پاس سے دیدوں (۱۰۴) اب ایک دعا رہ گئی ہے۔ اب تمہیں کہہ دو۔ کہ میں کیا کروں۔ اور اگر طلب کروں۔ تو اسے تخیل حاصل کہیگا۔ (۱۰۵) جب تک دوسرا پہلے سے مقدم نہیں ہوتا۔ اور جب تک سرتاج کے لئے سزاوار ہے۔ (۱۰۵) اس وقت تک مخدوم اوّل وثانی کی دولت کا ہما عرفی کے بخت کے سر پہ تاج پہناتا ہے۔ تاج وہ۔ تاج پہنانے والا ہو۔

قصیدہ نمبر ۲۲

در مدح امیر علیہ السلام

یہ قصیدہ بھی پہلے کی طرح بحر مجتث مخبون محذوف میں ہے۔ اور اس کے ارکان یہ ہیں۔ مفاعلن فعلاتن۔ مفاعلن۔ فعلن۔

(ا ۔ ۲۰) شعشعہ۔ شعاع آفتاب۔ سزد۔ سزاوار ہے۔ تفسیدگی گرم ہونا۔ خرگاہ۔ بڑا خیمہ۔ میاہ۔ پانی۔ رشتہ گردن۔ تیرنا۔ حدت۔ گرمی کی تیزی۔ تفرقہ۔ قبضہ۔ نطع۔ چمڑے کا فرش۔ گرمی کی ہیٹی۔ رسل۔ رسول کی جمع ہے۔ قدح۔ پرہیزگاری۔ جانکاہ۔ جان کو گھٹانے والا۔

(۱) سایہ شعاع مہر کی تیزی سے پناہ کی خاطر انسان سے الگ ہو کر آگے آگے چل دے۔ (۲) سورج کی تیزی اس قدر ہو گئی ہے۔ کہ شعلہ نے اپنے اوپر دل کے دھوئیں کا خیمہ گاڑ لیا ہے۔ (۳) اگر چاند کا عکس پانی میں پڑے تو وہ اس مچھلی کی طرح تل بھن جاتا ہے۔ جو کہ گرم تیل میں تل بھن جاتی ہے۔ (۴) فضا کی گرمی سے گھاس پھوس اس طرح جل گئے ہیں۔ کہ وہ فضا کی ہمراہی سے شہاب کی طرح چمک رہے ہیں۔ (۵) ہو سکتا ہے۔ کہ شعلہ مچھلی کی طرح اپنے ہی عکس سے موج کے وقت گرما کی تیزی سے پانی میں تیرتا ہے۔

(۶) یہ مت کہو کہ پانی کے آئینے میں سورج کا عکس پڑا ہے۔ بلکہ سورج بھی گرمی سے پانی میں پناہ لے رہا ہے۔ (۷) لہذا ہوا کی تیزی اور گرمی کی شدت سے ہو سکتا ہے۔ کہ موم کا جگر بھی آتش گاہ بن جائے۔

(۸) روح گرمی کی وجہ سے اس قدر آتش اثر ہو گئی ہے کہ شاید اس پر

قبضہ کرنے سے قوت کا ہاتھ بھی کوتاہ ہو جائے۔ (۹) ہوا کا چلنا پانی کو حرکت میں نہیں لاتا بلکہ موج بذات خود گرمی سے پانی میں تیر رہی ہے۔ (۱۰) جونہی کہ کوئی آدمی سایہ میں پناہ گیر ہوتا ہے۔ اسی وقت سایہ بھی گرمی سے انسان کے پاس پناہ لیتا ہے۔ (۱۱) شیر گرمی سے اس قدر ذلیل اور زبوں ہوگیا ہے۔ کہ ہوسکتا ہے۔ کہ لومڑی نطع کا بچا طرح اس کے جسم سے کھال کھینچ لے۔ (۱۲) سورج کی گرمی سے آسمان کا تنور اسقدر گرم ہوگیا ہے۔ جیسے کہ میدان جنگ ممدوح کے جنگ کرنے سے بھڑک اٹھتا ہے۔ (۱۳) آپ ولایت کے تخت کے بادشاہ اور خطہ شرع کے امام علم وفضل کی دنیا کو گھیرنے والے اور اللہ کے دوست ہیں۔ (۱۴) آپ رسولوں کی مجلس کی شمع ہیں۔ آپ کی ضمیر کے فروغ کا کیا کہنا۔ آپ اللہ تعالےٰ کی صنعت کو ختم کرنے والے ہیں۔ آپ کے وجود شریف کا کیا کہنا۔ (۱۵) قدر کی تجارت کا سرمایہ آپ کی گلی کا طواف کرتا ہے۔ شان وشوکت کا لباس آپ کے قدر کی صفتوں میں سے ہے۔ (۱۶) آپ نے جانی حادثہ سے غصہ کے تیر سے وہ کیا ہے جو کہ معشوق کی آنکھ نگاہ سے عاشق کے دل کے ساتھ کرتی ہے۔ (۱۷) چونکہ آپ کی معاف کردینے کی آنکھ گنہگاری کے راستے پر ہے۔ تو ہوسکتا ہے۔ کہ ارتکاب گناہ بھی عین پرہیزگاری ہو۔ (۱۸) میں اپنی طبع کے سمندر سے بھر کو ہر سبب نکال لایا ہوں اور بطور تحفہ حضرت شاہ پر قربان کرتا ہوں۔ (۱۹) اے معشوق میں تیرے چہرے کے گلشن کے فیض سے کیسے آگاہ ہوسکتا ہوں۔ جبکہ حسن کی آگ ہر تنکے کے پر دل کو جلا دیتی ہے۔ (۲۰) اس سے کیا فائدہ ہوسکتا ہے۔ کہ میرے ہونٹوں کے شوق سے ہمہ تن جان ہوگیا۔ وہ اس طرح ہی سوائے دل کی آگ جانکاہ ہوگئی ہے۔

(۲۱ تا ۳۹) راہ داشتن۔ دخل پانا۔ نگداز۔ جلن کو پگھلا دینے والی آہ۔ نظارگی۔ نظارہ کرنے والا۔ سمند۔ گھوڑا۔ عرض۔ ظاہر کرنا۔ عرض گاہ۔ فوج کے جائزہ کا میدان۔ جماہ۔ پیشانی۔ دوتاہ۔ دوہرا۔ زہے اور جہے حروف انبساط اور تعجب کے معنوں میں بھی آتے ہیں۔ یاوَرد۔ مددگار۔ (۲۱) تو نے اپنے دل پر رحم کا دروازہ اس طرح بند کیا ہوا ہے کہ میرے قتل کرنے کا شوق بھی تیرے دل میں دخل نہیں پاسکتا۔ (۲۲) اے معشوق۔ جب تو اپنے عارض کے شوق سے آئینہ اپنے ہاتھ میں لیتا ہے۔ تو اس کرشمہ نرگس اور اس فریب نگاہ سے (۲۳) تیری تصویر آئینہ میں اس طرح بے قرار ہو جاتی ہے

جس طرح پانی کی حرکت سے چاند کے عارض کا عکس مضطرب ہو جاتا ہے۔ (۲۴) اے معشوق جب میں تیری یاد میں آہ جانگداز نکالتا ہوں۔ تو یہ ممکن ہے۔ کہ آہ کی آگ سے تیری صورت بن جائے (۲۵) تو مجھے تلوار سے قتل کر رہا ہے۔ اور میں شریعت عشق سے فریاد کر رہا ہوں۔ کیونکہ وہاں آرام کرنا کفر اور بے قراری گناہ ہے۔ (۲۶) تیرے لطف سے نظارہ کرنے والوں نے یوں ہجوم کیا ہوا ہے۔ کہ میں ازدحام نگاہ سے تیرا چہرہ نہیں دیکھ سکتا۔ (۲۷) اگر تو میری حیرت سے آگاہ ہو جائے۔ تو تو آئینہ کو اس شوق سے اپنے سامنے رکھے۔ (۲۸) تیری ہنسی کا کیا کہنا جس نے کار بستہ سے گرہ کھول دی ہے۔ اور تیرے عشوہ نے فتنہ کی چوٹی سے ٹوپی نکال لی ہے (۲۹) تیرے مژدہ لطف کے شہد سے جان کا حلق میٹھا ہے۔ اور تیرے وعدہ وصل کے زمانہ میں غم کی عمر کم ہو رہی ہے۔ (۳۰) عشوہ کی باگ تیری نگاہ کے لئے دستاویز ہے۔ اور فتنہ کی بساط تیرے گھوڑے کے لئے جوہر نگاہ ہے (۳۱) زمانے کا دل تیری ظالم آنکھوں سے۔ اس طرح ڈر رہا ہے۔ جیسے شاہنشاہ کے عدل کے ڈر سے فتنہ کانپ رہا ہے۔ (۳۲) اے بادشاہ میں ہی ہوں۔ کہ عرض سپاہ کے لئے میرے ہی دل کو میدان بنایا جاتا ہے۔ (۳۳) اس وجہ سے میری حسرت ہمیشہ بڑھتی رہتی ہے۔ زمانہ میرے یوسف عیش کو ہر کنوئیں سے دکھاتا ہے۔ (۳۴) آپ کے طواف کی امید مرادوں کی رہنما ہے۔ اور آپ کی بارگاہ میں سجدہ پیشانیوں کی عزت ہے (۳۵)۔ میں محرومی سے ہلاک ہو گیا۔ اور میں اس وقت خوش ہونگا جب تیری گلی کی خاک بوسی کے لئے آسمان کی طرح دوہرا ہو جاؤں گا۔

(۳۶) میں اتنی نیاز فشانی کروں گا۔ کہ عشق اس کی درگاہ کے غبار سے عجز کا خمیر مایہ حاصل کرے (۳۷)۔ آپ کی آل کی محبت پرہیزگاری کی مددگار ہے۔ اور آپ کے لطف کی حمایت گناہوں کی دستگیر ہے۔ (۳۸) از راہ لطف میری فریاد کو پہنچیں۔ جبکہ میں میدان حشر میں آپ کے پاؤں پر گردن رکھ کر عتبہ بیدہ کہوں (۳۹) میں آپ کا غلام عرفی ہوں۔ مجھے مت چھوڑئے۔ ممکن ہے آپ وہاں اپنے شفاعت خواہ ہونٹ کھولدیں اور میری شفاعت ہو جائے۔

قصیدہ نمبر ۲۳

در تحریص فی طلب لبسوئے ہمت۔ یہ قصیدہ بحر مضارع مثمن مکفوف۔

مقصور میں ہے۔ جس کا وزن۔ مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن ہے۔

(۱ - ۲۲) دیت۔ تاوان۔ خوں بہا۔ زجاج۔ شیشہ۔ ترصیع۔ مرصع کرنا۔ جڑنا۔ عزا۔ ماتم کرنا۔ سقف رباں رنگیں۔ منقار۔ چونچ فساں۔ وہ پتھر جس پر لوہے کے اوزار تیز کئے جاتے ہیں۔ لب دوختن۔ منہ سی لینا۔ خاموشی اختیار کرنا طیران۔ اڑان۔ مرغ سدرہ۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام۔ وستان۔ افسانہ نفخ صور۔ (کرنا کی آواز) مراد قیامت ہے۔ طنطنہ۔ نقارے کی آواز۔

(۱) اگر تو بلند ہمت کا مالک ہے۔ تو ہر دشت سے نشان مت طلب کر۔ سو جگہ بھی شہید ہو جا اور دشمنوں سے خون بہا طلب نہ کر۔ (۲)۔ کارنج لبکر جگر پر چھڑک اور پانی نہ طلب کر۔ اپنا جام سفالی توڑ اور منہ میں ڈال لے اور روٹی نہ مانگ (۳) آسمان سے مٹی اور زمین سے مراد نہ مانگ۔ زمین سے چاند اور آسمان سے وفاداری نہ ڈھونڈھ۔ (۴) اگر تیرے تاج و تخت کو چھوڑ دینے سے بادشاہی ملتی ہو۔ تو کلاہ و مسند کو توڑ ڈال اور کان سے موتی نہ مانگ۔ (۵) اگر سورج اور چاند مر جائیں۔ تو ماتم نہ کر اور اگر عطارد اور زہرہ سیارے بھی کشتہ ہو جائیں تو نوحہ خواں نہ ڈھونڈھ (تیر۔ عطارد سیارہ) (۶) رگوں کو پٹھے سے کھینچ کر تلوار کے حلق میں رکھ دے۔ ہونٹوں کا ٹکڑا گھونٹ دے اور قاتل سے امان حاصل نہ کر۔ (۷) اگر تجھے عشق کے دو وانت سے بغیر شہادت کے روانہ کر دیں۔ تو تیغ کرشمہ اور دل نامہرباں کا طالب نہ ہو۔ (۸)۔ اگر وصل کی خوشخبری مل جائے تو اسی وقت مر جا۔ اور اگر مدت کے بعد دوست پہنچے تو اس سے جان نہ مانگ (۹)۔ تو ہمت کا مور ہے۔ اپنی چونچ تیز کر لے۔ یعنی اپنے بال و پر نوچ ڈال اور ساتھیاں نہ مانگ (۱۰) ہمیں نوحے کے ساتھ گرم کر اور بانسری سے آواز نہ چاہ۔ کسی سے فساں نہ مانگ۔ بلکہ خنجر اپنے ہی سینہ پر تیز کر لے۔ (۱۱)۔ اے باغ بہشت کے ہدہد انڈوں کو جا کر پتھر پہ پھوڑ ڈال۔ سدرہ کی ٹہنیوں پر گھونسلہ نہ بنا۔ (۱۲) اگر کعبہ بھی تیرے ہونٹوں کے نیچے لے آئیں تو ہونٹ سی لے مٹی پہ بوسہ دے لے اور حرم سے آستاں طلبی نہ کر۔ (۱۳)۔ اے سدرہ کے پرندے ابد کی اڑان میں رہ طوبیٰ کی ٹہنی پہ نہ بیٹھ اور مکان سے انس نہ کر۔ (۱۴) اگر عصمت کا ہرن شکارگاہ سے بھاگ جائے تو کمند اور کمان سے مت پکڑ۔ (گھبرائے۔ پکڑنا) (۱۵)۔ اگر ناگاہ تیری آنکھ

ہوس پر کھلے۔ نوخراش کیلئے نوک سنان کی تیزی نہ طلب کر۔ بلکہ خود ہی اسے نکال ڈال۔ (۱۶) مبادا میزبانی تجھے خم غرور میں بٹھا دے۔ دسترخوان کے کسے کنارے پر اکیلا بیٹھ اور مہمانی کی خواہش نہ کر۔ (۱۷) دنیا کسی کے حلق میں بھی حلاوت نہیں پہنچاتی۔ اس لقمہ کو منہ سے کوئی مناسبت نہیں ہے۔ (۱۸) نغمہ زنی اور اڑنا جو دلکشا ہیں۔ میرے طالع کے چکور اور کمان کے کوے سے طلب نہ کر (یعنی میرے نصیب میں نہیں) زاغ کمان۔ نوک کمان سے مراد ہے۔ (۱۹) مجھ سے عبرت حاصل کر اور ہنر مت سیکھ۔ اپنے نصیب سے سات آسمانوں کی دشمنی نہ کر۔ (۲۰) اپنے قبیلہ کا نام فضیلت کیوجہ سے عرش پر مت لے جا۔ قیامت تک اپنی بزرگی اور خاندان کی شان وشوکت مت طلب کر (۲۱) یہ کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ کہ یہ چیز فلاں سے نہ مانگ اور یہ فلاں سے نہ مانگ اور یہ فلاں سے مانگ۔ (۲۲) طلب سے ہونٹ بند کر لینا ہمت کا طریقہ ہے۔ اور بس۔ میں نے کہہ دیا۔ مت مانگ۔ بس یہی کافی ہے۔ اور سو داستانوں کی ضرورت نہیں ہے۔

قصیدہ نمبر ۲۴

(ہمدریں متعنی)

( ) یہ قصیدہ بحر ہزج مجنوں مقصور محذوف میں ہے۔ اس کے ارکان یہ ہیں۔ مفتعلن۔۔ فاعلاتن۔ مفتعلن۔ فاعلن۔

(۱ - ۲۲) نغمہ داؤد۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز بہت ہی سریلی تھی۔ اس لئے نغمہ داؤد مشہور ہے۔ نسیان۔ بھلا دینا۔ زشتئے اعمال۔ اعمال کی برائی۔ جرعہ۔ گھونٹ۔ زاویہ۔ کونا۔ ثریٰ۔ زمین کے نیچے۔ اشتہا۔ خواہش ہونا۔ امتلا۔ بدہضمی ہونا۔ نعیم۔ بہشت کی نعمتیں۔ ذم۔ برائی۔ طبل و علم۔ نقارہ اور جھنڈا۔ صدمہ۔ نخل۔ اب و عم۔ باپ اور چچا۔ دون۔ سوا۔ حوصلہ۔ پوٹہ۔ معجزہ دم۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ۔ (۱) عاشقوں کی عادت کیا ہے۔ غم کی مجلس برپا کرنا۔ حلقہ شیون برپا کرنا اور ماتم کرنا۔ (۲) درد کے عمان میں حلاوت کی موجیں محسوس کرنا۔ اور دل کے میدان میں ظلم کی فوج رکھنا۔ (۳) غم کی تعریف۔ درد کی لذت ہونٹوں پر سے لینا۔ دل کے شہر وجاں کے باغ والم کے لئے وقف کر دینا۔

(۴) لب شیون سے نغمہ داؤد کرنا اور آتش نمرود کو باغ ارم خیال کرنا (۵) آزادگی کے خط ہوتے ہوئے غلامی کی رسم وراہ دیکھنا۔ اور بے آرزو دل کے ساتھ بخشش کی امید رکھنا۔ (۶) ابدی ذوق غم سے گھلنے کو بچائے رکھنا اور روز ازلی بیع کا سود و سلم لیتے رہنا۔ (مسلم فقہ کی اصطلاح ہے)۔ (۷) عبادت کی اچھائی کو بھلا دینا۔ اور اعمال کی برائی کو لوح و قلم پر رکھنا۔ یعنی لکھ لینا۔ (۸) دوزخ کے نیچے کوثر کے گھونٹ پینا۔ اور کوثر کے کنارے پر حسرت سے آنسو بہانا۔ (۹) آنکھوں کے آئینہ کو حیرت سے صاف کرنا۔ سینے کے کونے کو غم کا مخزن بنا دینا۔ (۱۰) بت خانے کے غبار سے کفن کا عطر بنانا۔ دیر کے ترازو میں حرم کا پتھر رکھنا۔ (۱۱) بخت عیش کے منہ پر لا (نہیں) کا تیر مارنا۔ اور درس عشق کے کمرے میں نعم (ہاں) کا ہاتھ ڈالنا۔ (۱۲) زمین کے نیچے تک برابر آنسو بہائے جانا۔ اور آسمان تک دل کے داغوں کو اوپر نیچے کرنا۔ (۱۳) اشتہا کے جگر میں ہوس کے پانی کو جلا دینا۔ اور متلی کے اثر سے پیٹ کا درد رکھنا (۱۴) امتی اور دیوانگی نے جام مسیحا توڑ ڈالا ہے۔ اور ایسی مجلس میں جام جم کا رکھنا کوئی فائدہ نہیں دینا۔ (۱۵) دین دنیا عمر اور جان تمام کو سیلاب کے حوالے کر۔ جاہ و جلال اور لشکر رکھنا درویشی کے دشمن ہیں۔ (۱۶) قلم بنانا ظلم ہے۔ اور خط لکھنا گناہ۔ لوح و قلم کیسے زخم اور سادہ ہی رکھنا اچھا ہے۔ (۱۷) میں یہ نہیں کہتا۔ کہ بڑھاپا جوانی سے بہتر ہے۔ لیکن غم کا قدر عونت اور غرور سے اچھا ہوتا ہے۔ (۱۸) بہشت کی نعمتوں کے لئے خدا تعالےٰ کی عبادت نہ کر دریائے جیحوں کے کنارے کھڑے ہو کر پانی کا طلب کرنا خطا ہوتی ہے۔ (۱۹) بت سے مل جانا کفر اور بے جان۔ لیکن یہ بھی شرط ہے۔ کہ درمیان میں فاصلہ کم ہو۔ (۲۰) ہیں تم پر عشق کی رہبری شمار کروں۔ کہ کیا ہوتی ہے۔ فرسنگ کے فاصلہ پر کام رکھنا۔ اور قدم کا پاس بھی رکھنا (۲۱) قضا کی طرف متوجہ ہو۔ اور اپنی تلف کردہ عمر کو دیکھ۔ تاکہ تجھ پر عدم کی طرف جانا بھی روشن ہو جائے۔ (۲۲) کب تک تو مکر و فریب سے اپنے عیبوں پر پردہ پوشی کرتا ہے گا تو صورت مدح آیا تھا۔ اور معنی ذم بن گیا ہے۔ (۲۳) عدل و کرم بادشاہی ہے۔ ورنہ دو ویرانوں کے لئے نقارہ اور جھنڈا رکھنا گداگری ہوتی ہے۔ (۲۴) میرے بخل نے میری زبان کو بند کر دیا ہے۔ ورنہ میں بادشاہ سے کہتا

کہ ذوق ستم دل درویش سے پوچھ۔ (۲۵)۔ گردش فلک سے دم نہ مار کیونکہ یہ آزادی نہیں ہے۔ کہ اس سے متاثر ہوں۔ اور گلہ کریں۔ (۲۶) اس جسم کو تباہ اور برباد کردے اور پھر دیکھ۔ کہ تو وحدت کا مالک بن جائیگا۔ اور ملک قدم پر قبضہ کرلیگا۔ (وہ کثرت اساس سے مراد جسم ہے) (۲۷)۔ اس باغ کے نسخہ کو زیر و زبر کرڈالی۔ کب تک پھول کی خوشبو کا احسان اٹھائیگا۔ (شمیم۔ خوشبو)۔ (۲۸) اپنی ارزندگی کا مایہ اپنی اصالت سے حاصل کر۔ کب تک باپ اور چچا کی عزت پر ناز کریگا۔ یعنی اپنی قابلیت پر نازاں ہو۔ (۲۹) عرفی کا طریقہ اختیار کر اور قاروں کی سنت چھوڑ دے۔ ہنر کا خزانہ لٹانا درہم جمع کرنے سے بہتر ہوتا ہے۔ (۳۰) وہ مسیحائے زماں ہے۔ لیکن ایسا مسیحا ہے کہ اس کے سامنے زندہ کرنے کا معجزہ بے اثر ہے۔ (۳۱) اس کی تیغ زبان سے مہر و ماہ کو ایک دوسرے پر ڈال دیا ہے۔ اور اس کی شہرت کے لئے عجم کا ملک حلال ہے۔ (۳۲) میں اس قصیدہ کو ختم کرتا ہوں۔ اگر نہ کروں تو کیا کروں۔ کیونکہ قلم میں اب طاقت نہیں ہے۔ کہ اور بھی لکھ سکے۔

قصیدہ نمبر ۲۵

در مدح جلال الدین محمد اکبر شاہ

یہ قصیدہ بحر رمل مثمن مقصور یا محذوف میں ہے۔ جس کے ارکان۔ فاعلاتن۔ فاعلاتن۔ فاعلاتن۔ فاعلن ہیں۔

(۱ – ۲۸) رطل۔ وزن۔ سمند۔ گھوڑا۔ لوائے۔ جھنڈا۔ رام شدن۔ مطیع ہونا۔ آماجگاہ۔ نشانے کی جگہ۔ مراد نشانہ۔ قرن۔ سو سال کا عرصہ۔ قران۔ دو سیاروں کا ایک برج میں اکٹھا ہونا۔ قران سعدین۔ زہرہ اور مشتری کا ایک برج میں اکٹھا ہونا۔ گوہر طرازان وجود۔ ارکان قضا و قدر۔ آذین۔ آراستہ۔ لیسان۔ مانند۔ خفاش۔ چمگادڑ۔

(۱) اے ممدوح تیرا دل یعنے آفتاب کی سرشت کا رازدان ہے۔ اور ابد تک آفتاب تیرے دسترخوان پر مہمان رہیگا۔ (۲) جو آدمی بھی تیری دولت کے کمال کیطرف دیکھتا ہے۔ تو آفتاب کا رطل گراں تیری تربیت کی شراب سے بھرا نظر آتا ہے۔ (۳) جمشید کی دولت تیری سلطنت سے کب

ہمدوش ہو سکتی ہے۔ اس کا مقابلہ یوں ہے۔ جیسے آسمانی گھوڑا آفتاب کی
رانوں کے نیچے ہو۔ (۴) میری قسمت گویائی کی طوطی جب تیری مدح کی شکرخائی
کرتی ہے۔ تو ذوق و شوق سے سورج کے منہ میں پانی گرم ہو جاتا ہے۔
(۵) تاکہ تیری سلطنت کے جھنڈے کو عرش کی بلندی سے نہ گذار دے۔
اس وقت تک اہل معنی کو شان آفتاب معلوم نہ ہوئی۔ (۶) سورج بادشاہوں
کا قافلہ سالار تو ہے۔ لیکن تجھ جیسا یوسف کاروان آفتاب میں نہیں ہوا۔
(۷) اے بادشاہ سرکش زمانہ بھی تیری دولت کے مطیع سایہ آفتاب کے ہم عناں
کیسے ہو سکتا ہے۔ (۸) جس طرح ایک شمع سے دوسری شمع روشن کیجاتی ہے اسی
طرح بادشاہ کی جان اور آفتاب کی جان ایک ہی نور سے ہے۔ (۹) تیرے چہرے
سے فیض چمک رہا ہے۔ اور کیوں نہ چمکے۔ کیونکہ ازل سے تیرا گوہر کان آفتاب
میں پرورش پاتا رہا ہے۔ (۱۰) تیرا مسند ساتوں ولایتوں (کل دنیا) کی سجدہ
گاہ ہے۔ اور آسمان آفتاب (چوتھا آسمان) ساتوں آسمانوں کا قبلہ ہے۔
(۱۱) آسمان نے اپنے دل میں تیرے آفتاب کا عکس دیکھا اس لئے اس نے اپنے
سینہ کا نام آئینہ ذاتی آفتاب رکھ لیا ہے۔ (۱۲) جس جگہ تیرے دیدار کی آماجگاہ
تیار ہوئی۔ تو کمان آفتاب سے سعادت کا تیر اچھلتا ہے۔ (۱۳) اگر ہما آفتاب
کی آرام گاہ ہوتا۔ تو سورج کا گھر نسل اکبر شاہ کی پائینتی ہوتا۔ (۱۴) بادشاہ کی تعریف
مجھ سا نالائق کیسے کر سکتا ہے۔ جو کچھ بھی میں نے نقل کیا ہے۔ یہ آفتاب کی زبان
سے نقل کیا ہے۔ (۱۵) اگر سورج ظاہری دنیا میں چکر لگایا کرتا ہے۔ مگر باطن میں
بادشاہ کا دل آفتاب کی دنیا ہے۔ (۱۶) اگرچہ زہرہ اور مشتری کا قران سو
سال کے بعد ہوتا ہے۔ لیکن ہر صبح سورج کا بادشاہ کے ساتھ کیسے قران ہوتا ہے
(۱۷) حکم خورشید اور حکم شاہ در اصل ایک ہے۔ جیسا کہ بادشاہ کے اقبال اور
آفتاب کا زمانہ ایک ہی ہے۔ (۱۸) جو کوئی آفتاب کی دہلیز پہ پیشانی رکھے
تو نئے چاند کی طرح اس کے چہرے کا نور زیادہ ہوتا ہے۔ (۱۹) جس طرح آنکھ
عینک سے چیزوں کو دیکھ لیتی ہے۔ اسی طرح تیرا دل آفتاب کے راز نہاں
کو دیکھ لیتا ہے۔ (۲۰) عرفی سورج کی مدح اور بادشاہ کی تعریف ہمیشہ کرتا
ہے۔ کیونکہ بادشاہ کے مریدوں اور سورج کے عقیدت مندوں (عاشقوں)
سے ہے۔ (۲۱) وجود کے گوہر طرازوں کے آراستہ رشتہ میں تیری ذات

کا گوہر دکان آفتاب کو آراستہ کرنے والا ہے۔ (۲۲) جس کے دل میں سر سے لیکر پاؤں تک آفتاب کی محبت جوش مارتی ہے۔ اس کے سراپا سے آفتاب کی طرح نور برستا ہے۔ (۲۳) جب تک گردش آسماں کے پوشیدہ راز ظاہر کرتی رہے اور جب تک آفتاب کا حسن ظاہر دنیا کو زینت دنیار ہے (۲۴) آسمان کے دائمی بھید تیرے ذہن کے لئے وقف رہیں۔ تیری آنکھوں کا نور آفتاب کا حسن جاودان رہے۔ (۲۵) میرے اخلاص کا سرمایہ بادشاہ کے خاطر نشان رہے۔ جس طرح بادشاہ کا اخلاص آفتاب کے خاطر نشان ہے۔ (۲۶) بادشاہ کے سر پر ہما کیسے سایہ انداز ہو سکتا ہے۔ چمگادڑ کے پر آفتاب کے سایہ بان کیسے بن سکتے ہیں۔ (۲۷) اس حد تک کہ بادشاہ آفتاب کو پہچانتا ہے۔ اگر تم بھی جاننا چاہتے ہو۔ تو اس کا نام دانشاں مسیحا سے مت پوچھو۔ (۲۸) آسمان جانتا ہے۔ کہ زمانہ آفتاب میں کوئی بھی شاہ جہاں کیطرح آفتاب کا قدر دان نہیں ہوا

قصیدہ نمبر ۲۶

در مدح ابوالفتح لبطرز تہنیت

یہ قصیدہ بھی بحر رمل مثمن مقصور یا محذوف میں ہے۔ اس کے ارکان یہ ہیں۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن۔

(۱ تا ۱۲)۔ سور۔ خوشی۔ محصور۔ گھرا ہوا۔ صائب۔ اس تیر کو کہتے ہیں۔ جو نشانہ پر ٹھیک لگے۔ اس رائے صائب سے مراد درست رائے ہے۔ معما۔ وہ کلام جو رمز و ایما کے طریقہ سے کسی اسم پر دال ہو۔ مسطور لکھا ہوا۔ صریر۔ قلم کی آواز۔ صور۔ کرنا۔ شاخ تاک۔ انگور کی ٹہنی۔ طارم چھت۔ تطبیق۔ مطابق ہونا۔ دستیار۔ مددگار۔ تعزیز۔ سیاست کرنا۔ عنف۔ سختی۔ (۱)۔ اے داور! نیا سال تیرے لئے خوشی کی مجلس آراستہ کرے اور تیرے عام مبارک باد کہنے والے قیصر اور مغفور ہوں (۲)۔ ازل سے لے کر اب تک تمام گذشتہ سال تیرے نئے سال کے میدان میں مبارک باد کہنے کے لئے محصور ہو جائیں۔ (۳)۔ دروازہ نوروز سے لے کر عید کے میدان تک اسی طرح تیری عمر کے بازار کی آرائش رہے

(۴) اے ممدوح تیرا نام ابوالفتح ہے۔ اور تو عزت کی بلندی کا سورج ہے۔ اللہ تعالےٰ یہ نام قیامت تک معمور رہے۔ (۵) تیری صاحب الرائے نے کہا۔ کہ میں دنیا کی نقاش ہوں۔ آسمان نے کہا میرا آفتاب تیرا مزدور رہے۔ (۶) تیری دولت نے باغ عالم میں کہا۔ کہ میں نرگس شہلا ہوں۔ زہرہ نے کہا میری آنکھیں تیری آنکھوں کی طرح کی مخمور رہیں۔ (۷) ہر وہ معما جو کہ اخراش کیلئے مصداق اسم ہے۔ تیری دولت کے بچوں کے درمیان مشہور رہے۔ (۸) ہر لفظ جو کہ خیال مفہوم ابد کے لئے معلوم کرے۔ وہ تیری ہستی کی تختی کے عنوان پر لکھا رہے (۹) تیری قلم کی آواز سے اسرار غیب سماع میں ہیں۔ خدا کرے لفظ و معنی کا حشر و نشر اسی طور سے ہو۔ (۱۰) تیری حکومت دشمنوں کیلئے ڈنگ اور دوستوں کے لئے شہد ہے۔ ہر دکان کا نیش و نوش اسی زنبور سے ہو۔ (۱۱) نو آسمان تیری دولت کے قلعے کے اندر محصور رہیں۔ نہیں میں نے غلط کہا۔ کہ لامکاں (فضا) محصور رہے۔ (۱۲) انگور کی شاخ کہ تیرا بخت بلند اس کا باغبان ہو۔ وہ خوشہ انگور سے گردوں کے چھت کو توڑ دے۔ (۱۳) تیرے کینے کی تلوار کا قبضہ آفت کی دستگاہ ہے۔ تیری رائے کے شمشاد کا سایہ نور کا چشمہ سار رہے۔ (۱۴) تیرا عالم عیش جو قدیم سے شرع کے مطابق ہے۔ اس کا آسمان بہشت اور زہرہ اس کی حور رہے۔ (۱۵) اگر اس دنیا کے سوا کوئی اور دنیا بھی ہے۔ جس کا کوئی ناظم ہے تو وہ معہ اپنے ناظم کے تیرے عدل کے مزدور ہوں۔ (۱۶) تیرے دروازے پر سایہ و نور تسخیر عالم کی نعمت کے لئے بھیک مانگیں۔ (۱۷) اگر قضا اپنے آپ کو تیرے حکم کی مددگار شمار کرے۔ تو مقام سیاست تو ہے۔ مگر اسے منفدار چاننا چاہیئے۔ (۱۸) حضرت موسےٰ علیہ السلام کی دریائے عشق ہیں کہ وہ ہمیشہ موجزن رہتا ہے۔ تیرے قرب کی گہرائی کیلئے ہر موج کوہ طور ہو۔ (۱۹) تیری سختی کھیل کے طور پر مجلس میں مستی کرے۔ تو شراب کی صراحی فغفور کے سر پر ٹوٹے (۲۰) مدح لائق تو مشکل ہے۔ مگر تیری مدح کے ملک میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے اندیشہ کا جھنڈا فتح یاب رہے۔ (۲۱) اے عرفی۔ جب شاعر اُنہ دعائیں بے اثر ہوتی ہیں۔ اس لئے سادہ گوئی اختیار کر۔ کہ تیری ہستی نامحسور رہے۔

قصیدہ نمبر ۲۷

در مدح شاہزادہ سلیم

یہ قصیدہ بحر مجتث مخبون مقصور میں ہے۔ اس کے ارکان مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلان ہیں۔

(۱ - ۲۵)۔ تکیہ گاہِ ناز و نعیم۔ ناز اور نعمت کی تکیہ گاہ۔ مراد ممدوح کا شہر ہے۔ دیہیم۔ تاج۔ ترہات۔ بیہودہ باتیں۔ نشاط آبود۔ خوشی سے بھری ہوئی۔ معانقہ۔ گلے ملنا۔ لمس۔ چھونا۔ مصافحہ۔ ہاتھ ملانا۔ گوشِ صمیم۔ بہرے کان۔ وثاق۔ گھر۔ کمرہ۔ تسنیم۔ باغِ بہشت کی ایک نہر ہے بہرہ فتادن۔ چل کھڑا ہونا۔ تقدیم۔ مقدم ہونا۔ عمیم۔ عام کورنش۔ سلام کرنا۔ نوبر۔ میوہ نو رسیدہ۔ داب۔ عادت۔ زادہ ہائے طبع۔ مضامین سے مراد ہے۔ گل چیدن۔ پھول توڑنا (۱) عید کی صبح جب کہ ناز و نعمت کی تکیہ گاہ میں گداگر نے اپنی ٹوپی اور بادشاہ نے اپنا تاج ٹیڑھا رکھا (۲) خوشی اس حد تک ہے۔ کہ عقلمند بچوں کے ترانے اور دوستوں کی گپوں کے سوا اور کچھ نہیں سنتا (۳) زمانے کی مجلس کا فرش اس قدر خوشی سے معمور ہے۔ کہ ہاتھ آستین کو سماع کی تعلیم دیتا ہے۔ (۴) نازکوں کے ساتھ ہاتھ بغل گیر ہونے میں چھونے میں شائع ہوتے ہیں۔ اور ہونٹ معشوقوں کے ساتھ ہاتھ ملاتے ہیں بوسہ کے ساتھ کریم ہوتے ہیں (۵)۔ رونے کے مرثیہ اور شادیانہ عید کی آواز نے خوشی کے اثر سے بہرے کانوں کو کھول دیا ہے۔ (۶)۔ دسترخوان پہ بھوک کا ہاتھ آزاد ہے۔ کنجوس نے حلق اور معدے کے ساتھ عداوت بڑھا دی ہے۔ (۷) زمانے کی شگفتہ روئی کی وجہ سے وہم کی آنکھوں میں صورت بیم بھی چہرۂ امید کا ظہور رکھتی ہے۔ (۸) دنیا اس طرح خوش تھی۔ اور میں بھی ایسا ہی گھر میں خوش بیٹھا عقل کے ساتھ درس اور تعلیم میں مشغول تھا۔ (۹) اچانک دروازے سے ایک خوشخبری دینے والا آ پہنچا۔ گویا میرے چمن طالع سے شمیم میرے دماغ میں آ گئی۔ (۱۰)۔ اس نے کیا کہا۔ یہ کہا۔ اے جواہر قدس کے خزانے اور لے بہشت نعیم کے مطلب۔ (۱۱) چل کہ تیرے گوہر کو دریا یاد کرتا ہے۔ اور آ۔ کہ تیرے پہلے سے ہونٹوں کو تسنیم طلب کر

رہی ہے۔ (۱۲) چشمۂ امید کا میٹھا پانی اکبر بادشاہ کی نقدی ہے۔ دولت جاوید کا نقش
ہے یعنی شاہزادہ سلیم ہے (۱۳) اس پیغام سے میرا دل شگفتہ اور خوش ہو گیا
جیسے کہ باغ شبنم سے اور پھول بادِ نسیم سے (۱۴) میں نے راستہ لیا۔ اور اس قدر
جلدی کرنے لگا۔ جس طرح اہل کرم کا ہاتھ موتی اور چاندی کے نچھاور کرنے میں ہوتا
ہے۔ (۱۵) میں زمانے کی طرح اس دربار میں پہنچا کہ زمانہ بھی تعظیم کی نگاہوں سے
اس کے گھر کا طواف کرتا ہے۔ (۱۶) اس مبارک فال کے اقبال اور میرے پہنچنے کا
اس بارگاہ میں یوں اتفاق ہوا۔ (۱۷) کہ اگر ادب میری پاؤں کو نہ روک لیتا۔ تو
اس کے قدم میرے ہونٹوں پر چومنے کے لئے تقدیم کرتے۔ (۱۸)۔ مجھے جب
ادب سے کھڑے دیکھا۔ تو ممدوح نے خاص لطف کے ساتھ مجھ پر عام مہربانی
کی (۱۹) میں نے سلام کرنے اور آداب بجالانے کی رسموں کو عقلمند آدمی کی طرح نہ
کہ مسخرے مصاحب کی مانند ادا کیا۔ (۲۰) میں تجھے کیا بیان کروں۔ کہ میرے حلق
میں کیا لذت حاصل ہوئی۔ جب کہ اس تو بہ کورنش نے تسلیم کا نمک چشی (لطف۔ نمک
کا مزہ) حاصل کیا۔ (۲۱) اس نے کچھ نہیں کہا۔ لیکن میں نے جو کچھ اس نے کہنا
تھا سنا۔ کیونکہ اس کی نگاہ نے زبان پر تقدم حاصل کیا۔ (۲۲) اس کے لبوں
نے جب نگاہ سے اپنی باری پوری کر لی۔ تو میری قوت سامعہ کوثر اور تسنیم کی
موجوں میں لطف اندوز ہونے لگی۔ (۲۳) اس نے ہنسی کے طور پر کہا۔ کہ اس گتاخ
بزرگ کے عذر میں کہ تیرا نام ہمارے حکم کے بغیر سات ولایتوں تک چلا گیا ہے
(۲۴) یہی کہ اس دربار سے جائے۔ ایک نوشتہ لاؤ جو تیری طبع سلیم کے نتائج سے
عمدہ ہو۔ (۲۵)۔ اس بات سے میرا سر اور دستار باغ باغ ہو گئے۔ میں نے بہت تو رے
بھی اور گل تسلیم کو سر پہ رکھا۔ یعنی بہت سی تسلیمیں کیں۔

(۲۶ - ۵۰) از جا شدن ۔ بے قرار ہونا۔ عظام ۔ ہڈیاں ۔ رمیم ۔ بوسیدہ ۔
پرانی ۔ بطلان ۔ باطل کرنا۔ نہیب ۔ ہیبت ۔ مشیمہ ۔ وہ جھلی جس میں بچہ لپٹا
ہوتا ہے ۔ تعطیل ۔ بے کار ہونا۔ مرضی ۔ بیمار ۔ سقیم ۔ بیمار ۔ از منہ ۔ زمان
کی جمع ۔ آستین افشاندن ۔ روکنا ۔ حسود ۔ حسد کرنے والا ۔ لئیم ۔ بدبخت
کنجوس ۔ عقیم ۔ بانجھ ۔ نفائس ۔ جمع ہے نفیسہ کی ۔ خدا یگانا ۔ آقا ۔ دُرِ یتیم
خالص موتی ۔ ماء معین ۔ بہتا ہوا پانی ۔ ماء حمیم ۔ گرم پانی ۔ جمیلہ ۔ نیک
وحسین ۔ مجلہ ۔ چھپر کھٹ ۔ (۲۷) جب میں اس بارگاہ سے واپس لوٹا تو عقل

نے ایک تحریر دی۔ کہ یہ گل اور نسیم کا تحفہ ہے۔ (۲۷) اس کو لیلو اور جلدی لے جاؤ ایسے قصیدہ کے ساتھ جو کہ شاعری کے برگ وسخن کے ساتھ لغمتوں کے باغوں کا نسخہ ہو۔ (۲۸) میں بے قرار سا ہو گیا۔ کہ کونسا قصیدہ کہنا چاہئے۔ کہ جس کا لہجہ بوسیدہ ہڈیوں میں روح پھونک دے۔ (۲۹) میں شاہزادہ سلیم کی تعریف کے ذکر میں گذشتہ زمانوں کو باطل کرتا ہوں۔ (۳۰) اس کے پیدا ہونے نے شریر زمانے کے ساتھ وہ کچھ کیا۔ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نزول نے آگ کے ساتھ کیا۔ (سرد ہو گئی) (۳۱) اس کی ہیبت سے تقدیر کی جھلی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان پر گوہر گفتار کو توڑ دیا (حضرت موسیٰ علیہ السلام جو کہ ہکلے تھے۔ بولنے لگے) (ایسی لغو اور بیہودہ مدح سے۔ خداوند کریم اپنی پناہ میں رکھے۔ جس کے پڑھنے سے ہی ایمان متزلزل ہو جاتا ہے۔ مگر شاعری کی روانئے طبع کا کیا جواب ہو سکتا ہے۔ جو منہ میں آیا کہہ دیا خواہ وہ کفر تک ہی کیوں نہ جا پہنچے۔) (۳۲) اس کے زمانہ عدل میں عاملان فساد بیکار رہنے کی ہدایت سے خوف سے فارغ ہیں۔ (۳۳) فتنہ معزول نے اپنا سر طاق کے پیچھے کیا ہوا ہے۔ اور ظلم سے فراموش طبل کو زیر گلیم ہی پھاڑ دیا ہوا ہے۔ (۳۴) اگر تیری عدالت بیماروں کی پرسش کرے۔ تو بیمار کی قبض اعتدال پر آجائے (۳۵) اگر وہ زمانوں کو منع کرے تو موجز نی کی سعی سے زمانہ حال قدیم ہو جائے۔ (۳۶)۔ اے ممدوح تیرے وجود کا کیا کہنا۔ کہ تیرا وجود بادشاہ کی مہربانی کے سایہ میں ہما کو سعادت کی تعلیم دیتا ہے۔ (۳۷) تمام مرادیں امید کیطرح دعا کے قبول ہونے میں ہیں۔ اور تمام فیض اندیشہ کی طرح دماغ کریم میں ہے۔ (۳۸) تیری ناز ونعمت کا حاسد طالع کے دروازہ پر اس طرح اجنبی معلوم ہوتا ہے۔ جیسے طمع کرنے والا کنجوس کے آستان پر ہوتا ہے۔ (۳۹) تیرے فیض لطف سے شاہد عشق کے اثر کے بغیر کرشمہ کا دل اہل محبت کے ساتھ رحیم ہو جاتا ہے۔ (۴۰) اگر زمانہ کو تجھ جیسے فرزند پیدا کرنے ہوتے۔ تو وہ تجھے پیدا کر کے پھر بانجھ ہو جاتا۔ (۴۱) تیری بخشش سمندر اور کان سے وہ نفیس چیزیں نکال کر لائی ہے۔ کہ نہ اب گوہر لینے کی ضرورت اور نہ ہی چاندی لینے کی غرض ہے۔ (۴۲) تیرے معاف کرنے اور حلم کی وجہ سے دل اسقدر جمع ہیں۔ کہ گنہگاری کو امید و بیم کا خوف نہیں۔ (۴۳) تیری قدر کے ہمانے اتنی بلندی پر اڑان اختیار کی ہے۔ کہ عرش عظیم نے اپنے کسب

شرف کا جال بچھا دیا ہے (۲۴) ؛ تیرے خُلق کی بہار نے زمانے پر عطر فشانی کی ہے
کہ طفلِ یتیم باپ کی محبت کی بو پاتا ہے (۲۵) ۔ اے صاحب میں اب اپنی مدح
میں دو تین شعر کہتا ہوں ۔ کہ میری طبعِ سلیم اُن سے پرہیز نہیں کرتی ۔ (۲۶) اگر میرے
دل و طبع سے نکلے ہوئے اشعار پر خالص موتی آگاہ ہو جائے ۔ تو شرم سے اپنے اصل
(قطرہ آب) کی طرف رجوع کرے (۲۷) میری طبیعت اور اس کے سواد و میری طبائع
کی مثال میٹھے بہتے ہوئے پانی اور گرم پانی کی تلملاہٹ کی سی ہے ۔ (۲۸) اے عرفی چپ
ہو جا ۔ ان بیہودہ باتوں کو چھوڑ کیونکہ وقت دعا ہے ۔ تو خداوند کریم کے دربار
میں ہاتھ اٹھا ۔ (۲۹) جب تک وہ بیوی جو باپ کے ساتھ ہم صحبت ہو ۔ بیٹے
پر حلال نہ ہو ۔ (۳۰) زمانے کی دلہن ذرہ سے خورشید تک فتویٰ کے ساتھ بادشاہ
اکبر اور شاہزادہ سلیم پر حلال ہو۔

قصیدہ نمبر ۲۸

ذو مطلعین در مدح خانخاناں

یہ قصیدہ بحر ہزج مثمن سالم میں ہے ۔ اور اس کے افاعیل آٹھ بار ہیں
(۱ ۔ ۲۵) ارمغاں ۔ تحفہ زرِ ناقص ۔ کھوٹا سونا ۔ محک ۔ کسوٹی ۔ روان ۔
روح ۔ شباں ۔ گڈریا ۔ پائے بر سر زدن ۔ ٹھوکر مارنا ۔ دست بر دل نہادن
تسلی دینا ۔ نزہتگاہ ۔ پاکیزگی کی جگہ ۔ منعم ۔ خداوند کریم ۔ خذلان ۔ ذلت ۔
ضماں ۔ ضامن ۔ سرگسنواں ۔ پاکھر ۔ ماکیاں ۔ مرغی ۔ ارزندہ ۔ لائق ۔ شبدیز
خسرو پرویز کے گھوڑے کا نام ۔ سر ۔ خیال بخواب در آمدن ۔ بے خود
ہونا ۔ خان و ماں ۔ اسباب ۔ پیل دماں ۔ جوش میں آیا ہوا ہاتھی ۔ انتعاش
عیش و نشاط ۔ فرقدان ۔ وہ ستارے جو قطبین پر گھومتے رہتے ہیں ۔ قہرماں ۔
جابر حاکم ۔ (۱) اپنے آپ سے اگر آنکھیں بند کرے ۔ یعنی خودی اور تکبر
کو مٹا دے ۔ میں کیا بیان کروں ۔ اپنی مراد پائے گا ۔ تو وہی دیکھیگا ۔ جو
تو نے شوق دید سے پیدا کیا ہے ۔ (۲) اس آدمی کو جو کہ ملک منی سے تیرے پاس آئے ۔ اس تک
اپنے آپ کو پہنچا ۔ اگر تانبے کو کیمیا کے سامنے دکھائیگا ۔ تو تحفہ دیکھے گا ۔
(۳) اپنے کھوٹے سونے کو کیمیا پر لگا ۔ کہ سونے اور کسوٹی کو شرمندہ امتحان دیکھے
گا ۔ (۴) تو غیرت مند بادشاہ ہو کر بدگوہر نفس کی کمند میں گرفتار ہے ۔ تو اچھے

آپ کو اس سے بہتر کہ آسمان تجھ پر ظلم کرے۔ مار ڈال۔ (۵) اپنی روح
کو خشم شہوت سے کب تک وبے دست مگر عذاب میں رکھے گا۔ اور دو عیش
پیر ہیں بہتر لیول کو گھر بیٹے کا جگر چباتے والا دیکھتا رہے گا۔ (۶) جس وقت
تیرے دل کے گرد غم آجائے۔ تو نصرت سے خوش ہو جا۔ اور جس وقت اپنے
آپ کو خوش دیکھے۔ تو غفلت سے وارغ ہو جا۔ (۷) اگر تو دنیا کے عیش و عشرت
پر اطمینان رکھے گا۔ تو بہشت بھی شرمندہ ہو جائیگی۔ ہوس کے دل پر ہاتھ
رکھدے۔ یعنی ہوس پر نظر بند ہے۔ کہ دوزخ کو بھی نذر بناد یکھے گا۔ (۸) معنی
کی نذر لگاچی مہمان ہو۔ تاکہ بے نیازی کی وجہ سے مکھیوں کو دستر خوان کے
اطراف پر پنکھا ہاتھ میں لئے پائیگا۔ (۹) تو اپنی زبان کو کب تک خداوند کریم کے
شکر سے بند رکھے گا۔ معرفت کی طرف جا۔ کہ اُس کی نعمتوں کی قدر زبان
کے معزول ہونے کا پروانہ ہے۔ (۱۰) تو اس طرح ذلت کا مشتاق ہے۔ کہ
باوجود سونے دینے کے اگرچہ سعادت تیری ضامن ہی ہو۔ تو بدبختی کی طرف دوڑے
گا۔ (۱۱) آدمی میں عقل ہے۔ لیکن تو قد اور چہرے کی شان کو دیکھتا رہتا ہے۔
تیرے گھونسلے میں ہما ہے۔ لیکن تو فرآشیاں دیکھتا ہے۔ (۱۲) غازی کے
ہاتھ میں تلوار خون میں آلودہ بے تحسین ہے۔ تو پہلے گھوڑے کی زیب
و زینت اور پاکھر دیکھ رہا ہے۔ (۱۳) تو نے دنیوی آب و دانہ کی عادت
اختیار کی ہوئی ہے۔ لیکن شکار کرنے کے موقع پر جب تو شکار پر شہباز دل کو
چھوڑے۔ تو وہ مرغی ہو جائے گا۔ (۱۴) تو اطاعت کے اس وقت قابل ہے
کہ اطاعت کی لذت سے جب تو اپنا سر سجدہ میں رکھے گا۔ تو اپنے آپ کو
بہشت میں کھڑا پائے گا۔ (۱۵) تو توانائی کی ڈینگیں نہ مار۔ اور اگر شیخیاں مارتا ہے۔
تو میدان شجاعت میں حاتم کو شمشیر دل اور رستم کو شمشیر جان پائے گا۔
(۱۶) اگر تو عیب جو ہونا چاہتا ہے۔ تو مثا گرد ہمت ہو جا۔ کہ جس چیز کا نام تو
کے عیب لیتا ہے۔ اسی وقت وہ تیری زبان پر آئیگا۔ (۱۷) میں تجھے بہشت
کی طرف بلاتا ہوں۔ لیکن عیش کے لئے نہیں۔ بلکہ تو وہاں ہمت کی آگ کی
غذا کو دن و مکان سے بہتر پائیگا۔ (۱۸) تو فرشتوں کا خیال رکھتا ہے۔ لیکن
تو نے اپنے آپ کو نہیں دیکھا۔ تو ذرا بے خود ہو جا۔ کہ فرشتوں کا قبلہ دیکھے
گا۔ (۱۹) تیرے نفس کی پیشانی سے دنیا کا فساد ظاہر ہوتا ہے۔ ذرا آئینہ

میں دیکھ۔ تاکہ تو سوختہ جانان کے لئے آگ دیکھے۔ (۲۰) اس کا غم نہ کھا۔ اگر تو آئینے
آپ کو مچھر کے پروں سے بھی کم شمار کرے گا۔ جب تو اپنی عنقائی کی فال دیکھے
گا۔ تو مست ہاتھی کیطرح ہو جائے گا۔ (۲۱) اپنے کانوں میں باہر سے روئی
ٹھونس دے۔ اور اپنے اندر سے فریاد کر۔ جبکہ اپنے واعظ نفس سے بیان
میں علیٰ دیکھے۔ (۲۲) میں دو مصرعوں سے بیت کی اب غزل لکھتا ہوں۔
جس کا مطلع ایسا ہوگا۔ کہ حسن آفتاب فرقدان سے ظاہر ہوگا۔ مطلع (۲۳) ذرا
بے خود ہو جا۔ تاکہ تو فرشتوں کا قبلہ دیکھے۔ تو آئینے میں دیکھ تاکہ سوختہ جاں کی
آگ دیکھے۔ (۲۴) تیرے دیدار سے تیرے دوست دل شاد ہیں۔ میں تجھے بھی شاد
چاہتا ہوں۔ جب تو دوستوں کو دیکھے۔ (۲۵) آسمان مجھے ہلاک کرتا ہے۔ میں
تجھے غمگین دیکھتا ہوں ہوں۔ اور تو دشمن کے دوستوں پہ حاکم ہو۔
(۲۶ - ۵۰) باورم نمی آید۔ مجھے یقین نہیں آتا۔ ارغوان۔ ایک سرخ رنگ کا پھول
سدرہ۔ آسمان پر بیری کا درخت ہے۔ مقام جبرئیل۔ دارغوان۔ الٹا کرتا
غواص۔ غوطہ زن۔ خفاش۔ چمگادڑ۔ مستتر عورت۔ شرمگاہ کا ڈھانپنا
(۲۶) تو محبوب دنیا ہے۔ اور پھر ہمارا اختیار کئے ہوئے ہے مجھے یقین نہیں
آتا۔ تو شمع انجمن ہو۔ اور پروانہ میں جان دیکھے۔ (۲۷) اگر تو میرے دل کو دیکھے
تو میں رہنے میں مشغول ہوں۔ اگر تو دل سے پردہ چشم تک دیکھے۔ تو دوار غواں کی
ٹہنیاں دیکھے گا۔ (۲۸) تیرا دل الماس تھا۔ اگر تو اسے دیکھے۔ تو معلوم ہوگا کہ وہ
پیر وبیز جہاں کا ترنج زردست افشار ہے۔ (۲۹) اے عرفی اندرہ غزل اب
وعظ و نصیحت میں مشغول ہو جائیے۔ اور اس ترنم کو رہنے دیجئے۔ اور ارونے کا
دروازہ کھٹکھٹا۔ جب تو آخر اپنے مرتبے کو ظاہر دیکھتا ہے۔ (۳۰) تو مقام نفس
اور طبع میں آلودگی ہرگز نہیں دیکھیگا۔ تکیہ کو ساتویں آسمان پہ رکھ۔ کہ تجھے جان
کی راحت ہو۔ (۳۱) تو جان کا نشان ڈھونڈھ تاکہ بے نشاں (خدا) کا تجھے نشان
مل جائے۔ دل کا مکان طلب کر۔ کہ لامکان میں مکان پائے۔ (۳۲) میں بے
دست دیدہ و بدرود اور سرے بہرہ ور ہوں۔ تجھے یہ دولت کب
نصیب ہوگی۔ تو تو بہشت کو مکان میں دیکھتا ہے۔ (۳۳) میں آج کے احسان
کے تعبیر ہی گذشتہ اور آئندہ کل سے چھوٹ گیا ہوں۔ تو اس حقیقت کو کہاں
سے پاسکتا ہے۔ تو تو ہنسی کو زمانہ سے دیکھ رہا ہے۔ (۳۴) میں پھولوں سے باغ

مگر تو باغ سے پھول طلب کرتا ہے۔ میں آگ ڈھونڈتی ہے اور تو آگ سے دھواں
دیکھ رہا ہے۔ (۳۵) جب تو نظام آفرینش سے آگاہ نہیں ہے۔ تو حوادث کو آسمان
کے ستاروں کے اثر سے دیکھتا ہے۔ (۳۶) تیرا اندیشہ بادل اور آفتاب سے اسلئے
کوتاہ ہے۔ کہ تو موتیوں کو دریا کے خزانے اور لعل کو کان سے دیکھتا ہے۔ (۳۷)
دنیا کے انتظام کو مصلحت کی نگاہوں سے دیکھ۔ کہ اس وادی میں ہر کانٹا تجھے
دو فتش کاویاں نظر آئے گا۔ (۳۸) ملت اسلام کے شعار کو چھوڑ دے۔ اگر تو
مکان میں آکر اسرار جہاں دیکھنا چاہتا ہے۔ (۳۹) تو ملک عراق سے ہے۔ اپنی
پہلی عادت کو الٹا کر دے۔ اگر تو رونق ہندوستان کا حسن دیکھنا چاہتا ہے۔
(۴۰) تو نور کے ملک سے اس لئے تاریکی ولایت میں چلا گیا ہے۔ کہ حسینوں کے
حسن کو زنگیوں کے لباس میں دیکھنا چاہتا ہے۔ (۴۱) تو بیابان کو اس لئے تاراج
شدہ دیکھتا ہے۔ کہ اس ولایت میں جب تو آبادی میں آئیگا تو رہزن کو محافظ دیکھے
گا۔ (۴۲) فطرت کے غوطہ زن دریا کی تہہ سے موتی ڈھونڈتے ہیں اور تو ہمیشہ اس فکر میں رہتا ہے کہ دریا سے کنارہ
معلوم ہو جائے۔ (۴۳) اہل حقیقت نے طائر دولت کو جال میں گرفتار کر لیا ہے۔
تو اسے بچوں کی طرح درختوں کے نیچے دیکھ رہا ہے۔ (۴۴) خورشید ازل کا نور
ہر آنکھ میں نہیں سما سکتا تو مردان خدا کے آنسوؤں کو دیکھ۔ تاکہ اس کا عکس نظر
آئے۔ (۴۵) تو تو چمگادڑ ہے۔ چاند کے نور سے اپنے نور کا قیاس کر۔ تجھے اس
میں فائدہ ہوگا۔ اگر اپنا نور دیکھے گا تو نقصان دیکھے گا۔ (۴۶) اپنی نظر کو شریعت
سے حقیقت کیطرف کر۔ تو تو ٹیڑھا دیکھتا ہے۔ یہی بہتر ہے۔ کہ صدر کو دہلیز سے
ہی دیکھ لے۔ (۴۷) فطرت کی آنکھوں کو رغبت خاطر کے گردے سے دھو ڈال
اگر تو یہ چاہتا ہے۔ کہ کانٹے اور پھول کا حسن الگ الگ ظاہر دیکھے۔ (۴۸) تو تو
سرملیدہ (کھٹرا ہوا) اس لئے راکھ سے شعلہ کی طرف بھاگتا ہے۔ جب تو
روشن گردں کو دیکھتا۔ تو تجھے حسن خاکستر معلوم ہوتا۔ (۴۹) تو دانش کے
میدان میں مت جا۔ کہ تنگ فہموں کے آسیب سے یقین کو گماں کے پردہ
داروں میں دیکھتا ہے۔ (۵۰) تو پردہ بنیش میں آ۔ کہ حیرت کے محبوب
کے لئے آنکھ کی تیزی کنواری عورتوں کی شرمگاہ کا پردہ ہے۔

(۱) ۵ - ۵ - ۷) مستمع۔ سننے والا۔ حدی۔ وہ گیت جو ساربان اونٹ
کی رفتار کو تیز کرنے کے لئے پڑھتے ہیں۔ مشوش۔ پریشان۔ مور آتش بودن

بے قرار ہونا۔ دست بر عناں۔ ہاتھ باگ پر ہونا یعنی جانے کے لئے تیار ہونا۔ متاع روئے دست۔ وہ حقیر مال جو لوگ گلیوں میں لئے پھرتے ہیں۔ علم گردیدن۔ ظاہر ہونا۔ خیزران۔ بید کا درخت۔ نساج۔ بننے والا۔ علوی و سفلی۔ اوپر اور نیچے کی دنیا۔ زورق۔ کشتی۔ فصول۔ چار موسم۔ بہار خزاں۔ ربیع خریف۔ اخوت۔ بھائی چارا۔ (۵۱)۔ اس حیرت سے تجھے کیا نقصان ہے۔ کہ جس کے خار بھی گلستان ہیں اور تو اس دانش سے کیا لذت حاصل کرے گا۔ جبکہ اس کا مغز بھی ہڈیاں ہو۔ (۵۲) اے عرفی اگر تیرا مخاطب تیری باتوں کو نہ سنے۔ تو خاموش نہ ہو۔ کہ وہ جو کچھ ہے۔ وہ ہے ہی۔ لیکن تو نقصان اٹھائیگا۔ (۵۳) شاعر کے لئے خاموش ہو جانا اس کا اپنا ہی عیب ہے۔ یہ غلطی ہے۔ کیونکہ بلبل کی خاموشی خزاں کے موسم میں ہوتی ہے۔ (۵۴) جب تجھے نغمہ میں لذت کم حاصل ہو۔ تو آواز کو تیز کر دے۔ اگر تو محمل کو بھاری دیکھے تو حدی کو اور تیز تر طریقہ سے پڑھ۔ (۵۵) جب تو کسی رہرو کو خستہ پائے تو میں تجھے پریشان دیکھنا چاہتا ہوں اور جب تو کسی کو روانگی کیلئے تیار پائے۔ تو بے قرار ہو جائے۔ (۵۶)۔ پردہ صورت سے باہر نکل اور معنی کے راستہ قدم رکھ۔ کہ تو ہر منزل پر پوشیدہ بھیدوں سے بھید دیکھیگا۔ (۵۷) اگر تجھے شوق امان نہ دے تو خانخاناں کی مجلس میں جا۔ کہ لوح محفوظ کے نقش اس کی پیشانی سے ظاہر پائے گا۔ (۵۸) اس کے خلق نے دنیا میں دکان سجائی ہوئی ہے۔ کہ بہشت اس دکان کی متاع روئے دست ہے (حقیر ہے) (۵۹) اگر تو اس کی نیت سے وقت گفتار واقف ہو جائے۔ تو اس کی زبان عین دل اور دل عین زبان ہے (۶۰) اگر اختلاف کی ہوا سے اس کے قید کی آگ بھڑکے تو آسمان کے وجود پر ہر بال خیزران کی طرح ہوگا (۶۱) اس کے ارادے کے گھوڑے کیلئے آسمان کی تیزی باگ دیکھے گا اور اس کی عقل کی تلوار کے لئے جوہر اول فساں ہوگا۔ (۶۲) اگر تو اس کے حلم کو دیکھے تو گھاس کہربائی عاجزی کا سبب ہو جائے۔ جب تو اس کا عدل دیکھے۔ تو چاند کتان کے کپڑے کا بننے والا ہو (۶۳) جب اس کی محبت جان اور تن کی دنیا کی والی ہو جائے۔ تو بس۔ تن سے امکان تن اور جان سے امکان جاں ہو۔ (۶۴) اے ثنا خواں جب تو اس کے گفتار اور کردار کی مدح پڑھے تو اس کے قول و فعل کو قول اور فعل کا ترجمان پائے (۶۵) اس کی شخصیت میں عالم بالا اور عالم معنی کی آمیزش ہے۔ اگر تو اس اور اس کی حدار نشاط چاہتا ہے۔ (۶۶) اس کی ظاہر صورت کو دیکھ تاکہ اس دنیا کو اس دنیا

میں دیکھے۔ اس کی حقیقت کو دیکھ تاکہ یہ دنیا اس دنیا میں نظر آئے۔ (۶۷) عالم سفلی کے خاندان کے فخر میں اس کی مدح نہ کر۔ تو عالم علوی میں آ۔ کہ تو فخر دودمان دیکھے۔ (۶۸) مجلس میں وہ غم دور کرنیوالا اور خوشی بڑھانے والا ہے۔ لیکن خلوت میں شادی کا دشمن اور غم کا مہربان ہے۔ (۶۹) اس کا ظاہر تشنگی سے آگ میں ہے لیکن اس کا باطن دیکھ۔ کہ سلسبیل کی نہر اس کے دل کے گلے میں رواں پائیگا۔ (۷۰) اگر دل کی کشتی کے ساتھ اس کا شوق بادبان ہو۔ تو عرفان کے بے پایاں سمندر کے کنارے کو درمیان میں ہی پالیگا۔ (۱) اگر علوت تربیت فضول کی راہزن نہ ہوتی تو تجھے اس راستے سے باغ میں لاتا کہ جہاں گل بھی خزاں میں مبتلا ہے (۲) اے عرفی دعا نے قبولیت کے ساتھ بجائی چارا کیا ہے۔ دعا کر اور ثنا کو چھوڑ دے۔ کہ دوبارہ اس کا وقت پائیگا۔ (۳) تو نے خان خاناں کی تعریف درویشی میں کی ہے۔ تو خوشامد گو نہیں ہے۔ کہ تو اس کی حشمت کو درمیاں میں لے آتا۔ (۴) تیری دعا تعریف کرنے والوں کیطرح نہیں کرتا۔ کہ اے اللہ جب تک فلاں ہے۔ تو یہ اور وہ دیکھے۔ (۵) تو خلقت کا خیر اندیش ہے۔ تیری دعا اسطرح ہونی چاہئے۔ جو تو لوگوں کے لئے سوچ۔ وہی ہو۔ (خدا کرے)

قصیدہ نمبر ۲۹

در مدح میر ابوالفتح

یہ قصیدہ بحر رمل مسدس محذوف میں ہے۔ اس کے ارکان۔ فاعلاتن۔ فاعلاتن۔ فاعلن ہیں۔

(۱) ۔ (۲) حجلہ۔ پالکی۔ بکیدن۔ چوسنا۔ الحذر۔ پرہیز۔ چراغ کشتہ بجھا ہوا دیا۔ متحرک۔ حرکت میں لانا۔ شتریاں۔ رگیں۔ فصل دے۔ موسم خزاں۔ نوا دزو بدن۔ آواز چرانا۔ ثعباں۔ بڑا سانپ۔

(۱) سپہر میں پریشان آواز نکالتا ہوں۔ جس سے بلبلیں بھی بیقرار ہو جائینگی۔ (۲) میرے لئے قضا و قدر نے پھولوں کی پالکی تیار کی۔ لیکن دیوار گلستان سے سر ٹکراتا ہوں۔ (۳) ہر کانٹے کی جڑ میں خنجر کھاتا ہوں۔ اور ہر نیش پر دوڑتا ہوں (۴) گرم خون دل کے ریشوں سے پیتا ہوں۔ زہر کا پیالہ اپنی جان کے پیالے سے پیتا ہوں۔ (۵) میرے دل کے پیالہ میں سو زہر کے سمندر ہیں۔ مجھے مرحبا ہو کہ میں نہیں آسانی سے پیتا ہوں۔ (۶) میں بہت ہی لذت دوست ہوں۔ ایک دل کے ٹکڑے

کو سونمکدانوں پہ لگاتا ہوں ۔(۷) میں وہ سچا دوست ہوں ۔ کہ ہر ہنر کے قفل کو
مہمان کے ہاتھ اور منہ پہ لگا دیتا ہوں ۔(۸) میں وہ بجھا ہوا دیا ہوں ۔ کہ اگر غم ہوئی
سے آب حیات کو آگ لگا دیتا ہوں ۔(۹) میں دنیائے فقر کا بادشاہ ہوں ۔ اور
فرمان ہجر کے نیچے مہر لگاتا ہوں ۔(۱۰) میں ہجر کا پاؤں ہوں ۔ حسرت کے راستے
پہ جاتا ہوں ۔ اور عاجزی کا ہاتھ ہوں ۔ اپنے دامن کو چاک کر دیتا ہوں ۔
(۱۱) میں اپنے مرتبہ کے بلند آواز نقارے کو نسیاں کے چھت پر بجاتا ہوں ۔(۱۲) میں
درد کا طوفان خیز سمندر ہوں ۔ جو کہ موج زن ہے ۔ اور اس کی حرکت سے رگیں
جنبش میں آجاتی ہیں ۔(۱۳) میں عالم تجرید کا پرندہ ہوں ۔ اور خزاں کے موسم میں ننگی
شاخوں کے اوپر آواز دیتا ہوں ۔(۱۴) میں باغ بہشت میں فریاد کرتا ہوں ۔ اور قید
خانہ کے کونہ میں نغمہ زنی کرتا ہوں (۱۵) جب میں اپنی فریاد کے عود پہ زخمہ لگاتا ہوں
تو زہرہ رقاصہ فلک اپنی خونچکاں آواز چھڑاتی ہے ۔(۱۶) میں سومنات میں کب
تک دوڑتا پھروں ۔ اور ایمان کے پاؤں پر تیشہ زنی کرتا رہوں ۔(۱۷) بت
پرست مجھے بہت دھوکا دیتے ہیں ۔ میں ان کے پتھر پہ تیشہ زنی کرتا ہوں ۔
(۱۸) میرے تمام مساموں سے خون کا سیلاب بہتا ہے ۔ جب سے راہوں کے
پیالے سے شراب پی ہے ۔(۱۹) شراب میری آتش طور ہے ۔ اور آفتاب
اس کا پیالہ ہے ۔ لیکن افسوس ہے ۔ کہ یہ شراب شبستان میں پیتا ہوں ۔(۲۰) اگر
میں آرام سے دم زنی کر رہا ہوں ۔ تو مجھ پر مت ہنس ۔ کیونکہ میں تو اژدہا کے منہ
میں سانس لے رہا ہوں ۔(۱۴ - ۲) گوناگون ۔ قسم قسم ۔ الوان ۔ رنگ
دشنہ ۔ خنجر ۔ گبراں ۔ آتش پرست ۔ من و سلویٰ ۔ وہ آسمانی کھانے جو
یہودیوں پہ نازل ہوئے تھے ۔ عطسہ ۔ چھینک ۔ بطلان ۔ باطل کرنا ۔ بے ستوں
ایران میں ایک پہاڑ ہے ۔ جس سے فرہاد نے نہر بہائی تھی ۔ ہلاہل ۔ زہر قاتل
عود ۔ ایک ساز کا نام ہے ۔(۲۱) میں چونکہ قسم قسم کے غموں پہ بھروسہ کئے
ہوئے ہوں ۔ اس لئے مجھے گوناگون داغ کیوں نہ ہوں ۔(۲۲) میں نقش درست
کو کچھ سمجھتا تھا ۔ اب میں بازیچہ پنہاں پہ ہنستا ہوں (۲۳) عصمت کی آنکھیں میری
فرش راہ ہوتی ہیں ۔ لیکن میں اپنے پاؤں گنہگاری کے نیش پہ رکھتا ہوں ۔
(۲۴) میرے پاؤں ہر قدم نیش پہ ہیں ۔ گویا کہ میں کیکر کے کانٹوں پہ خنجر لگا رہا
ہوں ۔(۲۵) کعبہ میرے دل کی آغوش میں ہے ۔ لیکن میں مجوسیوں کی آتش گاہ

کی قالیں نکالتا رہتا ہوں۔ (۲۶) ارکان قضا و قدر میرے ہونٹوں پر من اور سلویٰ
گراتے ہیں۔ لیکن میں اپنے صد پارہ دل کو چبا رہا ہوں۔ (۲۷) میں دمبدم کشتی کی طرح
شوقِ شکست سے اپنے سینہ کو طوفان کی موجوں پر مار رہا ہوں۔ (۲۸) وہ چھینک
جو کہ میں مغز ایمان سے لیتا ہوں۔ میرے ہونٹوں پر دمبدم خون مراد گراتی ہے
(۲۹) میں اپنے قتل کے دن کی تعظیم کرتا ہوں۔ میں عید قربان پر خنجر زنی کر رہا ہوں
(۳۰) خون کا دریا۔ آگ کا دریا اور زہر کا سیلاب پیالے میں ڈال کر ہنسی خوشی سے
پی رہا ہوں۔ (۳۱) میں شراب میں پڑا ہوں۔ اسلئے جام و سبو کو بطلان کے پتھر
پر مارتا ہوں۔ (۳۲) میں ہمہ تن گریہ شوق ہوں۔ اسلئے آتش گاہ دل سے پلکوں
کی خاشاک پر شعلے بھڑکاتا ہوں۔ (۳۳) تاکہ تیری پلکوں سے آشنا ہو جائے۔ اسلئے
آنکھوں کو نیش پیکان سے لگا رہا ہوں۔ (۳۴) تاکہ میں تیرے خیل غمزہ سے
پامال ہو جاؤں میں نے اپنا خیمہ کافرستان میں گاڑا ہے۔ (۳۵) فرہاد نے کوہ بے ستون پر تیشہ
مارا تھا اور میں کوہ بے ستوں کو مار کر جان دے رہا ہوں (۳۶) سنیئوں کے ہاتھ خوشی کے باغ میں
کھلے ہوئے پھولوں کے سر پر رکھ رہا ہوں۔ (۳۷) میرا پیالہ زہر ہلاہل سے
خالی ہو گیا ہے۔ اس لئے میں اسے شہیدوں کے خون سے بھر رہا ہوں۔
(۳۸) میں اپنے خرمن مقصود کو چشمۂ حیوان سے آگ لگا رہا ہوں۔ (۳۹) میں جو کہ
زمانے کے انتظام کے قلم سے دنیا کی تختی پر رنگ رنگ کے نقش بناتا ہوں۔ (۴۰)
افلاطون کا نقارہ ایران سے لیجا کر گیلان میں بجاؤں۔ (۴۱) اور اگر کوئی اس کا
سبب پوچھے۔ تو اس کے کان میں یہ آواز عود برہان سے ڈال دوں۔

(۴۲ - ۲۶) مولد۔ جائے ولادت۔ افہام۔ فہم کی جمع۔ اذہان۔ ذہن کی جمع
راکب۔ سوار۔ عبیر۔ ایک قسم کی خوشبو۔ ارکان۔ اربعہ عناصر۔ نظم آرائے
شروان۔ خاقانی۔ کحل صفاہاں۔ اسماعیل کمال سے کنایہ ہے۔ گوہر ارزندہ۔
قیمتی موتی۔ تن زدن۔ خاموش رہنا۔ تذویر۔ مکر و فریب۔ دستان۔ افسانہ

(۴۲) کہ وہ ولایت اس دانشور کی جائے پیدائش ہے جس کے نام سے یونان کو آگ
لگا دوں۔ (۴۳) میرا ابوالفتح کہ اس کی دانش کی تختی فہم اور ذہن کے سر پر رکھتا ہوں
(۴۴) میں اس کی طبیعت کا ذکر کرتا ہوں۔ تاکہ میں باغ رضوان کی صفات میں نغمہ
سرائی کروں۔ (۴۵) میں اس کی سخاوت کا نام لیتا ہوں۔ دریائے عمان کے
دل پر خنجر زنی کرتا ہوں۔ (۴۶) اس کا سوار میدان میں جا کر کہنے لگا

کہ سورج میری گیند ہے۔ تو میں چوگاں بازی کرتا ہوں۔ (۴۷) اس کی رائے کا سوار میدان میں آیا اور کہا کہ تمام زمانہ ایک میدان ہے۔ اور میں جولانی کرتا ہوں۔ (۴۸) عقل کہتی ہے کہ اس کے گل ایجاد کو امکان کے سر پہ لگاؤنگی (۴۹) عشق کہتا ہے۔ کہ اس کے دوست کا عبیر پیر کنعاں (حضرت یعقوب علیہ السلام) کے دماغ پر ملونگا (۵۰) اس کے مرتبہ نے کہا کہ زمانہ مجھ پہ تنگ ہوگیا۔ میں ارکان اربعہ اور آسمانوں میں چاک کرڈالوں گا۔ (۵۱) اس کی سخاوت نے کہا۔ کہ کان میں سونا چاندی نہیں رہا۔ اس لئے میں کان کی پیشانی میں سکہ لگاؤنگی۔ (۵۲) بھیڑیا اس کے زمانہ میں کہتا ہے۔ کہ میں گڈریئے کے دشمنوں کی صفوں پر حملہ کرونگا۔ (۵۳) اے آقا! جب سے تو نے میرے سر پہ سایہ ڈالا۔ میں چمکنے والے سورج کی ہنسی اُڑاتا ہوں۔ (۵۴) جب سے تو نے مجھے اپنی مجلس میں جگہ دی ہے۔ میں نے دیوار احسان پہ بھروسہ کیا ہے۔ (۵۵) جب سے نیر الطف میرا حیات آموز ہؤا ہے۔ میں جان کی معزولی پر طعنہ دیتا ہوں۔ (۵۶) اے ممدوح تو سن۔ کہ تیری مدح کی چھت سے صبح شام میں خاقانی کا طبل بجتا سنتا ہوں۔ (۵۷) میری چشم فطرت چشمہ نور ہے تو میں اصفہان کے سر پہ (کمال اسماعیل) کی ہنسی اُڑاتا ہوں۔ (۵۸) تاکہ قیمتی موتی نکال لوں۔ قوت فکری کے تیشے جان پہ لگاتا ہوں۔ (۵۹) ہر پھول جو میری طبع کے باغ سے کھلتا ہے۔ میں غلماں اور رضواں (داروغہ جنت) کے سر پہ مارتا ہوں۔ (۶۰) میں چپ ہوں عرفی نہیں ہوں۔ پھر کیوں خود پرستوں کے نعرے لگاؤں۔ (۶۱) تیرے سامنے اگر دعا بھی دوں۔ تو کیا فائدہ۔ تو ہے گا میں مکر و فریب کر رہا ہوں۔ (۶۲) میں چپ ہوں۔ یہ نغمہ آدھی رات کو مرغ سحر خواں کے ساتھ گاؤنگا۔

قصیدہ نمبر ۳

در مدح میر ابوالفتح

(۱-۲۰) یہ قصیدہ بحر رمل مثمن مقصور یا محذوف میں ہے۔ اس کے ارکان۔ فاعلاتن۔ فاعلاتن۔ فاعلاتن فاعلن ہیں۔ نابیں۔ نہیں۔ عمدہ۔ بہتر۔ نو بادہ۔ تازہ پودا۔ میوہ نورسیدہ حضیض۔ پستی۔ عصفور۔ چڑیا۔ نوشدارو۔ تریاق۔ حسود حسد کرنے والا۔ افعی۔ اژدہا۔ ام الکتاب۔ قرآن شریف۔ مصلا۔ نماز ادا کرنے کی جگہ۔ گو کنار۔ پوست۔ کلام مستدام۔ دھی۔ مربع۔ چراگاہ۔ حمل۔ ایک برج

کا نام ہے۔ نیزہ۔ سبزی۔ طناب۔ رسی۔ خنگ۔ جنگی گھوڑا۔
(۱) اے ممدوح۔ تو زمانے کے معشوق کے لئے جوانی کا زمانہ ہے۔ اور قبول ہونے والی دعا کے باغ کا میوہ نورس ہے۔ (۲) اے ممدوح تو پستی میں پڑے ہوؤں کو بلندی بخشتا ہے۔ تیری وجہ سے چڑیا کے بازو میں عقاب کا شہپر لگا ہوا ہے۔ (۳) تو زمانے کے مزاج کا تریاق ہے۔ تیری وجہ سے حاسد کے منہ میں غم کے اژدہے کا لعاب رہتا ہے۔ (۴) اے ممدوح تیری آیت جاہ نے تیری لیاقت کیوجہ سے سورہ فاتحہ کیطرح دوبارہ نزول حاصل کیا ہے۔ (۵) تیرے حاضر ہونے یا غائب میں دنیا تیرے فیض سے فائدہ حاصل کر رہی ہے۔ میں مدح اور ذم کو نہیں جانتا۔ تو آفتاب ہے۔
(۶) میں نے تجھے آفتاب کہا۔ تو سورج محبت کے مارے بے ہوش ہو گیا۔ اپنے عارض گل کے پسینہ سے اس کے دماغ پر گلاب چھڑکدے۔ (۷) تیرے دشمنوں کے بخت کی دلہن کب حاملہ ہو سکتی ہے۔ جبکہ اس کے پاؤں میں گہوارہ میں ہی خضاب لگا ہوا تھا۔ (۸) اگر گناہوں سے آلودہ دامن تیری عصمت کے سمندر میں دھویا جائے۔ تو وہ مصلائے نماز بن جائے۔ (۹)۔ تیرے دوستوں کی مجلس کے باجے کا نغمہ عیش ہے۔ اور تیرے دشمنوں کے بخت کے کو کنار کا نشہ خواب ہے۔ (۱۰) تو وحی کیطرح عقول عشرہ کے فخر کا نشا ہے۔ اور تیرے حسن قبول کا مظہر دعائے مستجاب کیطرح ہے۔ (۱۱) تیری ذات میں دولت اس طرح معتبر ہے۔ جس طرح قدم میں ہستی ہے۔ تیری طبیعت میں سخاوت اس طرح پوشیدہ ہے۔ جسطرح شراب میں مستی۔ (۱۲) تیرے مرتبہ کی چراگاہ کے ہرتول سے برج حمل ایک چھوٹا بچہ ہے۔ اور شہاب ستارہ تیرے روضہ قہر کے بید سرخ کی سبزی ہے۔ (۱۳) جب میں تیرے عدل کا نام لیتا ہوں۔ تو لفظ میں جان بھر جاتی ہے۔ جب میں تیرے جاہ اور جلال کا وصف کرتا ہوں۔ تو معنوں کا دل خراب ہو جاتا ہے (۱۴) تیرے نیزے کا پھریرا میدان جنگ میں روز حساب کے ہنگامہ میں لیلۃ القدر ہے۔ (۱۵) تیرے گلشن خلق سے بہشت کی دلہنیں جیب زلف میں سنبل اور دامان نقاب میں پھول ڈالتی ہیں۔ (۱۶) تیرے رتبے کے خیمہ کی وسعت کہاں۔ اور لامکان کہاں اور قدر کی فضا میں طنابیں کھینچ لے۔ (۱۷) ایسے ممالک جہاں امور سلطنت کا انتظام تیری معافی سے چلتا ہے۔ وہاں پرہیز کے تسموں سے گنہگاری کی جوتیاں سیتے ہیں۔ (۱۸) اپنے مرتبے کے دشمنوں کے دل کو نئی دلہن جان جسکی زلف نیم تاب آنسو اور چشم نیم خواب موت ہوتی ہے۔ (۱۹) کیونکہ سورج

تیری رائے سے رشک کیوجہ سے پیچ و تاب کھا رہا ہے - اسلئے اب زمین پر رشتہ نور باقی نہیں رہا - (۲۰) چاند تیری پابوسی کے شوق سے اپنا دل کھا رہا ہے - تاکہ تیرے گھوڑے کیلئے سنہری رکاب لے آئے -
(۱۲ - ۱۹) موکب - سوار - عطارد - سیارہ جسے منشی فلک بھی کہا جاتا ہے - شاہ بیت - جو شعر تمام قصیدہ یا غزل میں عمدہ اور بہتر ہو - ہندو - غلام - تیر - ستارہ کنز الجہالت - بے وقوفی کا خزانہ - مہندس - علم ہندسہ جاننے والا - محضر - ایسا کاغذ جس پر اتفاق رائے سے اور لوگوں سے دستخط کرائے جاتے ہیں - تجاہل - جان بوجھ کر جاہل ہونا - زہرہ - سیارہ جسے رقاصہ فلک کہتے ہیں - زحل - پاسبان فلک کہتے ہیں
(۲۱) جب تیری مطلب شگاف ہمت سوال کرتی ہے - تو تر زبان بھی تمنا کیطرح جواب میں خشک ہو جاتا ہے - (۲۲) آسمان تیرے کوٹھے کے نیچے سے کہتا ہے - اے عالی مکان! جوہر کل تیری دہلیز پر کہتا ہے - اے عالی جناب - (۲۳) تیرے محل کے ارد گرد چکر لگانا میرے لئے قبولیت حج کا درجہ رکھتا ہے - تیری رائے کا سہو میرے لئے رائے صواب کا مرتبہ رکھتا ہے - یہ دو شعر قطعہ بند کیصورت میں ہیں - آسمان کیلئے طواف اور جوہر کل کیلئے رائے مراد لیا گیا ہے - (۲۴) میں نے حرماں کے گوشہ زنداں میں ایک قطعہ کہا ہے - میں تیرے سامنے پڑھتا تو ہوں - لیکن مجھے خطاب میں غائب جاننا - (۲۵) میں آپ کے موکب ہمایوں سے محروم ہوں - میرے ہاتھ باگ سے اور آنکھیں رکاب سے محروم ہیں - (۲۶) اگر آسمانوں کی گردش بگڑ نہیں جاتی - تو میں عطارد اور آسمان کو جدا کیوں دیکھ رہا ہوں - (۲۷) میں نے اپنے آپ کو عطارد کہا - تو میرے دشمن حسد کرنے لگے - اور ان کے ہونٹوں سے زہر خندہ کا لعاب بہنے لگا - (۲۸) اے حاسدو اگر میں عطارد نہیں ہوں - تو کون ہوں - آسمان میری رانوں کے نیچے اور میری بغل میں کتاب ہے - (۲۹) ایوان فطرت کا تختگاہ میرا صفحہ فرہنگ ہے - میرے دیوان فکرت کا انتخاب میری طبیعت کا شاہ بیت ہے - (۳۰) میرے مستانہ نغمہ نے ترک فلک کو مست کر دیا - میرے منہ ڈسنے فلک کو یہ شراب کس نے دی ہے - (۳۱) اے عرفی اپنی باگ روک لے اور مستوں کی طرح لافیں نہ مار - تیری ترکتازی بھی مسلّم ہے - اور تیری لافیں بھی درست ہیں -
(۳۲) اس کڑوی آواز سے اپنے ہونٹ کوثر کے چشمہ میں دھو - پس ایسا قطعہ ادا کر جس سے خالص شہد ٹپکتا ہو - (۳۳) اے آفتاب لامکان میں سیر کرنے

والے۔ اور دنیا کو آراستہ کرنے والے ستارے۔ باغ بہشت بھی تیرے فیض سے آب و تاب حاصل کرتا ہے۔ اس زمانہ میں جب کہ تو نے اپنی عمدہ رائے کو دنیا کی آرائش سے ظاہراً معطل کر دیا تھا (۳۴) (۳۵) عالم اور جاہل اس لئے غالب بے رہے ہیں۔ ایک تو بے قوفی کے خزانہ سے زر دوسرا کتاب کے علم سے۔ (۳۶) عقل مند۔ دانا اور اندھا بھی اپنے قیاس میں اس کے نقش کو پتھر پہ اور بنیاد کو پانی پہ رکھتے رہے ہیں۔ یعنی عقل مند نقش بر سنگ اور جاہل نقش بر آب کرتے رہے ہیں (۳۷) میں جو علم کا حکم انداز ہوں میں نے ایک تیر زدہ میں جوڑا وہ ابھی کمان سے نکلا ہی نہ تھا کہ میں نے صید مقصود کیا ب کر لیا۔ (۳۸) میں نے کہا یہ ناداں اور عقل مند یعنی ذرہ اور چمگادڑ کون ہیں جو عرفی سے سورج کے بھید کو کھولنا چاہتے ہیں (۳۹) سورج کا یہ شیوہ ہے۔ کہ اس حکمت لشت میں کبھی پردے میں چلا جاتا ہے۔ اور پھر پردے کو کھول دیتا ہے (بھی میں نے یہ مثال کوتاہ بین عام لوگوں کے ساتھ بیان کی۔ ورنہ دنیا کو آراستہ کرنے والے آفتاب کا حسن پردوں میں ہے (۴۰) وہ علم ہندسہ جاننے والا جس کی نظر ہمیشہ دنیا کو احاطہ کرنے والی ہے۔ وہ اس حقیقت کو جانتا ہے۔ کہ سورج رات کو بھی چڑھا ہی رہتا ہے (۴۲) اے حاسد اگر میں نے ممدوح کا نام اس مدح میں نہیں لیا۔ تو اس بات کا موقع ہے۔ کہ اپنے خوابیدہ بخت کیسطرح اپنے آپ کو غافل نہ بنا۔ (۴۳) تمام لوگ اور تو بھی جانتا ہے۔ کہ یہ مبارک مدح صدق کی دلیل کا محضر ہے جو کتاب میں نہیں سما سکتا۔ (۴۴) تو جان بوجھ کر انجان بنتا ہے۔ اور میں فاش کہہ دیتا ہوں۔ کہ ممدوح کون ہے۔ میرا ابوالفتح بے وقوفی کو جلانے والا سورج اور علم کو روشن کرنے والا بھی ہے (۴۵) جس نے دشمنوں کو مار دیا۔ اور دوستوں کو زندہ کر دیا۔ اب میں دعائے مستجاب کی طرف جاتا ہوں۔ (۴۶) جب تک فنا صرف کاٹنے میں لگی ہوئی ہے۔ اور جب تک زندگی کارگاہ انقلاب میں رونق دیتی ہے۔ (۴۷) تیرے دشمنوں کی عمر شبگیر فنا کی ہم عنان رہے۔ تیرے اقبال کا زمانہ لقا کا ہمرکاب رہے۔ (۴۸) تو عیش کر۔ کیونکہ ہندوستان میں تجھے تمام اسباب ناز و نعمت میسّر ہیں۔ (۴۹) تیری مجلس کے لئے زہرہ قوال اور نحل مگس براں ہو۔ ابر نیساں تیرا آب دار اور سورج تیرا نوکر ہو۔

قصیدہ نمبر ۱۳

در مدح میر ابوالفتح

یہ قصیدہ بحر خفیف مسدس مخبون محذوف میں ہے۔ اس کے ارکان۔ فاعلاتن۔ مفاعلن۔ فاعلن ہیں۔

(۱ - ۲۳) میمون۔ برکت والا۔ ملک۔ بالکسر۔ ملکیت۔ انقطاع۔ کاٹ ڈالنا رفطنت۔ دانائی رعقل فعال۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کرگسان گردوں۔ آسماں کی گدھیں۔ آسمان پر دو ستارے ہیں۔ ایک کا نام نسر طائر جو اڑتی گدھ کی مانند ہے۔ دوسرے کا نام نسر واقع ہے جس کی شکل پر سمیٹی گدھ کیطرح ہیں۔ مضغہ۔ لوتھڑا گوشت کا۔ ربع مسکون۔ آباد دنیا ابیرہ۔ استر کی ضد۔ قاقم۔ سفید رنگ کا جانور جس کا پوستین لطولیماکل استعمال ہوتا ہے۔ شبہ۔ مانند۔ اکسون۔ سیاہ رنگ کا ریشم۔ عروق رگیں ذوالنون۔ حضرت یونس علیہ السلام کا لقب۔ اور ایک ولی کا نام ہے۔ جو کہ مصر کے رہنے والے تھے۔ (۱) اے مالک تجھے عید مبارک ہو۔ اور عید بھی تیرے چہرے سے مبارک ہو۔ (۲) جو متاع کہ بہشت کی ملکیت ہے۔ تیرے راندان کی مرہون رہے۔ (۳) تیری دہلیز زمانے کی پناہ ہے۔ تیری آستین بھی کلاہ گردوں ہو (۴) تیری شوکت کا حاصل نہ ہونا فریدوں کے سینہ کا نشتر ہو۔ (۵) تیرے دشمن کی عمر کا خاتمہ شبخوں کے خنجر کا جوہر رہے۔ (۶) جو شراب کہ افشا کے خم میں ہے تیرے قلم کے نزدیک ہو۔ (۷) ہر سراب جو دنیائے بخشش میں ہے۔ وہ تیرے علم کی نمی سے جیجوں بن جائے (۸) تیری دانائی پر علم دیوانہ ہے۔ لوح محفوظ بھی دیوانہ ہو۔ (۹) صورت تیری بینائی سے احسان مند ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی ممنون رہیں۔ (۱۰) زمانے کا لباس دھونے کے لئے تیرا پاکیزہ کرنے والا عقل صابون ہو۔ (۱۱) تیرا عقل مند قلم رموز عیسٰی علیہ السلام کے خاندان کے لئے خاتون ہو۔ (۱۲) تیری دولت اور زمانے کا دورہ جسم و جان اور لفظ و معنوں کی طرح لازم ملزوم ہوں۔ (۱۳) فتنے۔ حوادث اور دشمن۔ زخم۔ خون۔ افیم اور خواب کی طرح ہوں۔ (۱۴) تیرے حاسد کی لاش تیری زندگی کے زمانہ میں آسماں کی گدھوں کی خوراک ہو۔ (۱۵) تیرے دشمن کے گوشت کا لوتھڑا

وفات کے بعد دنیا کا صدر ایوان ہو (۱۶) اگر تیرا سایہ اس کا زہرہ نہ ہو تو صبح کی قاقم کی طرح ہو سیاہ (۱۷) اگر سرد خون والا تیغ پر جوش زنی کرتا ہے۔ وجود کی رگوں سے باہر ہو۔ (سرد خون سے مراد بے مہر ہے) ۱۸ تیرے دشمن کی روح جو زندہ در گور ہے۔ فتنہ کے پاؤں کے نیچے مدفون ہو (۱۹) تیری سخاوت کیوجہ سے لالچ کا ہاتھ تیغ قارون کے گریبان میں ہو۔ (۲۰) تیرے روزگار ہمت کے وعدہ کا دل عمر کے کوتاہ ہونے کیوجہ سے خوش ہوتا ہے (۲۱) تیری پاک ذات جو دانائے علم ہے۔ کمال ذوالنون سے محصول حاصل کرے (۲۲) آپ کا نام جو امیر ابو الفتح ہے۔ کلام موزوں کو تاج بخشنے والا ہو (۲۳) تیری دولت کے حسن کے تماشا کرنے میں زمانے کی لیلیٰ مجنوں ہو۔

(۲۴ - ۲۷) - طاعون - ایک وبائی بیماری کا نام ہے - بابل - شہر کا نام - قانون - ساز کا نام - محسود - حسد کیا ہوا - در مکنوں - خالص موتی - خسک - گوکھرو داور - حاکم - کن - ہو جا - منفصل - جدا - بے چوں - بے مثل خداوند کریم -

(۲۴) تیرے دشمن کے دیار وجود میں عافیت کا مزاج طاعون سے بدل جائے (۲۵) اگرچہ اور چاند لعل اور موتی تیری معجون کے اندر گھس جائیں (۲۶) تیرا دشمن خستہ اور پریشان رہے۔ اگرچہ یہ فضول ہے کہ بابل کے جادو نفس پر جھاڑ پھونک کیجائے (۲۷) تیرا حاسد اپنے طالع کی مصیبت میں پلکوں تک خون میں بیٹھا ہے (۲۸) مطرب کی مضراب جو خنجر ہے - تیرے دشمن کا سینہ قانون ہو (۲۹) یہ عرفی ہے جو جادو کی باتیں کر رہا ہے۔ اس کی تحسین کا درخت تجھ سے موزوں ہو (۳۰) جہاں کہیں اپنی فطرت کا بادل برسے۔ وہاں قطرہ بھی در مکنوں کا محسود ہو (۳۱) - اس کی دانش کی مسند کی ہوس افلاطون کے بستر کے لئے گوکھرو بن جائے (۳۲) - میری طبع پر آفریں ہو - اور تیرے فیض کا منہ بھی سرخ ہو (۳۳) اے داور جو دولت تجھ سے لازم ہو رہی ہے: میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہیں اسے کیا کہوں - (۳۴) اگر قضا و قدر اسے بڑھا سکے۔ تو حد امتناع تک بڑھا دے (۳۵) اگر یہی حد افزائش ہے - تو ہمیشہ اسی طرح رہے (۳۶) - اگر آسمان تیری اطاعت کے لئے تیار نہ ہو - تو کن کا کاف نون سے جدا رہے - (۳۷) میں قصیدہ کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں - کہ تیرے سر کو ہمیشہ خداوند کریم کا سایہ پرورش کیا کرے -

قصیدہ نمبر ۳۲

منقبت امیر المومنین علیہ السلام

یہ قصیدہ بحر مضارع اخرب مکفوف مقصور یا محذوف میں ہے۔ اس کے ارکان۔ مفعول۔ فاعلاتن مفاعیل۔ فاعلات یا فاعلن ہیں۔

(۱ - ۱۵)۔ سطح حفیض۔ پست سطح۔ مماس۔ چھونے کی جگہ۔ منقار۔ چونچ گوشوارہ۔ بالی جوالیش۔ اس کے گرد میں۔ اقتباس۔ نور حاصل کرنا۔ عطاس۔ چھینکنا۔ از جا جستن۔ اچھل پڑنا۔ ددل اساس کمزور بنیاد والی۔ صرفہ۔ بخل۔ فائدہ۔ نحاس تانبا۔ منبد۔ عطف۔ سنجاف۔ زحل۔ ساتویں آسمان پر سیارہ ہے

(۱) یہ بارگاہ اس کی ہے۔ کہ لوگ بے دھڑک کہتے ہیں۔ کہ آسمان کی بلندی تیری سطح حفیض کو چھو رہی ہے۔ (۲) قیاس کے پرندہ نے سستی کی وجہ سے اسکے پہلے دریچہ پر ہی ہزار بار اپنی چونچ کو بند کیا ہے۔ (۳) عرش نے اس بارگاہ بلند مرتبت کے لئے ایک جبڑا اوڑ آویزہ تیار کیا جس سے وہ علو شان التماس کرتا تھا۔ (۴) نہ سایہ نے اس کے لباس کو سیاہ کیا ہے۔ اور نہ ہی سورج نے زر اندود کیا۔ (۵) وہ نور جو اس کے اردگرد برستا ہے۔ تو سورج بھی اس سے روشنی حاصل کر لیتا ہے۔ (۶) اگر بادِ نسیم وہاں کی ہوا کو سونگھ لے تو نوبہار کو چھینک کی بیماری ہو جائے۔ (۷) آسمان نے مجھے کہا۔ کہ آپ بتائیں یہ کیا منظر ہے۔ کہ اس کی بلندی کا نشان نہ وہم بتاتا ہے۔ اور نہ ہی قیاس۔ (۸) میں نے کہا کہ عرش ہے۔ تو آسمان جگہ سے اچھل پڑا۔ اور ہونٹ کاٹتے کہنے لگا۔ معاذ اللہ یہ کیسی دوں طبعی ہے۔ (۹) تجھے شرم آنا چاہئے۔ کہ کیا ہی کرسی اور کیا ہی عرش میں نے بارہا کہا ہے۔ کہ اے پایہ ناشناس ذرا سوچ سے بات کیا کر۔ (۱۰) یہ بلند مرتبہ محل اس امام زمانہ کا ہے جسے وجہ پیدائش کہا جاتا ہے۔ اور اس کا نام علی کرم اللہ وجہ ہے۔ (۱۱) جس جگہ اس کا لطف عمل کیمیا کرتا ہے۔ تو وہاں سونا تانبے سے التماس طلائیت کرتا ہے۔ (۱۲) وہ کیفیت قضا جس کا نام اونگھ رکھا ہے۔ وہ ایک معجون ہے۔ جو اس کے دشمن کی بے وقوفی اور شور سے مرکب ہے۔ (۱۳) آپ کے اخلاق کی ولہنوں کی چوٹی کی خوشبو نسیم اور صبا کے دماغ میں چھینک دے رہی ہے۔ (۱۴) اگر قضا و قدر آپ کی بڑائی کے قد کے مطابق لباس سیئیں۔ تو اطلس فلک اس کے دامن کے سنجاف کیلئے بھی پوری نہیں ہے۔ (۱۵) جب دشمن نے تیری دانائی کو معلوم کیا۔ تو اس نے زحل ستارے سے کہا۔ کہ میرے بخت کیطرح سو جا۔ اب تو پہرہ داری سے فارغ ہو گیا

(۱۶ - ۲۹)۔ مرئی۔ دیکھا ہوا۔ احتباس۔ قید رکھنا۔ گرمابہ۔ حمام۔ سمند۔ گھوڑا شعشعہ۔ شعاع۔ چمک۔ قطاس۔ بالوں کا بنا ہوا ہار جو گھوڑے کے گلے میں ڈالتے ہیں

بوفراس - شاعر کا نام ہے - نسناس - بن مانس - غاشیہ - زین پوش - واژگونہ طاس
آسمان سے مراد ہے - آس - چکی - (۱۶) آپ کی ضمیر کے صیقل کئے ہوتے
ہوئے آئینہ میں عکس کیطرح بن مانس کی صورت نظر آجاتی ہے - (۱۷) اگر چاند آپ کے ضمیر سے
نور حاصل کرے - تو رات اور دن کی نسبت الٹی ہو جائے - (۱۸) اگر تیری معافی حکم حبس
توڑ دے - تو معشوقوں کی زلفیں دل کا شکار نہ کریں - (۱۹) آپ کی حفاظت اگر سمندر میں
ندائے اماں دیدے - تو پانی کی سطح شعلے کو چھپا لے - (۲۰) آپ کی شان و شوکت کے جہاں
کے حمام کیلئے سورج اور چاند پیالہ اور ساتواں آسمان طاس بنتا ہے - (۲۱) تیرے
مرتبہ کیلئے آسمان ایسا گھوڑا ہے - کہ شعاع آفتاب اس کے گلے میں بالوں کا ہار
بنی ہوئی ہے - (۲۲) اے بادشاہ میں ایسا زبردست شاعر ہوں - جب طبع کے
گھوڑے کی زین کس لیتا ہوں - تو بوفراس عاجزی کا غاشیہ اپنے کندھوں پر اٹھا
لیتا ہے - (۲۳) کوئی شاعر بھی نظم کی دنیا میں میری طرح فرماں روائی نہیں رکھتا تھا -
یہ بات ظہیر فاریابی کو بیدھڑک بھی جا سکتی ہے - (۲۴) غیر کی طرز کلام کیسی اور یہ
میری روش کیسی - بن مانس کو کوئی بھی انسان کی قسم سے شمار نہیں کر سکتا - (۲۵) میرے
شہر میں حاسد کے ناخن کیا کام کر سکتے ہیں - خوشہ پروین درانتی کے ظلم سے بے خوف
ہے - (داس - درانتی) (۲۶) میری نظم اور حاسد کی نظم میں اتنا فرق ہوتا ہے - جتنا کہ
امید اور ناامیدی کے درمیان ہوتا ہے - (۲۷) اے عرفی بیہودہ بکواس بہت کر
چکے - اب خداوند بزرگ کے دربار میں دعا کے ہاتھ اٹھاؤ - (۲۸) تیرے موافق کی
زندگی کا پیالہ تک یہ آسمان ہے - لبریز رہے - (۲۹) تیرے مخالف کی مراد کی کھیتی بے خوشہ
رہے جب تک کہ دانے چکی کے منہ میں آٹا ہوتے رہیں -

قصیدہ نمبر ۳۳

در صفت کشمیر

یہ قصیدہ بحر ہزج اخرب مکفوف محذوف یا مقصور میں ہے - جس کے ارکان
مفعول - مفاعیل - مفاعیل - فعولن ہیں -

(۱ - ۷) شاہد - معشوق - حجلہ - پالکی - بلبل شیراز - عرفی - فانوس - جس میں
شمع رکھکر جلاتے ہیں - جھاڑ - مقنع - اوڑھنی - لمعہ - کرن - رضوان - داروغہ جنت
جگر - جھکڑ کی فارسی ترکیب - حربا - گرگٹ - (۱) ہر سوختہ جان اگر کشمیر میں چلا

جائے۔ اگر مرغ کباب شدہ ہی کیوں نہ ہو۔ اس کے بال و پر نکل آتے ہیں (۲) اس
کے فیض ہوا کو دیکھئے۔ اگر ٹھیکریاں بھی ہوں۔ تو وہاں گوہر ہو جائیں۔ تو اس کے گوہر
یکتا کا کیا کہنا۔ (۳) ایسے موسم میں باغ کے صحن میں لطف ہوا سے چاشت کے
وقت نسیم سحر چل رہی ہے۔ (۴) بلبل خاموش ہے باغ کا دل گرفتہ ہے۔ اس کا کیا
قصور ہے۔ محمل گل دبیر سے آیا۔ (۵) پھول بھی کیا کرے۔ بادِ صبا نے چاہا۔ کہ عرفی
کشمیر کیطرف آئے۔ تو پھول کھلنے شروع ہو گئے۔ (۶) شاہد گل سے کہدو۔ کہ ایک
ہفتہ حجلہ کو خالی رکھے۔ تاکہ عرفی اس باغ میں آجائے۔ (۷) پھول نہ کھلے۔ لیکن اگر
مثال کیطور پر رگ شاخ پہ پاؤں رکھدوں۔ تو خون گل کمر تک آجائے۔ (۸) اب وقت
آگیا ہے۔ کہ پھول اپنے رخسار سے اوڑھنی اتار دے۔ اور فانوس سے چراغ کیطرح
باہر نکل آئے۔ (۹) اب وقت ہے۔ کہ گل مہتاب قصب۔ شاخ کو پھاڑ دے۔ اور اس کی
کرن سے سیب زرد و لعل تر بن جائے۔ (۱۰) فردوس کبھی دروازہ کشمیر پہ کھڑی ہے
۔ اگر کوئی مدعی دیکھنے والا ہے۔ تو وہ آجائے۔ (۱۱) اگر زال فلک زیبائے کشمیر کو
جو باعث عشوہ ہے لے کر آئے۔ تو میں اس سے خرید لوں۔ (۱۲) یہ تمام سبزہ
ہی سبزہ۔ چشمہ۔ لالہ و گل کی شرح گفتار میں نہیں آسکتی۔ (۱۳) چشمہ ایسا ہے
کہ اگر رضوان پیاسا ہو کر اس کیطرف جائے تو کوثر بھی تیز تر اور تشنہ تر ہو کر
اس کے پیچھے آجائے۔ (۱۴) گل لالہ کو پتھر کے تراشنے سے دہن تیشہ اور پتھر کے
سوراخوں سے نکلتا ہے۔ (۱۵) وہ ہوا جو ہندوستان میں جھکڑ کی صورت میں چلتی
ہے۔ وہ کشمیر میں چاشت کیوقت شبنم گل سے گرد اجھاڑتی ہے۔ (۱۶) گرگٹ
کا یہ خیال کبھی نہیں ہوتا۔ کہ سورج نکلے۔ تاکہ تابش خورشید سے رنگ گل پھیکا
نہ پڑجائے۔ (۱۷) اگر ساغر چینی ہوا سے پتھر پہ پڑے۔ تو کوئی خوف نہیں ہے۔ کیونکہ
جذب رطوبت سے پتھر بھی پانی ہو گیا ہے۔

(۱۸ ۔ ۲۳) مصحت۔ ٹھوس۔ بھرا۔ بھرا ہوا زخم۔ بوک۔ شاہد۔ نکہت
۔ خوشبو۔ مکش۔ دبیر۔ والہ۔ عاشق۔ اپیاشتن۔ بھرتا۔

(۱۸) اگر کوئی سنگدل درخت کانٹے کیطرف مائل ہو۔ تو اسے دو زخم لگانے کی ضرورت
نہیں ہے۔ (۱۹) کیونکہ نشو و نما کے زور سے دوسرا زخم لگنے سے پہلے پہلا زخم بھر
جاتا ہے۔ اس لئے کانٹا محال ہے۔ (۲۰) کشمیر ایک ایسا فریب دہ بہشت ہے۔ اگر
شبلی بھی آئیں۔ تو اپنے عبادت خانے کو دوزخ ہی کہیں۔ (۲۱) کشمیر موز کے پروں کی

طرح ہے۔ کہ جب پر جھاڑتا ہے۔ تو ہر لمحہ ہر رنگ دیگرہی دکھائی دیتے ہیں۔(۲۲) یہ ایک ایسی خوبصورت دلہن ہے جس کا حسن ہر گھڑی دیکھنے سے بڑھتا ہے۔(۲۳) ہر گھڑی جب دلہن کیطرح کشمیر شاداب اور ترو تازہ نظر آتا ہے۔ تو بغل کھولو۔ شاید یہ دلہن بغل میں آجائے۔(۲۴) جس وقت باد صبا اس کے باغ سے جلوہ گر ہوتی ہے۔ تو مجھے اپنے آقا کی مجلس اور اپنی روش یاد آجاتی ہے۔(۲۵) جب مجھے بوئے گل آتی ہے۔ تو مجھے اس کی مجلس یاد آجاتی ہے۔ تاکہ بوئے گل ہی مایہ سود در دسر بن جاتی ہے۔(۲۶) اے بادشاہ جب عرفی تیرے سفر کے ارادے سے بیحد شوق آتا ہے۔ تو کشمیر بوقت رخصت،(۲۷) چھ طرفوں سے رونا شروع کر دیتا ہے۔ کہ مت جاؤ۔ کہ یہ فصل اور تین اور فصلیں گذر جائیں۔(۲۸) لیکن کشمیر اگرچہ نمونہ بہشت ہے۔ لیکن میں تیری جناب میں آئے بغیر رہ نہیں سکتا۔ کہ پھل کا وقت آجائے۔(۲۹) کشمیر اس پہ عاشق ہے۔ اور وہ کشمیر پہ عاشق ہے۔ لیکن اتنا نہیں کہ آنکھوں کی راہ اس کے دل میں آجائے۔(۳۰) جس وقت اسے تیری پیشانی نظر آجائیگی تو اسکا کام رونے کے چشموں کو بھرتا ہے۔(۳۱) وہ ڈرتا ہے کہ اس زمین میں تیرے شوق سے روئے تو اس کا خون جگر گل بن کر نکل آئے۔(۳۲) کیونکہ اُس کی آب وہوا بہت ہی ملائم ہے۔ اسلئے مجھے ڈر ہے۔ کہ اس کی صبح کی آہ بے اثر ہو جائے۔(۳۳) تیرا حکم اسے کشمیر میں لے آیا۔ ورنہ کب اس سرزمین سے اسی زمین میں آنا۔(۳۴)۔ وہ آتا ہے۔ اور اس رشک سے جلتا ہے۔ کہ کشمیر کو جب اس کا آنا معلوم ہوگیا۔ تو پیچھے پیچھے آجائیگا۔

قصیدہ نمبر ۳۴

در موعظت و ترک خود رائی

یہ قصیدہ بحر مضارع مثمن۔ مکفوف مقصور یا محذوف میں ہے۔ اس کے ارکان۔ مفاعلن۔ فعلاتن۔ مفاعلن۔ فعلان ہیں۔

(۱ - ۱۶) علم لدنی۔ وہ علم جو بلا تعلیم محض فیض الٰہی سے حاصل ہوتا ہے جنین۔ وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں ہو۔ مشک۔ جالی۔ عین۔ بالکسر عینا کی جمع ہے۔ وہ عورت جس کی آنکھ کی سفیدی حد درجہ کی سفید اور سیاہی حد درجہ کی سیاہ ہو۔ کیش۔ مذہب صرفہ۔ فائدہ۔ رخش۔ گھوڑے سے مراد ہے۔ رستم کے گھوڑے کا نام ہے تشنیع۔ برا کہنا۔ طعنہ دینا۔ دل جو ہر اندیشہ کی کوشش سے دین کے بھید دل

کومت کھول۔ (۲) بہشت لمبی لمبی باتیں بیان کرنے والوں کے لئے نہیں ہے (۳) اس لئے مشاہدہ کا دروازہ میوہ چین پر مت کھول۔ (۳) اگر تیرے قلم سے علم لدنی ظاہر ہوتا ہے۔ تو ظن کی مثال ظاہر کر۔ یقین کا چہرہ مت کھول (۴) راز دل ہم نشین پر ظاہر کر دے۔ بیگانوں سے مت کہو۔ اور اگر ہم نشین بھی طماع طبع ہے۔ تو اس پہ ظاہر نہ کر۔ (۵) وہ ابھی رحم میں ہے جس کی دایہ طبع ہے۔ تو جس کی آنکھیں سر ازل کے سامنے مت کھول۔ (۶) ہر وہ گرہ جو تیرے ہونٹوں پہ راز کے پوشیدہ رکھنے کیلئے لگائی جائے۔ تو واپسیں تیز سانس کی کاوشش میں بھی اسے مت کھول (۷) دنیا اور جو کچھ اس میں ہے۔ مہربانی کر۔ اور دروازہ بند کر دے۔ اس لئے لڑائی جھگڑے کا دروازہ حکمت آفرین کے ساتھ مت کھول (۸) بہشت تنگ عیش لوگوں کا ماحضر ہے۔ ان کے لئے اپنے ماتھے سے بل کو مت کھول۔ (۹) ہمت کے طعنہ کا تیر نشانہ طلب کرتا ہے۔ اس لئے پلکوں کی جالی حورعین پر نہ کھول۔ یعنی حور کی بھی خواہش نہ کر (۱۰) اگر تو حدوث کے مذہب کیمطابق عمل کریگا۔ تو ہرگز عافیت پسند دل کے کام سے گرہ نہ کھول (۱۱) اگر تیرا دل عافیت کی خرابی سے تنگ ہے۔ تو ہزار قسم کی آبادی چھوڑ دینا۔ لیکن دل کو اس تنگی سے آزاد نہ کرنا (۱۲) اگر تو حدوث کی کوشش سے ملک قدم کی طرف جا رہا ہے۔ تو تو اسطرف دوڑ۔ اور ہم نشین دول ہمت لوگوں پہ آنکھیں نہ لگا۔

(۱۳) ایسا دریچہ جس سے غم سر باہر نہیں نکالتا۔ تو اس میں بھی غمناک دل کے فائدہ نہ دیکھ یعنی دل کو ہمیشہ غمگیں ہی رہنے دے (۱۴) تو خوشی کے مراتب کو پہچاننے والا ہو۔ یعنی جس گھڑی وہ چہرہ گرد غم سے آلودہ نہ ہو۔ تو اپنے ماتھے کو مت کھول (۱۵) اگر تو چشمہ کوثر کی طرف پیاسے کیطرح پہنچے۔ تو نیچے نہ اتر۔ اور اگر تو اترا بھی تو گھوڑے سے زین نہ اتارنا۔ (۱۶) اگر مرد راہ حقیقت ہے۔ تو چودگی تکلیف نہ اٹھا۔ تو آسمان سے زمین پر طعنوں کا دروازہ نہ کھول۔ یعنی اہل آسمان کا غصہ برداشت نہ کر (۱۷) جان اور دل سے عقدہ کھول دے۔ کہ موقع جاتا رہا ہے۔ اور مادطین کے اسرار سے گرہ نہ کھول (۱۸) دل کے ہاتھ سے جان نے دروازے سے حقیقت کا تالا کھول دے۔ اور ہر وہ دروازہ جو اس کے سوا بند ہو۔ اسے مت کھول۔

(۱۹) ۔ (۳ ۳) ۔ قدم ۔ مراد جان ۔ حدوث مراد روح ۔ دوتال ہم نشین اعضا و جوارح سے مراد ہے۔ چشمہ کوثر معشوق حقیقی ۔ تشنہ لب ۔ عاشق ۔ نظم و نثر آرائش سے مراد ہے۔ مشہور جمع شہر کی۔ جیسے سنین سن کی جمع سال مذاہب۔ عابد تر سیلاں

بوقلموں۔ رنگ برنگ ۔ زادہ خرد۔ کلام ۔ ہزل ۔ بیہودہ کلام ۔ (۱۹) الیا دل جو افتادگی سے خوش ہو۔ اس لئے رعونت اور تکبر چھوڑ دو ۔ (۲۰) الیا دل کر صحبت عشق اس کا مایہ طرب ہو۔ اسے دنیا کی آرائش پر خوش نہ کر (۲۱) غنچہ لالہ میں صرف آب و رنگ ہے کیا حاصل ہوتا ہے ۔ اسے کہدو کہ چنبیلی کی سامنے بند قبا نہ کھولے ۔ (۲۲) اپنے پہلوئے دل کو غمزہ جاناں سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈال ۔ الیا دل جو کہ غم میں تنگ ہو جائے ۔ اسے مت کھول (۲۳) ایسی متاع دل جو دوست کے پاس کھولنا نہیں چاہئے ۔ اگر اس کی قیمت سلیمان علیہ السلام اپنی انگوٹھی پیش کریں ۔ تو نہ لو ۔ (۲۴) اپنی عمر کی بنا کو دوست کے لطف و کرم پر لگا دے ۔ زمانہ سے قطع تعلق کرلے ۔ حبیبوں کا دروازہ نہ کھٹکھٹا ۔ اور سائلوں کا غزوہ کر ۔ (غزوہ ۔ لڑائی ۔ مذہبی لڑائی) ۔ ۲۵ ۔ دارا کی سلطنت مشت خاک کے برابر نہیں ہے ۔ الیا دل حاصل کر ۔ جو فتح ملک چین ہے ۔ (۲۶) اگر تو شیخ و راہب سے التماع حاصل کرتا ہے سنے خوب اور زشت کے متعلق کوئی بات نہ کر ۔ اور کفر و دین کے اسرار کو نہ چھیڑ (۲۷) ۔ صفائی کے ہونٹ سادہ دلی کے بیان میں کھول دے ۔ مگر عقل کی زبان کو مہر و کینہ کی تشریح کیلئے نہ کھول ۔ (۲۸) آیت توحید کی تفسیر اور بیان وحدت کیلئے بوقلموں زبان کو بائیں و آں نہ کھول ۔ (۲۹) ہزار مردے زمین کے اوپر ہوتے ہیں ۔ ہوش کر ۔ اگر تو نے مردہ نہیں دیکھا ۔ تو زمین کا دل نہ کھول (۳۰) یہ بات میں نے لبطور نصیحت صاحب خرمن سے حاصل کی ہے سکہ بخشش کر ۔ اور خوشہ چین کا دامن نہ کھول (۳۱) مجھے ہر بات میں لہو و لعب کو چھوڑ دینا چاہئے ۔ اسلئے تو (اے مخاطب) میرے کلام پر ہزل بیں آنکھ کو نہ کھول ۔ (۳۲) اے عرفی ان شور انگیز ترانوں سے خاموش ہو جا تو بلبل کے ترانے کے ہونٹوں کو آفریں کیلئے نہ کھول ۔ (۳۳) حکمت کی رمزیں اور قدس کے بھید ظاہر ہوتے ہیں ۔ اس لئے اپنی تعریف میں عقل اولیں کے ہونٹ نہ کھول ۔

قصیدہ نمبر ۳۵

در مدح اکبر شاہ

یہ قصیدہ اکبر شاہ کی تعریف میں ہے ۔ اس کی بحر مجتث مثمن ۔ مجنون ۔ مقصور ہے ۔ جس کے ارکان مفاعلن ۔ فعلات ۔ مفاعلن ۔ فعلات ہیں ۔

(۱ ـ ۲۵) ۔ منادی ۔ ڈھنڈورہ پیٹنے والا ۔ لئام ۔ لئیم کی جمع ہے ۔ بدبخت کنجوس

وام - قرض - صائم - روزہ دار - صیام - روزے - غمام - بادل - نیام - نیند - اور شمشیر کا غلاف - حمام - کبوتر - خرخام - شیر - اغنام - گوسفند - کنف - طرف - پناہ - طعام - لگام - صلابت - سختی - لوامع - لامع کی جمع - چمک - ارزق فام - نیلا - سراپردہ - خیمہ - طیران - اڑنا - (۱) ہر طرف اس بات کی منادی دی گئی ہے - کہ اے خاص اور عام رعایا - خوشی کی شراب جائز - اور غصہ کی شراب حرام ہے - (۲) علم ہستی لی فضا عاشق کے دل اور کنجوس کی آنکھوں کی طرح غصہ سے تنگ ہے - (۳) قضا نے زمانہ کے حلق میں ایک معجون رکھی ہے - کہ قدر نے اس کے بنانے کیلئے (۴) شب نوروز میں بچوں کے دل کی خوشی اور روزوں کی عید کی صبح کو روزہ دار کے دل کی خوشی بطور قرض کے لی ہے -

(۵) زمانے کے باغ کی ہوا سیم اندام معشوقوں کے خط کی نوبہار کی طرح شگفتہ ہے - (۶) امکان کی کھڑکی سے امن کیصورت بادل کے پھٹ جانے سے عارض خورشید کی طرح ظاہر ہو رہی ہے - (۷) امن کی افیم کے نتیجہ سے شاہد تیغ سے راحت کے پہلو کو نیام کی خوابگاہ میں رکھا ہوا ہے - (۸) بیماری کے کانوں میں عدم کی آواز زمانے نے دی ہے - زمانے نے حادثہ کی آنکھ میں فنا کی سلائی پھیر دی ہے - (۹) طبیعتوں کے اتفاق سے موافقت کے آشیانے میں شاہین کی خوراک سے کبوتر کا بچہ بڑا ہوتا ہے - (۱۰) باز کے منہ سے ایک گھڑی کیلئے ملمع لباس اور خوش چال چکور کی زبان باہر نہیں نکلتی - (۱۱) غایت شفقت کی بنا پر ہرنوں کے اعضا کھجلانے کے لئے شیر اپنے ناخن تیز کرتا ہے - (۱۲) جب گوسفند کے وجود پر ہوا سے بال ٹیڑھے ہو جاتے ہیں - تو وہ بھیڑیوں کی کنگھی کے نیچے سے ہموار ہو جاتے ہیں - (۱۳) - زمانے نے عافیت کے کونے میں سیم اندام معشوق کیطرح جو کہ عاشق کے دل میں آرام کرتا ہے - آرام حاصل کیا ہوا ہے - (۱۴) بات لمبی ہو گئی - اب میں اپنی تقریر مختصر کرتا ہوں - زمانے کی باگیں بادشاہ کے عدل کے ہاتھ میں ہیں (۱۵) اس کی ہیبت کی آواز اور سختی کے نعرہ سے آسمان نے اپنی باگوں کو پھینکا ہوا ہے - اور صبا نے لگام کو توڑا ہوا ہے - (۱۶) شام کی نماز کے وقت سورج کی شعاعوں کے عکس سے نیلی فام آسمان کا دامن گل لالہ کی طرح سرخ نہیں ہوتا - (۱۷) بلکہ اس جرم کی پاداش میں کہ سورج اس کی رائے کے ساتھ معارضہ رکھتا تھا - تو قضا نے اس کا سر سربام کاٹا ہے - (۱۸) اب عبرت کے لئے آسمان اسے نیزہ بہرام پر خطہ عالم کے گرد گھماتا ہے - (۱۹) اس وقت سے کہ اس کے بلند سراپردہ ول نے اس دنیا سے ڈر سے آرام کیا - (۲۰) آسمان رات اور دن کے لبستر پر رنج حسد سے بے آرام مریض کیطرح

لوٹ رہا ہے۔ (۲۱) اور اگر تمہیں میری اس بات کا یقین نہیں آتا۔ اس کی دلیل قاطع آسمان کی نیلی رنگت ہے (۲۲) اگر اس کا دشمن خوف کی وجہ سے زرہ اپنے اوپر پہن لے۔ تو کیا فائدہ۔ اس کا مرغ روح بدن میں آرام نہیں کرتا۔ (۲۳) اگر باد صبا موجوں کا جال پانی کی سطح پر بچھا دے۔ تو کیا طائر آبی کو اڑنے سے روکا جاسکتا ہے (۲۴) اب میں ایسی گوہر فشاں نظم لکھتا ہوں۔ کہ اس کی سیاہی کے عکس نے ماہ کامل کو روشنی دی ہے۔

(۲۵) وصال کا ہرن میرے جال سے اس طرح بھاگا ہوا ہے جیسے میری آنکھ سے نیند اور دل سے آرام۔

(۲۶ - ۹۴)۔ عربدہ - لڑائی۔ رشحہ پانی کا چھڑکنا۔ سمند۔ گھوڑا۔ شہریار انام۔ لوگوں کا بادشاہ۔ برات۔ وہ لکھا ہوا جس کے ذریعے خزانے سے روپیہ حاصل کیا جاتا ہے۔ صبیہ۔ لڑکی۔ صبی۔ لڑکا۔ مشیمہ۔ وہ جھلی جس میں بچہ لپٹا ہوا ہوتا ہے۔ ارحام۔ رحم کی جمع۔ بچہ دانی۔ مطبخ۔ باورچی خانہ۔ قرص۔ ٹکیا۔ ارقام۔ لکھنا۔ بالفتح۔ رقم کی جمع۔ جائزہ۔ صلہ۔ عنکبوت۔ مکڑی۔ تنیدہ۔ تنا ہوا۔ لعاب افعی۔ زہر۔ (۲۶) میں نے اس کی طرف نہیں بھیجا۔ کہ میں ڈرتا تھا۔ کہ پیغام میری حکایت سے مطلع ہو جائے گا (۲۷) لڑائی کے موقع پر جب وہ مجھے گالیاں دیتا ہے۔ تو میں جلتا ہوں۔ کہ ناگاہ گالیاں اس کے ہونٹوں سے لذت لیتی ہیں۔ (۲۸) وہ کیا ہی نازک ہے۔ جب میں اسے جلوہ گاہ قدس میں دیکھتا ہوں۔ تو میری نظر کی گرانی اسے خرام سے روک لیتی ہے (۲۹) جب میرے خیال میں سیم اندام معشوق کا خیال آتا ہے۔ تو اضطراب دل سے میری ہوش کے پاؤں پھسل جاتے ہیں (۳۰) ایک آدھے گھونٹ سے میرے دل میں کیا شور پیدا ہو گیا ہے۔ گویا کہ اس کے نمکیں ہونٹوں سے پیالہ میں کچھ ٹپکا یا ہوا ہے (۳۱) اس کی حیرت کے زمانہ میں کبھی نصیحت خواص اور کبھی ملامت عوام سے زہر کے پیالے پیتا ہوں۔ (۳۲)۔ مجھے عرفی کے مار ڈالنے کے ذوق سے حیرانی ہے۔ کہ اس بے مہر کے دل میں کینہ نے کیوں قیام کیا ہوا ہے۔

(۳۳) اس کے ظلم کے تازیانہ ظلم سے صبر دل کا گھوڑا شہریار انام کے فرمان کی طرح باگیں پھینکے ہوئے ہے۔ (۳۴) تیری ہتھیلی سے وجود سخاوت اس طرح مشخص ہے۔ جیسے ذات صورت اور شخص نام کے ساتھ (۳۵) تیری بخشش کی ہنڈی ہر ایک آدمی کے ہاتھ میں میدان حشر میں اعمال ناموں کی طرح ہے۔ (۳۶) ذوق سخاوت نے تیرے دل میں اپنے پاؤں کو اس طرح مضبوط کیا ہوا ہے۔ جس طرح بخیلوں کے خزانے

میں سونا مستقیم ہوتا ہے۔ (۳۷) تیرے دشمن کی سلطنت کی عمارت لالچی کی دوستی اور عوام کے عقیدوں کی طرح بے بنیاد ہے (۳۸) تیرے عدل کے زمانہ میں ہوسکتا ہے کہ لڑکا اور لڑکی رحموں میں جڑواں نہ ہو جائیں۔ (۳۹)۔ تیرا دوام جاہ وہ عالم ہے جس کے ذرہ کے لئے مدت ابد ایک سکنڈ کے برابر ہے (۴۰) تیرے مرتبہ کے باورچی خانہ میں سورج اور چاند دو دیگچے ہیں۔ کہ ایک پختہ ہے۔ اور دوسری خام ہے (۴۱) قضا زبان حادثہ کو کیسے بند کر سکتی ہے۔ اگر تیری تلوار کی محبت اسے لزوم نہ دے۔ (۴۲) تیرے انتظام کے فصد کھولنے والے کے زخم نشتر سے حوادث کا دل ہمیشہ حجام کیطرح پر خون ہے۔ (۴۳) تیرے مرتبہ کے حروف کے لئے آسمان کیصورت جزم کی مانند ہے۔ اور وہ قاعدہ کے خلاف نچلی طرف لکھی ہوئی ہے (۴۴) تیرے عدل کے زمانہ میں احتیاط کے سرمہ سے ہرن کیطرح گوسفندوں کی آنکھیں بھیڑئے کے خون سے سیاہ ہیں۔ (۴۵) قاعدہ کے خلاف ہو سکتا ہے۔ کہ شکاری باز کے شکار کے ارادہ سے کبوتر بالیں (۴۶)۔ اے بادشاہ تیری مجلس میں جب میں یہ قصیدہ پڑھتا ہوں۔ کہ نظم کی سلطنت اس کے فیض سے انتظام پذیر ہے (۴۷) تو آسمان کو سزاوار ہے۔ کہ اس کے صلہ میں پر گہر جیب کے ساتھ اس زمرد رنگ کپڑے کو میرے کندھوں پر ڈالدے۔ (۴۸) ہمیشہ جب تک پردہ صبح کی مکڑی کی دم سے شعاعوں کا لعاب زمانے پر تنا جائے (یعنی جب تک صبح ہوتی رہے) (۴۹) تیرے مرتبہ کے دشمن کے حلق میں شربت مقصود کے بجائے تیری تلوار کے سانپ کا لعاب پڑتا رہے۔

قصیدہ نمبر ۳۶

در شکایت فلک

بحر ہزج مسدس مقصور میں ہے۔ اس کے ارکان مفاعیلن۔ مفاعیلن۔ فعولن ہیں (۱۔ ۱۶) ۔ نان فلک۔ سورج سے مراد ہے۔ لولو۔ موتی۔ امکاں۔ ممکن ہونا۔ فسق۔ بدکاری۔ تنبان۔ پاجامہ۔ (۱) کوئی آدمی بھی ہمارے زمانہ میں ساز و سامان نہیں رکھتا۔ کسی کے پاس اگر پانی ہے۔ تو روٹی نہیں ہے (۲) ڈھنڈورہ پیٹنے والا ہر شش جہت میں یہ آواز دیتا ہے۔ کہ مفلسی کے درد کا کوئی علاج نہیں ہے (۳) شیرینی میں سخاوت جان ہوتی ہے۔ لیکن جس کے پاس زر نہیں ہے۔ جان بھی نہیں ہے۔ (۴) آجکل بے آبی اتنی عام ہے۔ کہ بہرام (جلاد فلک) کے تیر میں آب

نہیں ہے۔(۵) حضرت عیسٰے علیہ السّلام قحط نا کی وجہ سے اپنے دسترخوان پر بغیر سورج کی ٹکیا کے اور کوئی روٹی نہیں رکھتے۔(۶) ہنرور کو روٹی کہاں ملتی ہے۔جبکہ عیسٰے علیہ اسلام آسمان پر بھی بغیر ایک روٹی کے اور کچھ نہیں رکھتے۔(۷) موتیوں کو مت ڈھونڈھ۔کہ تنگ دستی کیوجہ سے بحر عمان کی صدف میں ٹھیکری تک نہیں ہے۔(۸) میری باتیں دو سرد ل کی زبان سے ہیں۔یہ گفتگو مجھ سے ممکن نہیں ہے۔(۹) عرفی مفلسی سے اسطرح خوش ہے۔کہ تو خیال کرے۔کہ دولت پر ایمان نہیں رکھتا۔(۱۰) یہ تمام بدکاریاں افلاس کی وجہ سے ہیں۔وگرنہ خدا کی بخشش کا کوئی کنارہ نہیں ہے۔(۱۱) نعمت خانہ کا راستہ بھول گیا ہے۔وگرنہ نعمت خداوندی کا کوئی دربان نہیں ہے۔(۱۲) تو کوئی شیخ پاکدامن نہیں دیکھیگا۔کہ جس کے دامن پر بدکاری کا داغ نہ ہو۔(۱۳) کونسا سادہ رخ ہے۔کہ اس کا دامن سر کی چادر نہ ہو۔(بدکاری نہ کرتا ہو) (۱۴) شراب نے حضرت خضر علیہ اسلام پر راستہ بند کر رکھا ہے۔کہ وہ چشمہ حیواں کیطرف نہیں جا سکتے۔(۱۵) لوگ بدکاری اور گنہگاری میں اس طرح گرم ہیں۔کہ دوزخ کو شیطاں کی بیکاری کا غم نہیں ہے۔
(۱۶)۔اعمال تو ایسے ہوں اور پھر ہونٹوں سے یہ نغمہ پردازی ہو۔کہ اس بیچارے کے پاس یہ نہیں ہے۔وہ نہیں ہے۔

(۱۷ - ۳۳)۔مکافات۔بدلہ دینا۔ارزاق۔رزق کی جمع ہے۔غول۔جنگل کا چھلاوہ۔معاصی۔گنہگاری۔خذلالا۔چھوڑ دینا۔بے ساز و سامان ہونا۔تلاب آنگڑا۔بلیا۔(۱۷)۔اعمال کا بدلہ ہی خلقت کا رزق ہیں۔خواہشات نفسانی میں روح کی خوراک نہیں ہے۔(۱۸) زمانہ کیوں ان کی نگہداشت کرے۔کہ اس کی دل شکنی پر کوئی تاوان نہیں ہے۔(۱۹) دریا میں مت جاؤ۔کہ آشوب سے آجکل ایک قطرہ بھی بے طوفان نہیں ہے۔(۲۰) جنگل کو طے کر جا بیٹے سر بن خار ہیں سینکڑوں غولوں کے سردار ہیں (۲۱) جنگل کیا ہیں۔وہ دوسرا زمانہ تھا۔اب کونسا شہر ہے جس میں دیووں کا گھر نہ ہو۔(۲۲) خداوندی نافرمانی اور ناشکری سے ہزاروں عیدیں منائیں۔اور ایک بھی عید قربان نہ کریں۔(۲۳) اگر کوئی خداوند کریم کی نعمتوں کا شکر گذار ہے۔تو اس کے پاس شکریہ سوائے داستاں اور قصے کے نہیں ہے۔(۲۴) وہ آدمی شکریہ ادا کرنے میں محض ہونٹ ہلاتا ہے۔اور یہ نہیں جانتا۔کہ منعم حقیقی کی نعمتیں ارزاں نہیں ہیں۔
(۲۵) گنہگاری نفس کی بے سامانی کا سبب ہے۔ایسی حقیقت میں سخن پہ کوئی تاوان نہیں ہے۔(۲۶) ایسے برے اعمال ترک کرنا چاہئیں۔کہ روح خذلال سے کوئی آسائش

نہیں ہے۔(۲۷) وہ آدمی جو جانتا ہے اور مغلوب نفس ہے۔ آدمیوں سے اپنے عیوب پوشیدہ نہیں رکھتا۔(۲۸) جب دشمن اُس کے طعنہ میں لب کشائی کرینگے۔ تو اس کا نفس تکبر سے برداشت نہیں کریگا۔(۲۹) وہ آدمی جو جانتا ہے۔ اور بدکاری کو ترک بھی کر سکتا ہے۔ لیکن اس کے ترک کا ارادہ نہیں رکھتا۔(۳۰) اگر مومن ہو تو زنجیروں سے جکڑنا چاہئے۔ اور اگر کافر یہ بت ہے۔ تو اس میں ایمان نہیں ہے۔(۳۱) اگر کوئی جانکر ترک کردے تو خداوند کریم اسے حیران نہیں رکھتے۔(۳۲) جو آدمی نہ جانتا ہے۔ اور نہ ہی ترک کرسکتا ہے۔ تو اس کا معشوق ازل کے ساتھ کوئی پیمان نہیں ہے۔(۳۳) عرفی اس بات کو جانتا ہے۔ تو نیک بات کو سننے جا۔ اور اس پہ ہی کان لگا۔ اور اگر عرفی اس کے سننے کے کان نہ رکھتا ہو۔ تمت بالخیر

صفحہ ۱۵۵ سے آگے

قصیدہ ۲۷ - در تہنیت تولد فرزند خانخاناں

یہ قصیدہ خان خاناں کے ہاں فرزند کے پیدا ہونے کی تہنیت کے سلسلے میں لکھا گیا تھا۔ اور یہ قصیدہ بحر رمل مثمن مخبون مقصور میں ہے جس کے ارکان درج ذیل ہیں :-

فاعلاتن - فعلاتن - فعلاتن - فعلان -

(۱) میری اچھوتی طبیعت کچھ دنوں سے عدم کے پردہ میں پوشیدہ ہے۔ یعنی طبیعت کلام کہنے کی طرف متوجہ نہیں ہوتی۔ اور عقل ہر وقت اسی کے سر پہ کھڑی رہ کر اسے باہر نکالنے کے لئے کہتی ہے (۲) عفت دوشیزگی یعنی کلام تیری اس پردہ نشینی کی وجہ سے کب تک چھپا رہے۔ تیرے بعد اس کا کوئی محرم راز نہیں ہے اس لئے تو اس کی پردہ کشائی کر (۳) اے طبع! تجھے اس پردہ دنیا میں شوہر کی ضرورت نہیں کیونکہ تو باکرہ ہے۔ اور تجھے اپنے شوہر سے ہم بستر ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ البتہ ہی سب تجھے خداوند کریم نے اس دنیا میں صبر و قرار عطا فرمایا ہے کہ تیرے بغیر رہ سکوں (۴) اے طبیعت! تو جناب مریم والدہ عیسیٰ علیہ السلام کی طرح حاملہ بھی ہے۔ اس لئے تجھے مسیحائے سخن (کلام جیسا بیٹا) جننا چاہیئے۔ (۵) تو مادر کی طرح بخی ہے۔ اس لئے تجھے سخاوت کرنا چاہیئے۔ اور تو مخلوق کا تیرے دل کی کوئی قدر ہے۔ شاعر طبیعت کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ تجھے عیسیٰ جیسا جان بخش کلام کہنا چاہیئے (۵) میری طبع باکرہ نے جب یہ باتیں سنیں۔ تو اس نے ہنس کر کہا کہ جا صبر کر اور بیہودہ باتیں نہ کر (۶) ابھی تو گوشہ میں بیٹھ۔ دل پر رنج و محنت برداشت کر۔ اور اسی زمانے تک گوشہ گیری اختیار کئے رکھ جب تک تیرا مالک وہ بچہ جو پیدا ہوا ہے حکمران نہ ہو جائے (۷) اس وقت تمام خلقت خوشخبری سننے والی اور خوشخبری لے جانے والی ہوگی۔ اور تمام انعام و اکرام حاصل کرنے والے شاعر جو کہ خیرات چاہنے والے اور خزانہ پانے والے ہوں گے اکٹھے ہونے لگیں گے (۸) آسمان آراستہ ہوگا۔ اور زہرہ رقاصہ فلک اپنی زلفوں کو سنوارے گی آسمان پوشاک پہنے گا اور زہرہ خوشبوئیں لگائے گی یعنی آراستہ اور بن سنور کر تیار ہو جائیں گے (۹) اسی وقت میں بھی ناز کے ساتھ اور بناؤ سنگار کرکے باہر اور تمام عالم میں قدم رکھوں گی (۱۰) پس میرا مطلب جس کے ساتھ میں ناطق ہوں وہ میری بغل میں آجائے گا۔ وہ میری لقا کے بند کھولے گا اور میں اس کی بند کھولوں گا۔ یعنی وہ بے حجاب ہوگا۔ اور میں ہم آغوش ہونے کی آرزو کروں گا۔ (۱۱) اسی کشمکش کے ختم ہونے اور حالت حمل کے پورے ہونے کے بعد اگر تو بے باکانہ باتیں بنائے گی۔ تو بے جا نہ ہوگا (۱۲) خداوند کریم کا احسان اور شکر ہے کہ طبیعت کا وعدہ ختم ہوا۔ اور عقل اور خدا کا کام معلوم ہوئے۔ کیونکہ عقل پردہ نشین تھی۔ اس لئے اظہار مطلب سے قاصر تھی۔ اور خداوند کریم چونکہ مسبب الاسباب ہے۔ اس لئے یہ

وسیلہ پیدا کر دیا کہ مدح سرائی کی جائے۔ (۱۳) ۔ بلند اقبال بیٹا جسے قضا اپنے کندھے پر اللہ قدر
یعنی آغوش میں لئے ہوئے تھی۔ وہ پردۂ صفت الہٰی سے باہر نکلا۔ (۱۴) وہم اس کے طالع کے
متعلق پوچھنے لگا۔ کہا کہ میں عرش پر ہی رہ جاؤں۔ تو اس نے جواب دیا کہ اگر تو بہول نہ جاتے۔ تو
چلا آ۔ میں تجھے منع نہیں کرتا (۱۵) وہ ایسا خوش نصیب بچہ ہے کہ بخت نے اس کی ذات عالی صفات
کو کہا۔ کہ عظمت تمہاری ہمت کے موافق نہیں ہے۔ اس نے کہا۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ کہ تو کس
چیز سے حاملہ ہے یعنی تیرے اندر کیا کیا ہے۔ جا۔ اور اسی کو ظاہر کر جو کہ تیرے پیٹ میں ہے۔
(۱۶) اس شعر میں مادہ تاریخ ہے جس کی پیدائش کا سال وہ شاخ گل ہے جو کہ بے بدل حیو لا ثانی
ہے جس کا دولت اللہ آباد کے باغ میں کوئی ثانی نہیں ہے۔ (۱۷) اے نیک بخت لڑکے! تیرا کیا
کہنا۔ تیرے اصل کے لئے باپ کی ذات کی بزرگی اور شرف حاصل ہے اور تیرے قدم میں ہما کے
سایہ کا اثر ہے۔ ہما ایک پرندہ ہے جس کے سر سے گزر جائے وہ بادشاہ ہو جاتا ہے (۱۸) والہ
! ! تو ازل کی عنایتوں کی رمزیں جاننے والا ہے۔ اور تو مہر کی علامتوں کو ظاہر کرنے والا ہے۔
(۱۹) اے بلند اقبال! تیرا بخت بلند کیوں نہ ہو رہے کیواں بہت اونچا سیارہ ہے۔ اور تیری
نعت اصالت کی وجہ سے دنیا کو آراستہ کرنے والی ہے۔ (۲۰) صلب۔ پشت۔ تو باپ کی پشت
سے ماں کی گود میں آیا۔ اب اللہ تعالیٰ تجھے ہمیشہ باپ کے سایہ عیش اور آرام میں رکھے۔
(۲۱) یہاں سے خان خاناں کی تعریف شروع ہوتی ہے۔ خانخاناں ایسا باکمال آدمی ہے۔ کہ خداوند
کریم نے اس کی ذات کو کمال سے ہی بنایا ہے۔ وہ شناسائی گر ہے۔ اور جس شخص نے صورت کمال
دیکھنا ہو تو اسے دیکھ لے۔ مگر ایسا آدمی کون ہے۔ جو کہ خداوند کریم کی صنعت کا تماشا کرے۔
(۲۲) اس کے ناخن قدرت نے تحقیق کے پردوں کو ظاہر کر دیا۔ اور اس کی دولت کا قلم توفیق کے
چہرے کو کھولنے (ظاہر کرنے) والا ہے۔ (۲۳) حکومت اور فرماں روائی کی زیب و زینت اس
کی ٹوپی کے شکن میں پائی جاتی ہے۔ اور تمام زیبائش۔ امان اس کی بقا کی گرہ میں ظاہر ہے۔
(۲۴) اس کا دشمن اس قدر بدبخت ہے۔ کہ اس کی بدبختی کا گرد دریائے جیحوں کو بھی آلودہ کر دیتا ہے
یعنی دریائے جیحوں کے پانی سے اس کے دشمن کی بدبختی کا پیدا کردہ گدلا پن دور نہیں ہو سکتا (۲۵)
اگر اس کی عقل آئینہ وہم سے تمام زنگ دور کر دے تو وہ ایسا روشن اور صاف ہو جائے کہ عقل کی
آنکھیں بھی چند مصباح بنیں۔ (۲۶) اس کا عدل اگر بدلہ لینے کا طریقہ سکھا دے۔ تو کہربا بھی
تنکے کے پیچھے کھینچا چلا آئے۔ (۲۷) اس کا اقبال اور بخت اگر گویوں کے دل میں آ جائے۔ تو
بانسری کی شکل برگ و بار کی وجہ سے طوبیٰ کی ٹہنی بن جائے۔ (۲۸) اس کا دشمن دنیا میں اس لئے
زندہ ہے۔ کہ دنیا اس کے دشمن کے وجود و عدم دیکھنے اور نہ ہونے میں) ننگ کی وجہ سے بے

پیدا ہوگئی ہے یعنی دنیا کو اس کے دشمن کو مارنے سے شرم آتی ہے۔ (۲۹) وہ بادشاہ کا اس قدر مقرب ہے۔ کہ پیروی کرتے ہوئے تقرب کی انتہائی وجہ سے ہما کا سایہ اس کے باز تک پر بھی پڑ جاتا ہے۔ (۳۰) اگر اس کی عدالت کا قلم عدل کا چہرہ دکھائے۔ تو اعتدال کی وجہ سے نوع بشر کے تمام اختلافات معدوم ہو جائیں

نائبہ۔ حادثہ۔ واقعہ۔ برسرپا کھڑا ہونا۔ احتساب حساب لینا۔ بازپرس

(۳۱ و ۳۲) اے ممدوح۔ تیرے عدل کی وجہ سے تمام دنیا میں امن و امان طاری ہے۔ کہ یہ فتنہ و فساد پیدا کرنے والی دنیا اور یہ حوادث بڑھانے والا آسمان بھی اس کوشش میں ہے۔ کہ زمعنی نکات کی صاف شراب تیرے ہوش کو دیں۔ اس لئے وہ پردۂ دل میں قوت عقل کو صاف کر رہے ہیں (۳۳) خدا کرے کہ تیرے دوستوں کی شام بھی ایسی منور اور روشن ہے۔ کہ وہ خورشید میں لپٹی ہوئی ہے۔ اور تیرے دشمنوں کی صبح بھی تاریکی کی وجہ سے سورج کو چھپا دیتی ہے۔ (۳۴) تیری قوت ادراک کے نزدیک قضا و قدر کے تمام بھید ہاتھ کی ہتھیلی پر ظاہر ہیں۔ اور تیرے احکام کے سامنے آسمان کے احکام بھی کھڑے رہیں۔ (۳۵) اے ممدوح! تیرا دنیا کو آراستہ کرنے والا دل اور ہاتھ ہر بے سروسامان کو لطف و عطا کی وجہ سے عزت اور حرمت بخشتا ہے۔ (۳۶) اسی لئے اب وقت یہ آپہنچا ہے۔ سخاوت اور بخشش کا خاندان نکاح کے لئے لالچ اور حرص کے خاندان سے لڑکی طلب کرتا ہے۔ اور اسے کچھ شرم محسوس نہیں ہوتی۔ (۳۷) اگر تیری بخشش مختلف لوگوں کے گروہوں کی مدد نہ کرتی۔ تو احتساب محتسب کی طرح نہ ہوتا۔ یعنی نہ تو وہ اپنے عہدہ سے علیحدہ ہے اور نہ ہی وہ اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے کام سرانجام دے رہا ہے۔ (۳۸) اے حاکم عادل! جس جگہ تیرا عدل ظلم کی پردہ کشائی کرتا ہے (وہاں) معشوقوں کی آنکھ اپنی نگاہ کا زہر خود ہی چوس لے۔ حالانکہ وہ عاشق کشی ہوتی ہے۔ (۳۹) اے ممدوح! میری عجیب و غریب چیزیں پیدا کرنے والی عقل تیری تعریف اور ستائش کے لئے میرے نکتہ سرا ہونٹوں پر اعتکاف کئے ہوئے ہے۔ (اعتکاف مسجد میں گوشہ میں بیٹھ کر عبادت کرنا) (۴۰) جبکہ میری مغلوب طبیعت کی شادی اور غمی بے جا ہے اسی لئے وہ تیری مدح کے بغیر اور کسی کی مدح کا فتویٰ نہیں دے سکتی۔ (۴۱) شرف حاصل کرنے کی حرص نے ہونٹ تیری تعریف کے لئے کھولے۔ مجھے افسوس ہے کاش کہ میرا یہ عذر تیرے سامنے ظاہر ہو جاتا۔ (۴۲) نو آسمانوں کی آنکھیں میری انگلیوں کی زیارت کرنے والی ہیں۔ جس وقت کہ میں تیری تعریف کرنے کے لئے اپنے قلم کو دست آرا کرتا ہوں۔ (جب میں تیری تعریف کرنے لگتا ہوں) (۴۳) جس وقت میں تیری مدح کے کعبہ کے سامنے ماتھا رگڑتا ہوں۔ (سجدہ

کرتا ہوں تو عقل مجھے اپنی آنکھوں پہ بٹھاتی ہے اور پیشانی فرشِ راہ ہوتی ہے۔ (۴۴) میں اگر یہ کہوں کہ میری قوتِ فکر کی گل افشانی سحر نہیں بلکہ معجزہ کی مانند ہے۔ اور میری بولنے کی قوت کا بلبل الہام نہیں گاتا۔ بلکہ سر اسر وحی بیان کرتا ہے۔ تو یہ باعثِ حیرت نہیں ہونا چاہئے۔ (۴۵) میرا قلم ہمیشہ تیری طرح میں سخن جیسے [illegible] کے لئے سرنگندہ رہتا ہے۔ اور میرے کلام کی بلندی کی وجہ سے اس کا سر آسمان کے ساتھ ٹکراتا ہے۔ (۴۶) اگر میری طبع کا راہرو مسافر وادیٔ خواب کو قطع کرے تو بحالتِ خواب اگرچہ تمام باتیں لغو اور بیہودہ ہوتی ہیں۔ مگر میرے قادر الکلام ہونے کی وجہ سے وہ تمام باتیں بھی گنجِ معانی سے بھرپور ہوں گی۔ (۴۷) اے عرفی! اب دعا کا ارادہ کر اور اس مضمون کو ختم کر دے۔ اور کوئی کفارے کا ذریعہ اختیار کر اور بیہودہ بکواس نہ کر۔ (۴۸) جب تک یہ محال ہے۔ کہ چاند کو گہن سے نجات ملے۔ اور جب تک آسمان تمام لوگوں کی اغراض پوری کرنے میں لاپرواہ ہے۔ (۴۹) اس وقت تک آسمان غرض آباد دنیا میں تیری مطلب برآری کرتا ہے۔ (۵۰) تیرے دوستوں کے لئے امید اور ناامیدی دونوں مقصود انگیز ہوں۔ یعنی ہر حالت میں مطلب پورے ہوتے رہیں۔ اور تیرے دشمن وجود اور عدم کی صورت دونوں طرح ناامید اور محروم رہیں۔

قصیدہ ۳۸ حسب حال گوید

یہ قصیدہ بحر ہزج مسدس اخرب مقبوض محذوف میں ہے۔ اس کا وزن مفعول مفاعلن مفعولن ہے۔

(۱) میں نے خالص شراب سے توبہ کی۔ اور بری باتوں سے توبہ کی (۲) میں شراب میں گلاب ملا لیا کرتا تھا۔ اب گلاب سے بھی توبہ (۳) چونکہ لفظ شراب میں آب بھی مخفی ہے۔ اس لئے باوجود تشنہ لبی کی آب حیات سے بھی توبہ (۴) چونکہ تعریف میں شہد ناب بھی شراب کے ساتھ شریک ہے۔ اس لئے شہد سے توبہ (۵) اگر میرا گریبان مستانہ روی اختیار کرے۔ تو میں مستی کے خیال سے دامن یعنی سوالدی سے توبہ کرتا ہوں (۶) اگر میں مستی کے نقصانات ظاہر کروں۔ تو شراب نشے سے توبہ کرے (۷) اگر عذاب میرے [illegible] ندامت کو پرکھے۔ جو شراب پینے سے لاحق ہوتا ہے۔ تو وہ بھی آسیب رسانی سے توبہ کرے (۸) اس لئے کہ میں شراب کو خواب میں بھی منہ دکھاؤں۔ میں خواب سے توبہ کرتا ہوں۔
(۹) اگرچہ پہلے میں شراب کو ... ویکھ کر پیچ و تاب کھایا کرتا تھا۔ اب پیچ و تاب سے بھی توبہ ہے۔
(۱۰) جب شراب نے میری توبہ کی لذت دیکھی۔ تو اس نے بھی میری بے عزتی سے توبہ کر لی ہے (۱۱) شراب۔ تلوار کا نیام۔ ہر وقت گناہوں کے نتیجہ سے تو بدمست دینوں کو کباب کرتی ہے یعنی

میرے گناہ جل جاتے ہیں۔ اور توبہ سے مجھے فائدہ پہنچتا ہے (۱۲) جب توبہ کی تلوار یہاں سے باہر نکلے گی۔ تو میرے گناہوں کے سو لشکروں کو قتل کر دے گی۔ (۱۳) دل توبہ کرتا ہے۔ اور میرا نفس توبہ نا صواب سے توبہ کرتا ہے۔ (۱۴) میں نے جوانی کے زمانہ میں توبہ کی۔ اور اس شباب کی شراب سے بھی توبہ ہے۔ (۱۵) اس ہندوستان کی عشرت خیز زمین میں کسی خواب میں بھی توبہ نہیں دیکھی (۱۶) میرا خیال اب آہ و فغاں کی طرف زیادہ مائل ہے۔ اس لئے بانسری اور رباب سے بھی میری توبہ ہے (۱۷) ہونٹوں سے تراقہ کا زہر کب تک نکلتا رہے۔ میری اس لعاب کے ٹپکنے سے بھی توبہ ہے (۱۸) معشوقوں کی فانی خوبصورتی کو کیا دیکھوں۔ جب کہ آفتاب کے دیکھنے سے توبہ کرنی ہے (۱۹) میں موت کی درگاہ سے واپس لوٹتا ہوں۔ یہاں تک کہ توبہ نے مجھے باگ پھیر لینے کو کہا۔ (۲۰) جس کسی کو دیر کی توبہ کرتا ہے۔ یعنی بڑھاپے میں توبہ کرتا ہے۔ اسے جوانی میں ہی توبہ کرنا چاہئے۔ (۲۱) موت کے خوف کی وجہ سے جب توبہ خواب سے بیدار ہوتی ہے۔ تو (۲۲) میں نے موت کے ڈر سے توبہ کی۔ ایسی توبہ کو میں توبہ میں شمار نہیں کرتا (۲۳) اب اس تشویش سے صحت نصیب ہوئی ہے۔ تو ایسی صحبت نا صواب سے بھی توبہ ہے (۲۴) میں نے از سر نو توبہ کی ہے۔ کیونکہ بے شک توبہ گنہگاری کے خانہ کو خراب کر دیتی ہے (۲۵) اس کے بعد میں ہوں گا اور تنہائی اور یا خدا میں نے بوڑھے اور جوان کی صحبت سے توبہ کر لی ہے (۲۶) ہر وہ چیز جو اہل شرع نہیں ہے۔ مجھ پر حرام ہے۔ اور ہر وہ چیز جو کتاب (قرآن شریف) میں نہیں ہے میری اس سے توبہ ہے۔ (۲۷) توبہ جس کسی کے ساتھ مخاطب ہوتی ہے۔ وہ ہمہ تن گوش ہو جاتا ہے۔ اور ہونٹوں کو بند کر لیتا ہے۔ (۲۸) اگر مجھ سے اب حور اور فرشتے بھی سوال کریں تو میں نے جواب دینے سے توبہ کر لی ہے (۲۹) اے عرفی! تو توبہ پر کیا ناز کرتا ہے۔ ہوش کر کہ توبہ تمام کی تمام خراب ہو جائے گی۔ (۳۰) تجھے توبہ پر نازاں نہ ہونا چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ تیری توبہ بلبلے سے بھی زیادہ خالی ہو جائے۔ (۳۱) سراب صحرا کی ریت جو دور سے پانی نظر آتی ہے۔ اور حقیقۃً نظر کا دھوکا ہوتا ہے۔ (ن۔ بالفتح۔ شراب کا برتن ملکا۔ سُراب۔ پودینہ کی طرح ایک قسم کی گھاس ہوتی ہے جس سے حمل ساقط ہو جاتا ہے۔ ترجمہ تو اس بات پر شور کیوں مچاتا ہے۔ کہ میں نے شراب سے توبہ ہو چکی ہے۔ (۳۲) تو اس بات کا احسان کس پر دھرتا ہے تو نے مٹکے کے پانی اور گلاب سے توبہ کر لی ہے (۳۳) تیرے نفس نے تیس سال گناہ ہی گناہ پیدا کئے اب تو اسے توبہ کا سداب کھلانا چاہئے۔ (۳۴) میں نے فرض کیا۔ کہ توبہ عمدہ اور بہتر ہوتی ہے لیکن تیس سال کے گناہ کی ندامت کس حساب میں ہے (۳۵) آکیسر و ختم۔ طمع کرنا۔ ترجمہ توبہ کے حریص سے تو اجر کی طمع نہ کر۔ تاکہ تو بہ عذاب اور عتاب سے چھوٹ نہ

(۳۶) اسی کو غنیمت جان ۔ کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت کی آستین تو بھی بنا بر تیرے جھوے سے مکھیاں اڑاتی رہے ۔ (ذباب مکھی) (۳۷) ہم تو بہ گویوسف ہاتھوں سے پکڑتے ہیں ۔ اور لاریہ ہم سے کنارہ کشی کرتی ہے ۔ (۳۸) ہمارے لئے بھی غنیمت ہے کہ حساب کی کشمکش میں توبہ ہمارے لئے وبال نہ ہو جائے

قصیدہ ۳۹ - درنعت

یہ قصیدہ رسول کریم صلعم کی نعت میں ہے ۔ یہ بحر مجتث مثمن مجنوں ، مقصور یا مقطوع میں ہے ۔ ارکان یہ ہیں ۔ مفاعلن ، فعلاتن ، مفاعلن فعلات یا فعلن (۱) اے معشوق ، نہ تو تیرے لطف وکرم کا شہد میسر ہے جس سے ہماری جان کا حلق شیریں ہو ۔ (تیرا لطف اور کرم ہم پر نہیں ہوتا) اور نہ ہی تیرا کوئی وعدہ ہے جس سے گمان کا گلا شیریں ہو جائے ۔ تیرے وعدے پر بھلا گمان بھی درست نہیں ہو سکتا) (۲) اس کے زہر فروش غمزہ کے ہاتھوں فریاد ہے کہ جان کے جوش سے دکان کے دروازے اور چھت بھی شیریں کام ہو رہے ہیں ۔ (۳) جو کوئی اس کی میٹھی ہنسی کے خیال میں مرجائے تو اس کے ماتم کرنے والوں کے منہ میں آہ و فریاد اور گریہ وزاری وغیرہ شیریں ہو جاتے ہیں ۔ (۴) جس وقت اس کے ہونٹوں کا شوق میرے دل کو جوش میں لائے تو میرے نالہ اور شیون سے آسمان کا منہ تک شیریں ہو جائے ۔ (۵) مجھے اس کے بوسے لینے کا اتنا شوق ہے کہ میرے قتل کے وقت میرے خون سے تیر کا منہ اور تیرے کی زبان شیریں ہو جاتی ہیں ۔ (۶) حوروں اور فرشتوں کی چومنے کی کثرت سے اس کے غمزوں کے خدنگ بھی شہد آلود زبان کی طرح شیریں ہو جاتے ہیں (۷) اس کے عام لطف وکرم کے تریاق سے دشمنوں کے منہ میں زہر کا بھی شیریں ہو جانا ممکن ہے (۸) اس کے ہونٹوں اور دانتوں کے ساتھ نسبت دینے سے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے ۔ کہ لعل اور موتی بحر اور کان کے دل میں شیریں ہو جاتے ہیں ۔ (۹) اے میرے معشوق ! میرے گریہ تلخ پر ہنس دے ۔ تاکہ میری پلکوں پر بہتے ہوئے آنسوؤں کا سیلاب شیریں ہو جائے ۔ (۱۰) تیری وضع قطع اور خوبیاں میری رگ وریشہ میں اس طرح سمائی ہوئی ہیں ۔ کہ میری ہڈیوں میں مغز سوختہ بھی شیریں بن گیا ہے ۔ (۱۱) میرا گھر بار تیرے وصل کے دن شہد کی مکھیوں کے چھتے کی طرح شیریں ہو جاتا ہے (۱۲) اگر میں اپنے خون کو جنت کے شہد سے بھی بدل لوں ۔ تو پھر بھی میرے لئے مشکل ہے ۔ کہ میرا خون تیرے تا مہربان مذاق میں شیریں ہو ۔ (۱۳) میری یہ حالت ہوگئی ہے ۔ کہ میرے ہونٹ فتنے کے زہر سے تلخ ہو گئے ہیں ۔ ۔ مگر سلطان زین کی مدح سے شاید میری زبان شیریں

ہو جائے (۱۴) وہ ایسے بادشاہ ہیں کہ اگر اپنا منہ ڈبے کی طرح کھولیں۔ تو عطاردستارے کے
ہونٹ بھی شیریں ہو جائیں (۱۵) آپ کی عطا کے بادل کے فیض سے درخت کی ٹہنیوں کا گلا
(یعنی ٹہنیاں) موسم خزاں میں پھل کی وجہ سے شیریں ہو جائے (۱۶) آپ کی طبیعت کے آستانہ پر
اگر کوئی شخص سجدہ کرے تو اس کی پیشانی کے نور سے آسمان بھی منور ہو جاتے (۱۷) اگر قوت
فکری آپ کے کلام کی لباط پر تنگ و دو کرے۔ تو قوت فکر کا سرکش گھوڑا لعل سے لے کر لگ
تک ہمہ تن شیریں ہو جائے (۱۸) آپ کی ستم شکنی کا کیا کہنا۔ کہ آپ کے عدل کی حلاوت سے
کون و مکاں کے آرام کا منہ بھی شیریں ہو جاتا ہے یعنی تمام دنیا میں راحت اور آرام کا
دور ہوتا ہے (۱۹) آراستگی کی زیادتی کی وجہ سے آپ کے شاہد عدل کے زمانہ میں تمام دنیا اہل
تجرد کی نظروں میں شیریں معلوم ہوتی ہے۔ (۲۰) اگر مرغیاں آپ کے عیش کی کھیتی سے دانہ چگیں
کریں۔ تو ان کے پیٹ میں انڈا بھی شیریں ہو جائے (۲۱) آپ کے زمانہ کے امن کی وجہ سے کوتوال
بھی مستانہ گو بن جاتا ہے جس کی وجہ سے چوکیدار کی نظر میں نیند شیریں ہو جاتی ہے۔ (۲۲)
آپ کے جلال کی شمع کا رازجو کہ لقائے شہر کا موم ہے ماحین لامکان کو شیریں کر دیتا ہے (۲۳)
اگر آپ کی ذات پاک مصدر نہ ہوتی۔ تو قضا کے ہونٹ کس طرح کن فکاں (ہو جانا) کے زمزمے
سے شیریں ہوتے (۲۴) آپ کے نام کی مٹھاس کا کیا کہنا۔ کہ بیہوشی کے موقع پر بھی اگر خیال
میں آجائے۔ تو زبان شیریں ہو جاتی ہے۔ (۲۵) اگر آپ غصہ کی وجہ سے آسمان کی طرف
دیکھیں۔ تو آسمان سے خون جوش کرتا ہے۔ اور زمانہ شیریں کار ہو جائے۔ اگر آپ اس کی
طرف منہ کر کے ہنسیں (۲۶) اگر آپ کی تعریف کی عبارت کسی نشے کے اندیشہ میں (خیال)
میں آئے۔ تو قلم اس کی انگلیوں میں گنے کی طرح شیریں ہو جائے۔ (۲۷) اگر کوئی مدح گو
آپ کی خوبیوں کو اپنے دل میں لے آئے۔ تو لباس اس کے بدن پر جان کی طرح شیریں ہو جائے
(۲۸) آپ کی حمیدہ صفات ایسی ہیں کہ آپ کی تعریف سے عرفی کی زبان بھی شیریں ہو گئی ہے
(۲۹) میں جو کہ تکلم کے وقت مصری بکھیرا کرتا ہوں یعنی میری گفتار بہت شیریں ہے۔ اپنی شیریں
گفتاری سے انسانوں اور جنوں کی قوت سامعہ بھی شیریں ہو جاتی ہے (۳۰) اگر مشتری ستارے
کے سر میں میری طبع کا خیال آجائے۔ تو یہ تعجب کی جگہ نہیں ہے۔ کہ اس کی چادر بھی شیریں ہو
جائے۔

(۳۱) اگر میں اپنی نظم
کو منظوم موتیوں کے ساتھ تولوں تو موتیوں کی لذت سے رسی بھی شیریں ہو جائے۔ (۳۲)
جس طرح گنے سے معشوق کے ہونٹ شیریں ہوتے ہیں۔ اسی طرح میرے قلم سے معقولات کے
ہونٹ شیریں ہو جاتے ہیں۔ (۳۳) قافیہ تنگ (یعنی شاعری) کر جاتی ہو ... میری شاعری کی ...

لذت سے قافیہ شائگاں بھی شیریں ہوتا ہے۔ قافیہ شائیگاں ایک عیب ہوتا ہے۔ (۳۴) میں نے امیر خسرو کی روح کو اس فارسی شاعری سے وہ مٹھاس بخشی ہے۔ کہ جس سے طوطئے ہندوستان کا حلق شیریں ہوتا ہے۔ (۳۵) کمال شاعر کی نظروں میں اصفہان اسی لئے شیریں ہے کیونکہ وہ شہر اس کا کفش بردار ہے۔ اور جو کہ میرے مذاق کا ترجمان ہے۔ (۳۶) اے محدوح جب میری زبان تیری تلوار کی تعریف میں شیریں ہوتی ہے۔ تو تیری تلوار کو تیز کرنے کی وجہ سے فسان بھی شیریں ہو جاتی ہے۔ (۳۷) جب میں تیری مدح کرتا ہوں تو مدح کی لذت سے اہلِ مصر کے حلق میں داستان مدح بھی شیریں ہو جاتی ہے۔ (۳۸) میں اس لئے حیات ابدی چاہتا ہوں کہ تیری مہربانی کی وجہ سے میرے ہونٹ تیری مدح سے ہمیشہ کے لئے شیریں ہو جاتے ہیں۔ (۳۹) میں اپنے وجود کو بوجہ جوز اسے بدل لیتا ہوں۔ کیونکہ تیری مدح سے میرا حلق اور زبان معاً شیریں ہو جاتے ہیں (۴۰) سخن دراز ہو گیا ہے۔ اے عرفی اس قدر بیان کر۔ کہ سننے والے کا حلق اس کے ذوق سے شیریں ہو جائے۔ (۴۱) جب تک کہ اہل دنیا کے منہ دوستوں کی باتوں کے نقل سے شیریں ہوتے رہیں (۴۲) تب تک تیرے دشمنوں کی باتیں ایسی حکایت بن جائیں کہ ان کے بیان کرنے سے منہ شیریں ہوتے رہیں (دشمن کی حکایت شیریں ہوتی ہے)

قصیدہ ۴۔ در فخر خود گوید

اس کا وزن بحر ہزج مسدس اخرب مقبوض محذوف ہے۔ اس کے ارکان مفعول مفاعلن مفعولن ہیں۔

(۱) اس قصیدہ میں اپنی طبیعت کو سرکش گھوڑے کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ اے میری طبع! تو وہ تیز رفتار گھوڑا ہے جس نے آسمان کا طعنہ اپنے سم پر لکھا ہوا ہے۔ اور باد صبا کی زلفیں دم سے کائی ہوتی ہیں۔ یعنی میری طبیعت آسمان اور باد صبا سے بھی زیادہ تیز رو ہے۔ (۲) میری طبیعت آسمان کے سرکش گھوڑے کے مقابلہ میں یوں شوخ ہے جس طرح شعلہ بندھن کے سامنے ہوتا ہے، کیونکہ وہ بالکل بے حس ہوتا ہے (۳) تو غنچہ کے پاس یوں تیز رو ہو کر گزر جاتا ہے۔ کہ اسے تبسم سے خندہ بھی نہیں آتا۔ دفر ایدی کی بجائے تنا اید چاہیئے)۔ (۴) اگر تو فسانہ گو کے ہونٹ پر تگ و تاز کرے۔ تو تکلم کو ٹوٹنے نہیں دیتا (۵) تو بچھو کی دم کی نوک پر قدموں سے کن کو خط لکھ دے۔ (۶) ہیمو نے سرعت رفتار کو تجھ سے یوں قرض لیا کہ اپنے وجود کو ہی گم کر دیا۔ (۷) رفتار کے موقع پر جب تو اپنی دم کو اوپر اٹھا لیتا ہے۔ تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ آگ کو اٹھا لیا۔ آسمانی ... ستارہ ... [illegible]

(۹) عرفی وہ ہے جس کے ریاضت کے قدم نے بہشت ہشتم کے باغ کو طے کر لیا ہے (۱۰) اس کی مقبولیت کے فیض کے بغیر آسمان کا پیالہ سو مشکوں کی شراب سے خالی تھا۔ (۱۱) اس کی طبیعت کے معنوں کا دریا موج زنی سے بجز خواب اللہ کسی وقت بھی نہیں رکتا۔ (۱۲) وہ اپنے فکر کی نوک سے حملہ کے موقع پر معانی کی فوجوں کو توڑ دیتا ہے (۱۳) جب وہ طبیعت کی آگ کو روشن کرتا ہے تو درخت طوبیٰ بھی ہیزم کا رواج طلب کرتا ہے (۱۴) آسمان نے اس کی روشن رائے کو پوستین قاقم کی طرح صبح کی سفیدی سے بیدہ اطلس میں سی دیا ہے (۱۵) داروغہ جنت اس کی مجلس کے دور شراب کے لئے آسمان کے بالاخانہ پر انگوروں کی پرورش کرتا ہے۔ (۱۶) سمندر بھی اس کے دروازے کی مٹی سے تیمم کرتا ہے، یعنی اس کی طبع بہت صاف ہے۔ (۱۷) آسمان اس کی ضمیر کی صفائی دیکھنے کے لئے اپنی آنکھ اور سورج کی پتلی سے نظارہ کرتا ہے، (۱۸) اس کی سخاوت کے پانی سے پلکوں کی نوکوں نے گندم کے درخت کی طرح خوشے پیدا کر لئے ہیں۔ (۱۹) اے عرفی اپنی تعریف میں جلدی کر رہے ہو۔ ہوش رکھنا۔ کہیں راستہ گم نہ کر دو۔ (۲۰) تم خود ہی داد صفت دو کہ عبارت اور معانی فریاد کرتے کرتے مر جاتے ہیں۔ (۲۱) خبردار! تجھے شرم نہیں آنا چاہیئے، تم اپنی تعریف کیئے جاؤ۔ اگرچہ حاسد ہنس رہے ہوں، تو انہیں ہنسنے دو (۲۲) آج زمانے میں تو ہی تعریف کے قابل ہے۔ اور تیرے دروازے کی مٹی آدمیوں کی چوٹی پر چڑھتی رہے۔

قصیدہ ۱۴ در مدح شہزادہ سلیم

یہ قصیدہ بحر مجتث، مثمن، مخبون مقصور، مقطوع میں ہے جس کے ارکان یہ ہیں:۔
مفاعلن۔ فعلاتن۔ مفاعلن، فعلن۔

(۱) اے پھر طبیعت کا سفیر آگاہی کے ساز و سامان کے ساتھ عیاں کورت کی طرف نکا ہے اس لئے کیا ہے۔ (۲) ہاں طبیعت جواہر قدس بادشاہی دربار میں دُر یکدانہ بطور تحفہ پیش کرتے ہیں یہ سفر پیش رہی ہے۔ (۳) شاہزادہ سلیم دولت جاوید کا نقش ہے، اور پھر اسے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کی شان و شوکت حاصل ہوتی ہے۔ (۵) وہ ایسا ستودہ صفات ہے۔ کہ حاسد نے اس کے وصف نامہ کے عنوان پہلے تصور کر لیا تھا تم جا کہ لکھ دیا (۶) تیری پاک ضمیر کا کیا کہنا۔ کہ تو فرشتوں کے گروہ کی طرح خطا کا راہ سہو اندیش نہیں ہے۔ (۷) ملک کی بہتری سوچنے کے بارے میں قضا و قدر تیرے بعد قبول پر آمر و نا ہی کے احکام صادر کرتی ہے (۸) تیری ضمیر کے سامنے سورج کی روشنی کی باتیں صدق و کذب میں منہ کی مثالوں کی مانند ہوتی ہیں (۹) جب سورج

نے تیرے داغ کے رشک سے چاند کو گھٹتے دیکھا - تو اس نے ہنس کر کہا کہ تیری بے وقوفی
اور گمراہی کا کیا ٹھکانا ہے (۱۰) میں خود اس حسد سے صد رنج وبلا میں گرفتار ہوں - تو مجھے کوئی
کیا شمار کرتا ہے - تو کس لئے گھٹتا ہے (۱۱) میں گھڑی گھڑی اپنے جد حضرت عیسےٰ علیہ السلام
کو کانپتے اور چہرے کی زردی کی وجہ سے دیکھتا ہوں - (۱۲) اگر تیرا خلق اور تیری رائے
زمانے میں روشن ہوں - تو عنبر سے دھواں اور چاند سے شرارے نکلیں (۱۳) جس وقت
تیرے خلق کا ہرن نافہ انداز ہوتا ہے تو چاند سے بدنے تک تمام چیزوں کو چھینکیں ہی آنے
لگیں (۱۴) تیرے عہد میں یہ مشکل ہے - کہ خواب وخیال کی تختی پر ناپسندیدہ شکلیں لکھی جائیں
(۱۵) تیرے مرتبے کا حسد کرنے والا ہر دم غم کی تنگ گلی میں رہتا ہے - اور ہر وقت اچانک موت کے
ساتھ اپنے نامہ کا فراق لکھتا ہے (۱۶) جب تو اپنے مرتبے کا سایہ ہندسوں میں لے آئے تو پانچ
بغیر صفر کے پچاس بن جاتا ہے (۱۷) آسمان تیرے خوف سے زمانے کے ساتھ اس طرح یکسنگ ہے
جس طرح نامرد کی پاکبازی قوت باہ کے کمزور ہونے سے ہوتی ہے (۱۸) حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی
دعا عرش کی بلندی سے گذر گئی - مگر تیری شان وشکوہ کی آستان سے کوتاہ رہی (۱۹) اے
بادشاہ! تیرے دشمنوں کو ہر سال اور ماہ زمین وآسمان کے فتنوں کا سامان جمع ہوتا رہتا ہے (۲۰)
اور قضا وقدر کی مہربانیوں سے تیرے دوستوں کو مال اور جاہ کا ساز وسامان اکٹھا ہوتا رہتا ہے -

قصیدہ ۲۴ - در مدح اکبر شاہ

یہ قصیدہ بحر مجتث مخبون محذوف میں ہے جس کا وزن مفاعلن - فعلاتن - مفاعلن فعلن ہے
(۱) اے محبوب نرگس تیرے ساتھ حسن وخوبی میں برابری کا کب دعویٰ کر سکتی ہے - تو دنیا کی آنکھ
اور نرگس باغ کی آنکھ ہے - (۲) تو نے آج ناز ونخرہ میں بلوغ سے باج لیا ہے - اگر نرگس کبھی تیری
آنکھ کی طرح کرشمہ سنج ہو گئی (۳) تیری آنکھ بیمار ہو گئی - تو اس نے ترک عشوہ کر دیا - تو اب نرگس
نے پشت پا سے اپنا سر اٹھایا ہے - (۴) نرگس نے اپنا خمار اور مستی تیرے غمزوں کے پاس فروخت
کر دئے ہیں - اب اس کی دکان میں کوئی اور متاع نہیں ہے - (۵) اگر نرگس نے بوستان کو زیر
نگین کیا ہے تو کیا تعجب ہے - تیری چشم نے تو اپنا تکیہ بہشت کے سامنے رکھ دیا ہے - (۶) نرگس
نے کوئی قصور نہیں کیا - لیکن پھر بھی شرم سے زمین کو دیکھ رہی ہے - اور وہ اس قدر باغ
کی مقبول ہے (۷) دنیا میں خسرو تیرے زمانے گر آیا ہے - اور ہاتھ پر رکھے ہوئے ہے - لیکن جہالت
کی وجہ سے سادہ منش لوگوں نے اس کا نام نرگس رکھ دیا ہے - (۸) نرگس جو کہ ناتواں اور مست
ہے - گل لالہ سے کبھی شربت بنفشہ پیتی ہے - (۹) نرگس حسن وخوبی میں تو باغ کی لیلیٰ ہے لیکن

مجنوں کی طرح اس کے ہر بال میں آشیانہ ہے۔ (۱۰) نرگس یوں معلوم ہوتی ہے کہ وہ تمام باغ
وہن ہے۔ اس لئے اس نے سفید ریشم اور ھنی چہرے کے ارد گرد اوڑھ رکھی ہے۔ (۱۱) اگر باغ
کو سوسن عزیز نہ ہوتی۔ تو نرگس سوسن کی زبان طعنہ کو حلق سے نکلوا دیتی (۱۲) نرگس نے بظاہر تو
گل لالہ کا دعویٰ حسن قبول کر لیا ہے۔ لیکن پوشیدہ طور پر وہ گل ارغوال پر چشمک زنی کر رہی ہے
(۱۳) شاید نرگس نے ماں کے رحم میں خون کی بجائے شراب سے پرورش پائی ہے۔ اس لئے وہ
باغ میں مست پیدا ہوتی ہے (۱۴) نرگس اس قدر مست ہے مگر زیادہ مستی کی وجہ سے اسے اپنے
پر بھی اعتماد نہیں رہا۔ اس لئے اس نے اپنی سرمہ دانی گل لالہ کے پاس رکھ دی ہے۔ (۱۵)
گل نرگس نے دایہ کی طرح بنفشہ کے لڑکے کے لئے غنچہ سیراب سے پستان لٹکا رکھے ہیں (۱۶)
باغ میں سنبل کے سایہ میں ہزار راتوں کی تاریکی ہے۔ اگر نرگس نے آفتاب کو ظاہر کیا ہوا ہے
(۱۷) نرگس کے ہر سر مو سے شعلہ نکل رہا ہے لیکن یہ تعجب کی بات ہے کہ باغ کی شمع بغیر فتیلہ
کے ہے (۱۸) باغ کے افراسیاب نے خزاں کی لڑائی کے لئے ہوا کا گھوڑا سبزے کی زرہ اور
نرگس کا نیزہ تیار کیا ہے۔ (۱۹) نرگس نے خضر علیہ السلام کی طرح لباس پہنا ہوا ہے۔ اور عصا
کو گھما رہی ہے۔ گویا کہ وہ مکر و فریب کرنے والے شیخوں سے نظر آتی ہے۔ (۲۰) صبح کے وقت
جب کہ آسمان کی آنکھیں ہر شش جہت کھلی ہوتی ہیں۔ تو نرگس بھی آسمان کی تقلید میں شعبدہ
بازی کرتی ہے (۲۱) کسی نے دنیا میں سوائے نرگس کے کسی کو نور کا لباس زیب تن کئے نہیں
دیکھا۔ شاید اس نے بھی یہ لباس مشتری ستارے سے لیا ہوا ہے۔ (۲۲) اسے باغ تو بھی اپنا
کیسہ غنچہ کی طرح سونے سے بھر لے۔ کیونکہ نرگس کا قافلہ دوبارہ دروازہ پر آیا ہے۔ (۲۳) شاید
اس نے بادشاہ کے احسان کے دامن سے پنجہ زنی کی ہے۔ کہ یہ سونے اور چاندی کے خزانے
نرگس کے تھیلے میں نظر آ رہے ہیں۔ (۲۴) شاید نرگس کے دماغ میں مجردی کا خیال آیا۔ اس
لئے اس کے سر کا مغز حلق میں آ پڑا ہے۔ (۲۵) شاید بہار اس کے خلق کی تعریف سے دستر خوان
آراستہ کر رہی ہے۔ کیونکہ نرگس بوستاں کے صحن پر آنکھ جمائے بیٹھی ہے۔ (۲۶) کیونکہ اس کے
دروازے پر حوروں اور فرشتوں نے اکثر اپنی آنکھیں ملی ہیں۔ اس لئے اب سزاوار ہے۔ کہ اس
کے دروازے سے نرگس پیدا ہو۔ (۲۷) اگر نرگس اس کی رفعت جمال کو خواب میں بھی دیکھ لے
تو اپنی ٹوپی کے گوشے کو آسمان تک پہنچا دے۔ (۲۸) باد صبا اس کے دربانوں سے سرمہ کا بھاؤ
پوچھتی ہے۔ اس لئے شاید نرگس نے اپنی آنکھیں زمین پر لگائی ہوئی ہیں۔ (۲۹) اگر اس کی
شجاعت باغ میں نرگس اور چنبیلی کو للکارے تو چنبیلی پانی گل لالہ کے عکس کی طرح آگ لگا دے اور نرگس بید
کی شاخوں کی طرح درمیان سے خنجر نکال لے (۳۰) نرگس باغ کے صحن میں اس کی امانت

کے خزانوں سے اپنی آنکھوں کے کندھوں پر گنج شایگاں اٹھائے ہوئے ہے (۳۲) اگر نرگس کو کہیں اس کے راستے کا گرد میسر ہو تو وہ اپنی آنکھوں سے سر فروشی کا خیال اٹھا لے۔ (۳۳) آسماں اس کے مرتبہ کی دستار کے لئے آفتاب سے گل اور فرقدان سے نرگس کے پھول لایا ہے۔ (۳۴) اگر قوتِ نما کو اس کی سختی تسلط سکھائے۔ تو نرگس قوس قزح کی کمان کو توڑ دے (۳۵) تیری سیاست نے دنیا کو رنگ و بو سے پر کیا ہے۔ نرگس باوجود خستگی کے اتنی خرم اور بحال نظر آتی ہے۔ (۳۶) اگر تو یہ حکم دے۔ کہ باغ سے کوئی نرگس کا پھول نہ توڑے۔ تو باغ کے تمام سرکش اس کے پاس سجدہ کریں (۳۷) اگر باغ آسماں سے تو نرگس کی خواہش کرے۔ تو تمام سیارے اور ثابت (یعنی متحرک اور غیر متحرک ستارے) آسمان تجھ پر قربان کرے۔ (۳۸) اگر تو نرگس جنت کی خواہش کرے۔ تو رضوان دونو آنکھوں کو ناخن سے باہر نکال لائے (۳۹) تیرے ہاتھ نے سمندر سے ایک نہر کاٹی ہے تو نرگس کے فوارے سے پانی کی بجائے زر فشانی ہو رہی ہے۔ (۴۰) اگر نرگس کو تیری مدح کی لذت سے آگاہی ہے تو وہ بجائے چشم اپنی زبان باہر نکال لائے (۴۱) تیرے لطف و کرم کے باغ سے ایسے پھول پیدا ہوتے ہیں۔ کہ باغباں درمیان سے نرگس اور کناروں سے سوسن فضول سمجھ کر باہر پھینک دیتا ہے۔ تیری خواہش نے نرگس کا سراپا اس طرح گھیر لیا ہے کہ اب اس کی ہڈیوں میں مغز تک نہیں رہا۔ (۴۳) تیری نعمتیں جنس حیوانات کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں۔ اس لئے نرگس کا سراپا (یعنی ہمہ تن) شکم بن کر رہ گیا ہے (۴۴) نرگس نوروں بلاغ کے پاس اپنی خوبیاں لکھے۔ اس لئے اس کا قلم گل فشانی کر رہا ہے (۴۵) تیرے سپاہیوں کی تلوار سے لالہ اور نیزے سے نرگس کے پھول چہرے اور چشم کے شوق کی وجہ سے کھلتے ہیں۔ (۴۶) نرگس کی آغاز شباب میں آنکھیں سفید ہو گئیں۔ کیونکہ اس کی نظر تیرے حاسد بدبخت پر پڑ گئی تھی (۴۷) اس شعر میں بے نفطہ کی بجائے بی فضل ہونا چاہئے۔ تیرا خلق اس قدر وسیع ہے۔ کہ لوگ بی بی بھتی کے ایندھن کے لئے باغبان سے نرگس خرید رہے ہیں۔ (۴۸) اگر نرگس جامہ یوسف کی بو کا نشان دیتی ہے۔ مگر تیرے فیض کے بغیر وہ کب بینا ہو سکتی ہے۔ (۴۹) تو نے نرگس کو اپنی دستار میں لگا دیا ہے۔ تو اس نے یہ خیال چھوڑ دیا۔ کہ وہ بلندی میں جیب آسمان سے اپنا سر نکالے (۵۰) میرے نتائج افکار نے شوخی کی وجہ سے تیری مدح کے باغ سے لگا لگا کر سر پر نرگس کے پھول لگا رکھے ہیں (۵۱) کیوں کہ نرگس نے ہر شعر کے دامن کو بھاری کر دیا ہے۔ تو یہ سزاوار ہے۔ کہ تیرے باغ کے خدمت تک دیر میں پہنچے (۵۲) جب تیری مجلس کو جنت کے پھولوں سے ننگ ہے تو دامن میں یہ بہشتی (یعنی مضامین) نرگس کے پھول کیوں لئے ہیں۔ اس شعر میں جنتش کی بجائے جنتش اور ننگ کی بجائے ننگ ہونا چاہئے۔ (۵۳) اس

باغ پہ نظر کر کہ اس کے درمیان سے سنبل اور ریحان کے پھول اور کناروں سے نرگس کے پھول اگ رہے ہیں (۵۴) اس شعر میں بہار کی جگہ بچار چاہئے۔ اس باغ دلکش کا کیا کہنا سکا اں ہیں چاروں موسموں میں نرگس تازہ اور جوان رہتی ہے۔ (۵۵) بادنسیم نے تیری مدح کی نسبت سے اس کے غنچوں کو کھول دیا ہے۔ ورنہ کس طرح یہ نرگس خزاں کی آفت سے چھوٹ سکتی (۵۶) کیونکہ تیرے خلق سے نرگس کو بہت عفو اور عطا کی امید ہے۔ اسی طرح تیری مدح کے شہر میں وہ اپنا قافلہ لائی ہے (۵۷) نرگس تیری مدح کی مجلس کی مہمان تھی۔ دگرنہ ادب کی وجہ سے نیز بالوں کی طرح صف نعال میں جگہ لیتی۔ (۵۸) نرگس اب پشت پا سے اپنا سر اٹھائے گی۔ کیونکہ اس نے تیری مدح کی نسبت کے فیض سے تاج حاصل کیا ہے (۵۹) ذرا دیکھ کہ نرگس کس طرح میری طبیعت کے باغ سے تیری مجلس کی جانب میرے پیچھے روانہ ہوتی ہے۔ (۶۰) اگر میں طبع کے باغ سے عرش والوں کو نرگس بخشوں گا۔ تو فرشتے بھی نرگس دان کی بجائے اپنے کان میرے سامنے رکھیں گے۔

قصیدہ ۴۳ - در فخر گوید

یہ قصیدہ بحر مضارع اخرب مکفوف محذوف میں ہے۔ وزن یہ ہے مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن (۱) اگر گل اور سوسن کی باتوں کا خیال کروں۔ تو باغ کے ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے آؤں۔ (۲) میں ہو کے نعرے لگا کر عشق کے راستے اگر طے کر دوں تو ہو سکتا ہے کہ میں رہزن (دوسرے شاعر) کے دل میں بھی دہشت ڈال دوں۔ (۳) اگر میں خانقاہ چھوڑ کر بت خانے میں عبادت کرنے میں مشغول ہو جاؤں۔ تو برہمن کا زنار بھی مجھے طعنہ دینے لگے۔ (۴) اس جھوٹ کی شرم کو دیکھ کہ میں فصیح زبان کو بھی تیرے نطق کی گفتگو میں گونگا کر دیتا ہوں (۵) اگر طبیعت کی ٹہنی پر ظلمت کا کوا بیٹھے۔ میں سورج اور چاند کو کھو پھیے میں رکھ کر اسے اڑا دیتا ہوں (۶) میں اتنا بلند ہمت ہوں۔ کہ میری ہمت شجر طوبیٰ سے ثمر گراتی ہے۔ لیکن پھر بھی مجھے اس کا میوہ دامن میں لیتے ہوئے شرم آتی ہے۔ (۷) میں اپنی عقل کی کان سے جس موتی کو نکالتا ہوں۔ اسے خرچ کرنے کے بعد پھر کان میں ہی رکھ لیتا ہوں (۸) ہر وہ عقل کا دانہ جو میں مخزن میں رکھ لیتا ہوں۔ وہ سورج اور کان کی اصالت کا آئینہ بن جاتا ہے۔ (۹) میں ایک راز پہ سو مصلحت کے پردے ڈال دیتا ہوں مبادا احمق کے دل میں شک پیدا ہو (۱۰) میرا بخت کبھی بھی شرمندہ ہو کر صبح کے وقت نہیں آیا حالانکہ میں سورج کی گردن میں ہاتھ ڈالے ہوئے ہوں (۱۱) عشق کی بزمگاہ میں حوادثات نے مجھے اس طرح گھیر لیا کہ اس ہجوم میں زرہ بکتر ہی پہن لیتا (۱۲) اگر میں غلطی کے ساتھ ایک عذر پیش کرتا ہوں۔ تو کہاں ہے میرا سوال فیض بادل سان کر دیتا ہوں (۱۳) میرا سو جگہ جہاں ار ہزنوں

یعنی مفلسانِ معانی کو مال و متاع دیا جاتا ہے۔ میں وہاں امید کا سر توڑ کر رکھ دیتا ہوں (۱۴) ہر طلوع میں ہزاروں غمکدوں کا طواف کرتا رہتا ہوں۔ تاکہ میں اپنے آپ کو حلقہ شیون میں لا سکوں (۱۵) اس خوف سے عافیت کی نیند مجھے غافل نہ کر دے میں رزم گاہ سے فتنہ اپنے دامن میں لے آتا ہوں (۱۶) اگر مجھے معجون ہمت کے لئے پسا ہوا عقیق چاہیئے۔ تو یاقوت آفتاب کو ہاون میں لے آؤں (۱۷) اگر شاہد ہوس میری دلبری کا ارادہ کرے۔ تو اس کا کاسئہ سر کے گلی کوچوں میں لے آؤں (۱۸) میں اتنا سخی ہوں کہ چیونٹیوں کو خرمن بخش دوں۔ لیکن باوجود سخاوت کے ایک دانے کے بدلے میں ہر بھی اتار لوں (۱۹) جب میں درد دین دل کے گریبان کو پھاڑتا ہوں تو ہر بخیہ کے لئے زنار کو سوئی میں ڈال دیتا ہوں۔ یعنی مذہب عشق اختیار کرتا ہوں (۲۰) سورج سے کہدو کہ پیشتر اس سے کہ میں کمند ڈال کر اسے کھینچ لوں۔ وہ میری گلی میں آجائے۔ (۲۱) جس وقت تیری پھول کی سی صورت میری آنکھوں میں پھر جاتی ہے۔ تو آنکھوں کی راہ باغ کو یعنی سرخ آنسوؤں کو دامن میں بھر لیتا ہوں (۲۲) جس وقت مجھے اشتیاق گل میں رونا آتا ہے۔ تو میں نوازن بلبلوں کو رُلا دیتا ہوں (۲۳) اے ہمت صعود کے پرندو! تم ہی میری مدد کرو۔ تاکہ میں اس گلشن وجود کے لئے قدسی کی بلبل لے آؤں (۲۴) اے بہر دطبیعت، تجھے خوش ہونا چاہیئے۔ کہ تیرے گوہر نے کمال حاصل کیا۔ اب تم وسیلہ بن جاؤ کہ میں اسے مخزن میں ڈال دوں

قصیدہ ۴۴ در مدح شاہزادہ سلیم

یہ قصیدہ بحر رمل مثمن محذوف میں ہے۔ اس کے ارکان۔ فاعلاتن۔ فاعلاتن۔ فاعلاتن فاعلن ہیں (۱) بہار آ گئی ہے۔ کہ حسن یار کی طرح گل افشانی ہو رہی ہے۔ اور ہر خس و خار سے یار کے وصال کی طرح پھول گر رہے ہیں (۲) گل فروشی تو ہمارے دل انگار رنگ ہی مخصوص تھی۔ بہار آئی۔ تو کوچہ و بازار میں بے عزتی اور بے قدری کی وجہ سے پھول نظر آتے ہیں (۳) تمام عالم کی طبیعت خوشی اور مسرت سے بھرپور ہے کہ مجرموں کی آہ کی ہوا سولی پہ بھی پھول اُگاتی ہے۔ (۴) اس کے بعد فصل بہار کی رنگ آمیزی کے فیض سے خاکہ کشی کا قلم دود دیوار پہ گل ریزی کر رہا ہے۔ نیرنگ کی بجائے بیرنگ ہونا چاہیئے (۵) اس موسم میں معشوقوں کے قد کے پودے سے اگر عشوے کی بجائے پھول گریں۔ تو جائز ہے (۶) میرے بخت کی شہادت گاہ کو کچھ مرجھائے ہوئے پھول نصیب ہوتے ہیں کیونکہ باغ کی بخشش سے پھول بہت سی مقدار میں ہو گئے تھے (۷) ایسے موسم میں نوبہار کی ہوا کے فیض سے کہ طوبی زمین میں کانٹوں کی نوک سے پھول اُگتے ہیں (۸) اگرچہ عاشق ہر ہوا کے نور سے پہلے نیاز ہوتا ہے
نگر اب اس کے نور نگاہ ... کے موقع پر پھول اگتے ہیں (۹) ہو سکتا ہے کہ ہوا کے فیض سے باغ

کی طرح بھٹی پر بھی ملکڑی کے پودوں کے ہر تار سے پھول اگیں (۱۰) سایہ بادِ نسیم کے زور سے
پھول کی حرکت کے بغیر ہی موج زن ہو جاتا ہے جبکہ پھول رطوبت کی وجہ سے دیوار پر سایہ
افگن ہوتا ہے (۱۱) اگر پھول کو یہ معلوم ہو کہ تاراجِ خزاں اس کے پیچھے ہے۔ تو وہ اس مٹھی
بھر درہم و دینار پر کس لئے ناز کرتا ہے۔ (۱۲) پھول نے حاو (یعنی حاکم) کے خلق کی شمیم سے کچھ تھوڑا
ظاہر کیا ہے۔ اس لئے اس نے دُنیا کے مغز کو معطر کر دیا ہے۔ اور اب بھی کر رہا ہے (۱۳) شاہ اکبر
اقبال اور دولت کا باغ ہے جس نے ازل سے ہی اپنے خلق کی بو کی وجہ سے گل کو خواب سے
بیدار کر دیا ہے (۱۴) اگر باد صبا بہشت سے اس کی رزم گاہ میں آئے۔ تو وہاں پھولوں کے
لئے اماں طلبی کے وقت اس کے منہ سے خون بہنے لگے (۱۵) اس کا خلق اگر گنہگاروں کو توبہ کا
حکم دے تو تائب کے منہ سے استغفار کے موقع پر پھول جھڑیں۔ (۱۶) اس کے مرتبے نے آسمان والے
چشمِ خورشید کو دیکھ کر کہا۔ کہ ہمارے باغ سے ایک بلبل نے چونچ میں پھول لئے ہوئے ہیں۔
(۱۷) اگر اس کے لطف کے باغ کی بادِ نسیم بت
خانے میں چلے تو زنار کے رشتے سے ٹہنی کی طرح پھول اگیں (۱۸) اس کے ضمیر سے جوہرِ اول نے پھول
طلب کئے تو اس نے سورج اور چاند کو پاؤں سے ٹھکرا کر کہا۔ کہ یہ پھول ہیں۔ انہیں لے لو۔
(۱۹) جس باغ میں اس کے لطف کی ہوا چل پڑی ہے۔ وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دم
سے پھول مرجھا جاتے ہیں۔ اور بیمار ہو جاتے ہیں (۲۰) اس کا ارادہ اگر دنیا کے باغ کا باغبان
ہو جائے۔ تو یہ دور نہیں ہے کہ سورج کی طرح دنیا میں پھول زیادہ ہو جائیں۔ (۲۱) اے کہ تیرے
صلاح اندیش عدل کے خوف سے پھول غازیِ اسلام کا راستہ اپنے سانس پر سے کئے ہوئے ہے۔
اس کی شمیم طبع کے دماغ سے خون کا سیلاب بہا دے۔ (۲۲) اگر اس کی تلوار کے چشمے کے آب سے (یعنی
تلوار کی دھار سے) پھول نمدار ہو جائے (۲۳) اگر بادِ نسیم تیرے دشمن کی گلی سے باغ کی جانب
متوجہ ہو۔ تو اس کے فیض سے پھول صبح کے وقت بیمار ہو جائے۔ (۲۴) تیرے دشمن کے چہرے
کی یاد میں دستار پر پھول لگائیں۔ تو گلاب کے پھول بھی نیلوفری رنگ اختیار کریں (۲۵) اگر
تیری طبیعت رنگ آمیز دنیا کے باغ کو آراستہ کرنے والی نہ ہو۔ جس کے فیض سے ہر باغ میں پھول
خرم و خنداں ہوتے ہیں (۲۶) تو اربعہ عناصر کے عالم میں ایک درخت سے رنگ و بو کے خلاف
چار گل کس طرح پیدا ہوں (۲۷) اگر تیرے بدبخت دشمن کے دل میں اسے جیو رہنیں ہے۔ تو پھول
کس لئے مٹھی بھر درہم اور دینار پہ ناز کر رہا ہے (۲۸) اگر تیرے غصے کی ہوا باغ میں چلے۔ تو پھول
کی جنبش سے پھول بلبل کے دل کی طرح ہیرے کو باوجود سختی کے زخم کر دیتا ہے۔ (۲۹) اگر تیرا
ضمیر باغ کو آراستہ کرے تو پھول

لطف کا شرہ ملے کہ دُنیا میں جائے تو گوشہ دستار سے چین کی صورت اختیار کرے۔ (۳۱) تیرے زمانے میں موت بہشت میں گل چینی کے لئے جاتی ہے۔ تاکہ بیمار کے پاس عیادت کے پھول لے جائے (۳۲) تیرے عہد کی خوشی سے شہیدوں کے تنگ دل میں تیروں کے پیکان سے غنچہ اور سوفار سے پھول اُگیں (۳۳) ہر غزل میری طبع کے باغ میں تکرار گل کر رہی ہے۔ کہ معشوقوں کی مجلس میں موتی برسانے (۳۴) جب تم مجھ بیمار کے سرہانے عیادت کے پھول لائے ہو۔ تو آرائش تابوت کے لئے پھول اُٹھا لو (۳۵) اگر میرا گذر بہشت کی طرف ہو۔ تو رضوان ہی میری راہ میں سوسن و سنبل بلکہ ناچار ہو کر پھول بکھیرے (۳۶) اے معشوق تجھے بہشت میں جلوہ فگن ہونا چاہئے۔ تاکہ حوریں شرمندہ ہو کر چہرے کے فروغ سے تیرے پاؤں پر پھول قربان کریں۔ (۳۷) اے زاہد ہر پھول سے مراد کی بو نہیں آتی۔ تاکہ ہم خانہ خمار سے پھول کو مے آلود کر لیں (۳۸) اے نصیب رحم کر! رحم کر! تو کب تک ہماری اُمید کے معشوق کے چہرے پر تنکوں کی مٹھی بکھیرتا رہے گا۔ تجھے یکبار پھول برسا نے چاہئیں (۳۹) اگر لوگ سر پر پھول رکھنے کے موقع پر یاد کریں۔ تو ان کے سر اور دستار پہ پھول مشت خون بن جائیں (۴۰) بہشت اگر دولت دنیا کے لئے ہے تو حسن کا باغ عرفی کے واسطے ہے۔ کہ ہر نگاہ سے سینکڑوں خرد پھول دامن میں بھر لیتا ہے (۴۱) ذرا عہد داور کو دیکھو۔ کہ اس زلف اعدا ایسے عزت مند حسن سے یار کی خوابگاہ میں ہر طرف پھول جھڑتے ہیں۔ (۴۲) اے داور! میری دلفروز طبع ایسا باغ ہے کہ اس میں پھول ہر وقت مرغ آتش خوار کی طرح غوطے لگا رہتا ہے۔ (۴۳) اگر میرے ضمیر کے سورج کا نور باغ پہ چمکے۔ تو پھول کے تمام راز عینک کی طرح پردہ سے باہر ظاہر کر دے (۴۴) میری طبع کی بلبل تیرے اخلاق کی تعریف بیان کرنے میں اپنی چونچ سے نغمہ کی بجائے پھول برساتی ہے (۴۵) اگر پھول میری طبع کے پانی سے نمدار ہو جائے تو اس کے مزاج میں خزاں کی طبع کی خشکی اثر انداز نہ ہو (۴۶) اگر پھول میرے حسن طبع سے مایہ حاصل نہ کرتا۔ تو لوگ کس طرح خوبی میں اسے بغیر جھگڑے تسلیم کر لیتے۔ (۴۷) جس کسی نے جوہر دل کے باغ کا پتہ نہ دیکھا ہو۔ اسے کہہ دو۔ کہ عرفی کی طبع کے باغ میں آئے اور پھولوں کا شمار کرے (۴۸) جب تک کہ دُنیا کے باغ میں خزاں کے ظلم سے پھول کے مرجان کی بنیاد والا منظر (مراد سرخی) زمین کے ہموار (یعنی نڈھال) ہو جائے (۴۹) اس وقت پھول تیرے دماغ کے ایوان اور دیدہ عمر کے جوہر کی صفائی اور نفس کے عطر سے معطر بنتا رہے۔

قصیدہ ۵۴ بطور چیستاں در طرح شمع بزم شاہ

یہ قصیدہ بحر خفیف مسدس مخبون مقطوع میں ہے۔ اس کا وزن فاعلاتن مفاعلن فعلن ہے۔

(۱) وہ کونسا جوہر ہے جس کا کام لوگوں کو ہدایت دینا ہے۔ اس کے پیدا ہونے کی جگہ آسمان اور زمین جائے رہائش ہے (۲) وہ شوخ ہے۔ اس کا چہرہ آئینہ کی طرح روشن اور دل بھی روشن ہے۔ اور ایسا گندہ ہے جس کے بال پریشان اور دامن تر ہے (۳) اس کی سوئی تاگے کی نگہبانی کرتی ہے۔ اس کا تاگا سوئی کی سیاست میں ہے۔ (۴) اس کی گردن چوٹی تک سفید ہے۔ اس کے پاؤں گردن تک سفید ہیں (۵) ہندوستان کی عورتوں کی طرح ناچتے وقت اس کے بالوں کے خم سے تیل ٹپکتا ہے (۶) کھوٹے سکے کی طرح شاید دینا ہے۔ اس کا چہرہ سیاہ اور اس کا برقع روشن ہے (۷) اگر ہوا نہ چلے تو سرخ گل لالہ ہے۔ اور اگر چلے تو غنچہ روشن بن جاتا ہے۔ (۸) اس کا گوہر تاج ایسا کیمیا ہے جس سے لوہا اور تانبا سونا ہو جاتا ہے (۹) سہیل یمن کی اطاعت کا جلوہ اس کے تاج کی عزت کو بڑھاتا ہے (۱۰) اس کے ہیکل کا جوہر ایک ایسا ہیولا ہے جو جوہر ظن کی طرح صورتوں کو قبول کرتا ہے۔ (۱۱) اس کے کپڑے کبھی سبز اور کبھی سفید ہوتے ہیں۔ اس کا چہرہ دن کو سیاہ اور رات کو روشن ہوتا ہے (۱۲) اس کے گیسو مریم علیہ السلام کی طرح نور بنتے ہی اس کے ابروہلال کی طرح چشمک زن ہیں۔ (۱۳) وہ باد صبا کے چلنے پنج چوبنا کی طرح دو حصے ہو جاتی ہے۔ اور برق صبا سے سہیل یمن بن جاتی ہے۔ (۱۴) وہ ایسا ماہتاب ہے جس کا پردہ کتان کا ہے اور آفتاب ہے جس کا پیراہن سبز ہے۔ یہ درفش کہاں کی بجلئے پردہ اش زکتاں پڑھنا چاہئے۔ (۱۵) اس کا آفتاب خواہ تیر کا مہینہ ہو۔ خواہ بہمن کا خط استوا پہ حرکت کرتا ہے (۱۶) اس کے ماہتاب کا لباس اکہلا ہے۔ اور اس کا آفتاب زوال سے بے خوف ہے (۱۷) اور کبھی کبھی اپنے شعلے سے سر پر اڑن چھڑکتی رہتی ہے (۱۸) اس کی زندگی چونکہ مرنا ہے۔ اور اس کی حفاظت رہزن کو اندھا کرتا ہے۔ (۱۹) وہ سونے کے ہاون کا ایک دسنہ ہے۔ لیکن اس کا سر جو ہاون میں ہے۔ وہ گھستا نہیں ہے۔ (۲۰) کبھی اشک نیاز کے دانوں کی تسبیح اپنی گردن میں لٹکا لیتی ہے۔ (۲۱) رنج اور مصیبت ہر حالت میں شگفتہ ہے۔ اور دی اور بہمن میں برہنہ رہتی ہے۔ (۲۲) وہ سنہرے جہاز یعنی شمعدان کا بڑا استون ہے جس کے سر پر نور کی موجیں سایہ فگن ہیں۔ (۲۳) جب وہ دل کے راز زبان پر لاتی ہے۔ تو عقلمند اور بے وقوف فائدہ اندوز ہوتے ہیں (۲۴) جب خلوت میں اس کی زبان حرکت کرتی ہے۔ (۲۵) اس کا باطن موسیٰ عمران کی طرح ہے۔ اس کی صورت وادی ایمن کا درخت ہے صوفی منش لوگ اس کے گرد اگرد ذوق شوق سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ یا رب اور تسبیح بیان کر رہے ہیں (۲۷) دن کو اپنی پلکیں بند کر لیتی ہے۔ لیکن رات کو آنکھیں روشن

کرلیتی ہے (۲۸) ہندوستان کے امیروں کی طرح جڑاؤ ٹوپی پہنتی ہے۔ اور ریشمی کرتہ پہنتی ہے
(۲۹) جب وہ مرجاتی ہے۔ اس کا وجود نہیں گھٹتا۔ بلکہ سروں کی کاوش سے زندہ ہوجاتی ہے
(۳۰) اس کی آنکھیں چاند کے عشق کی طرح آسماں کی طرف لگی رہتی ہیں۔ میری آنکھوں کی مانند
آستیں میں گریہ رہتا ہے۔ (۳۱) باوجود حرارت طبع اور تیزی کے اس کا دامن زلال سے بھرا
رہتا ہے۔ (۳۲) اگرچکی کے پاٹ کا خرمن ہے۔ تو وہ زبان سے کھلیان کو پیس ڈالتی ہے (۳۳)
شاہ اکبر کہ اس کی ترکیب میں نور خدا شبیہ اور اللہ تعالےٰ کا سایہ ہے۔ (۳۴) چین اور حبش کے
بادشاہ تیرے غلام ہیں۔ وہ اس آستاں سے دور رہ کر لکلیقوں کے قیدی ہیں۔ (۳۵) اس لئے
چین اور ختن کے ملکوں نے تیرے دیار میں عبدہ و بندہ کے الفاظ لکھے ہیں ہم (قربان) ہیں
(۳۶) تیرے دشمن کی عمر کے باغ کی بلبل بغیر نالہ و زاری کے اور کوئی نغمہ نہیں نکالتی۔
(۳۷) اس کے جاہ و جلال کے مرغ نے اپنے علم کے شہپر کے نیچے بدخشاں سے لے کر دکن تک
کا علاقہ فتح کیا ہوا ہے (۳۸) اس کا حکم اگر چاہے۔ تاگے کی طرح آسمان کو سوئی کے ناکے سے
گذار دیتا ہے۔ (۳۹) اس کو عدل کو عجوبہ کار آسمان نوشیرواں کے عدل کے برابر کب تولتا ہے
(۴۰) یہ وہ تول سکتا ہے جو کہ جام جم کی عماف۔ شراب پینے کی تلچھٹ میں فرق نہیں کر
سکتا (۴۱) اس کے دشمن کا نطفہ باپ کی پیٹھ میں ہی اپنے کفن کا تانا بانا بنتا ہے۔ (۴۲) جب
تک سفر کا ظلم ابدی ہے۔ اور وطن کی خواہش طبیعی ہے۔ (۴۳) میرا وطن تیرے مرتبے کا آستان
ہے۔ جب تک تیری جان بدن سے سفر نہ کرے (۴۴) اس کا دل فیض کے سمندر کا گھاٹ ہے
اور اس کا گوہر راز غیب کی کان ہے (۴۵) جس کسی کو اس کا لطف زندگی بخشتا ہے۔ اسے کفن
کیجانے کی ضرورت نہیں ہوتی (۴۶) نصیب کہ مثل اس کا چہرہ آئینہ ہے۔ اور معزول کرنے کیلئے
اسی کا بخت دشمن کا دامن ہے (۴۷) اے ممدوح! تیری حرمت کی بارگاہ کا غبار عروس چمن
کے لئے عطر بیز ہے۔ (۴۸) اس کا باپ سورج اور ماں چاند ہے۔ شام اس کی عاشق اور صبح دشمن
ہے (۴۹) اس کی زبان پر خندہ ہے۔ اور گلے سے وہ روتی ہے۔ اس کا خندہ جھوٹی اور گریہ دامن تک ہے
(۵۰) اس کا گریہ سورج کے دیکھنے کے شوق سے ہے۔ اور خندہ شاہ زمن کی مجلس کی عیش کی وجہ
سے ہے۔ (۵۱) گندم کی ٹہنی ہیں انگور کے گچھے کس نے دیکھے ہیں۔ وہ بادشاہ کی بزم میں دیکھ لو۔
(۵۲) اس کا گریہ اور خندہ قلب شکن۔ بادشاہ کے دشمنوں کی عمر کی طرح پگھلا دیتا ہے (۵۳) پنجہ
خورشید کی انگلی کی طرح شاہ زمن کی طرف اشارہ کرتی ہے (۵۴) اس کا جوہر بادشاہ کے
دل کی حرم میں اس طرح ہے جیسا کہ ماہ نخشب بیژن کے کنوئیں میں تھا۔

قصیدہ ۶۴ - در فخر خود گوید

یہ قصیدہ بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف مقصور یا محذوف ہے ۔ اس کے ارکان مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن
ہیں (۱) میں وہ الگ ہوں جس نے دولت دنیا کی سیر کی ہو ۔ اور میرا خمیر جوہر قدسی کی طینت سے ہے (۲) میری
مثال صفحہ تصویر پر تو جائز ہے ۔ لیکن پردہ تصویر میں میری مثال محال ہے ۔ (۳) جب حسن صفائی کا پیالہ پیتا
ہے ۔ میں مست ہوں ۔ جب عشق اپنی پیشانی زرد رنگ ہے تو میں آپ زریر ہوں ۔ (۴) میں ایسی کمان ہوں ۔ جو
عاشق کے قد کو خمیدگی سکھاتی ہے ۔ اور غمزۂ معشوق میں تیر کو کشش دینے والا ہوں ۔ (۵) جس جگہ وفا خون کی
پیاسی ہوتی ہے ۔ میں وہاں چشم خون بن جاتا ہوں ۔ اور جہاں صفائی غسل کرتی ہو میں حوض کا پانی ہوں ۔ (۶) میں
ریاضت کرنے والے فقرا کے کندھوں پر شال اور ٹاٹ ہوں ۔ اور زلیخا منش معشوقوں کے کندھوں پر برد
اور حریر ہوں (چادر ۔ ریشم) (۷) فقر اور فنا کے ہندسوں میں ہزار والا صفر ہوں ۔ بزرگی اور بلندی کی
کھیتی میں برسنے والا بادل ہوں (۸) لذت لکنوں کے کوزوں میں چشم زہر ہوں ۔ اور بچوں کی طبیعت رکھنے
والوں کے پیالے میں دودھ کا گھونٹ ہوں ۔ (۹) جہاں ادب گا رہا ہو ۔ میں سننے والا ہوں اور جس جگہ ہنر
جلوہ فروشی کرتا ہو میں دیکھنے والا ہوں (۱۰) جوہر فرد کے بارے میں گرہ بکتا ہوں ۔ اور علت معلول کے سلسلہ میں
کثیر ہوں ۔ رنگینی میں دنیا میں لاثانی ہوں ۔ (۱۱) میں سب تمام کی روشنی میں طالب کا پاؤں ہوں ۔ اور چھوٹے
مطلب کی کشش میں ادب کا ہاتھ ہوں ۔ (۱۲) جب معشوق کے سجدے کی گرم بازاری ہوتی ہے ۔ تو میں بھی ناصیہ
سوز ہوتا ہوں ۔ اور جب معشوق کی تلوار کند ہو جاتی ہو ۔ تو میں بیہودہ مر جاتا ہوں ۔ (۱۳) میں ایسا چمگادڑ ہوں جس
کے پردوں کے نیچے خورشید صفات ہو ۔ اور میں وہ تیشہ ہوں کہ میری فریاد کی ٹہنی سے بلبل اڑتی ہے ۔ (۱۴) میں وہ
عشق ہوں جسے آسودہ دلوں کے پاس سے گزرنا تک نہیں ہے ۔ اور میں ایسا حسن ہوں جسے خونی جگر دل سے
گریز نہیں ہے ۔ (۱۵) میں مجنوں کے گھر میں جو کہ خراب ہے ۔ غبار ہوں اور لیلے کی پالکی میں جو بہشت ہو عنبر ہوں
(۱۶) قوت ناطقہ کے ساتھ گل ریز ۔ قوت سامعہ کے ساتھ گل چیں اور قوت وہم کے ساتھ نابالغ اور قوت
عقل کے ساتھ بوڑھا ہوں ۔ (۱۷) دل میں میں قوی ہوں ۔ اگر آثار مجھ میں ضعف کے ظاہر ہیں ۔ دین میں غنی ہوں ۔
اگرچہ اظہار میں فقیر ہوں ۔ (۱۸) اگر میں انگلیوں سے قلم بنا دوں ۔ تو چاند کی تختی کو خراش دوں ۔ اور ایسا تیز زبان
ہوں ۔ کہ تیر یعنی عطارد ستارے کی نظم بناتا ہوں ۔ (۱۹) زبان کی تلوار کے کند ہونے کے موقع پر سیف الدین فارابی
کا قائل ہوں ۔ اور اندیشہ کے پردہ میں ظہیر فاریابی کی عقل کو ڈھانپ دیتا ہوں ۔ (۲۰) سخن کی بلندی سے نیچے
آنے کے لئے میری طبیعت نے یہ نغمہ الاپا ۔ کہ میں اعشیٰ اور جریر ہوں ۔ (۲۱) میری طبع نے غصہ میں آکر کہا کہ میں نہیں
جانتی ۔ کہ قضا نے کس لئے تیری سرشت میں مجھے اسیر کر دیا (۲۲) اگر تو اپنے جوہر نہیں پہچانتا ۔ تو کس کان سے
ہے میری اصالت سے تجھے شرم آنی چاہیئے ۔ کہ میں بہت بر جستہ اور اصیل ہوں ۔ (۲۳) آخرکار میری طبع نے

اسپ سخن کی باگ موڑ دی اور میں اپنے راستہ سے پلٹ گیا۔ کہ حقیقت کیا یہ میری سیرگاہ نہیں ہے ۔(۲۴) میں فنا فی اللہ ہونے والے حضرات کی چوٹی پر ٹوپی کا گوشہ ہوں۔ اور اصحاب صفا کے صفحہ میں چٹائی کا نقش ہوں۔ (۲۵) بہشت کے باغ کی آب وہوا میں خوشی ہوں۔ اور بہشت کے دروازے کے بند ہونے اور کھلنے میں آمادہ ہوں (۲۶) تو فیق جب صورت کشی کرتی ہے۔ تو میں قوت دست ہوں۔ اور تحقیق جب معنی طلب کرتی ہو۔ تو میں جوش ضمیر ہوں (۲۷) میں برملا کہتا ہوں۔ کہ مجھے ظرافت پسند حضرات سے کوئی خوف نہیں ہے میں زہرہ گائن اور بدر منیر ہوں۔ (۲۸) میں دریا و کنعان ایک ہی جگہ سے ظاہر ہوئے ہیں میں معشوق تماشا طلب اور آئینہ گیر بھی ہوں (۲۹) اگرچہ میری گذر بادشاہوں کے دربار میں نہیں ہے لیکن میرے تخت کا نشان چاند کی پیشانی پر ظاہر ہے۔ (۳۰) میں جب ستاروں کے احکام لکھتا ہوں۔ تو برجیس ستارہ میرے منشی کے سامنے دوات رکھتا ہے۔ (۳۱) میں وہ چشم قرب ہوں۔ کہ جبریل بھی وحی سے تشنہ لب ہو کر میری سمیہ کی بارگاہ میں آتے ہیں (۳۲) عرفی تو کہاں جا رہا ہے۔ یہ کونسا راستہ ہے جلدی نہ کر۔ اور اس خطرناک راستہ سے اپنی باگ روک لے۔ (۳۳) تیرے قلم کی آواز سے دنیا کا دل پریشان ہو گیا اور تیرے نغمہ کشا قلم کا گلا تنگ ہو رہا ہوں۔

قصیدہ ۷۴ در منقبت امیر علیہ السلام

یہ قصیدہ بحر مضارع اخرب مکفوف محذوف میں ہے اس کے ارکان یہ ہیں۔ مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن۔ (۱) جب آہ کا بگولہ میری خاک سے بلند ہوتا ہے۔ تو زمانے کے سر پر غم کا غبار چھا جاتا ہے۔ (۲) میرا دل کیسے آرام کر سکتا ہے۔ کیونکہ طائر آرام تو درد کی وجہ سے اس آشیانہ سے بھاگ چکا ہے (۳) میرے زمانے میں زمانہ سے خوشدلی کی امید نہ رکھ۔ کیونکہ زمانے کے شیشہ میں میرا وجود غم کی شراب ہے وجود جہاں کی بجائے وجود دم رقیق چاہیے۔ (۴) اے معشوق تیرا طور وعدہ تو وفا کو فراموش کرتا ہے اور تیرے غمزے کی طرز ظلم وستم کے ساتھ ہم آغوش ہو رہی ہے۔ (۵) تیرا ذوق غم خوشی کی زلفوں میں کنگھی کرتا ہے۔ اور تیرے ہونٹوں کا شوق الم کے کو نوال کے مرکز توڑ دیتا ہے۔ (۶) تیرے وعدے سے شوق بھی پریشانی میں مبتلا ہو چکا ہے اور تیرے عشوہ سے فتنہ زمانہ بھی آشوب کی تہمت لگائے ہوئے ہے۔ (۷) تیرا ہونٹ جو کہ عدم سے لطیفہ پیدا کرتا ہے تیری آنکھ کے کشتوں کو زندگی بخشتا ہے۔ (۸) جس جگہ تیرے زندگی بخشنے والے ہونٹ دم زنی کرتے ہیں۔ وہاں حضرت عیسے علیہ السلام کو شرم کی وجہ سے دم مارنے کی مجال نہیں ہوتی (۱۰) یہ تیرے حسن کا معجزہ ہے۔ کہ جب تیرے خط سبز نے لعل آتشیں کر لکھا۔ تو قضا کا قلم نہیں چلا۔ (۱۱) اے بے وفا تم خود ہی کہو۔ کیا یہ روا ہے۔ کہ میں تو وصل سے محروم ہوں۔ اور دوسرے قابل احترام سمجھے جائیں۔ (۱۲) تیری بزم وصل میں غیر تو محرمیت کا درجہ حاصل کئے ہوئے ہوں۔ اور میرا امید کا پرندہ خوف کی وجہ سے میری

چار دیواری کے گرد بھی پر نہ مار سکے (۱۳) میرے مخالف تو تو رقیبوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے اور
میرے پنجے سے اس پیچدار زلف کو تو باہر نکالنا چاہتا ہے۔ (۱۴) میں تیری خاطر اپنی جان بھی قربان کر دوں اور
تیرے روح بخش ہونٹ مسیحائی کیے بغیر رقیبوں کے ساتھ دم زنی کریں۔ (۱۵) دوستوں کے ساتھ
تو کینہ کشی کرتا ہے۔ اور دشمنوں کے ساتھ مہر آمیز رویہ اختیار کرتا ہے۔ اگر تیرا یہی سلوک ہے تو ناچار
مجھے (۱۶) حکم عدل میں جانا پڑے گا۔ جہاں عادل بادشاہ جہاں کی سلیم طبیعت حکم کرے گی لا فیصلہ
کرے گی (۱۷) وہ حریم کہ بادشاہ نبی کے وصیت کئے ہوئے اور شرع محمدیہ کے جابر حاکم یعنی
کے بادشاہ علی رضی۔ سخاوت کی کان ہیں۔ (۱۸) آپ نعمتوں کے بخشنے والے ہیں۔ کہ ان کے داد و دہش
سے حرص کے کانوں نے بجز نعم تو (ہاں) کے نغمہ کے اور کچھ نہیں سنا۔ (۱۹) جبریل علیہ السلام کو اگر ان کی خاکِ
جناب کی قسم کھانا پڑے تو اپنے چشمہ کوثر کے پانی سے وضو کرتا ہے۔ (۲۰) آپ کی گلی کو چھوڑ کر کعبہ کے
گرد چکر کھانا اس طرح ہے۔ جیسے کوئی سمندر سے نکل کر تیمم کے لئے اٹھے۔ (۲۱) آپ کا دشمن خدا کی عبادت
سے وہی درجہ حاصل کرتا ہے جو کہ برہمن بت پوج کر حاصل کرتا ہے۔ (۲۲) میں نے ان کی عزت و قدر
دیکھ کر انہیں آسمان کہنا چاہا۔ تو قضا نے کہا۔ کہ مدح اور ذم میں تمیز نہ کرنے والے (۲۳) انہیں آسمان کہنا
چاہتا ہے اور تو یہ نہیں دیکھتا۔ کہ وہ تو لطف و کرم کے منبع ہیں اور یہ آسمان ظلم و ستم کے صادر ہونے
کی جگہ ہے۔ (۲۴) اگر ان کی ولایت کی مشاطہ آرائش کو ہے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اعجاز تینوں کو
آراستہ کرے (۲۵) آپ کی بارگاہ کا طواف کرنا شرف و عزت کا سرمایہ ہے۔ آپ کے مرتبہ کا خاندان قدم
کا ہمسایہ ہے۔ (۲۶) آپ کی فطرت کے باغ میں مسیحا بھی ایک نسیم ہیں۔ آپ کی حشمت کی فوج میں سلیمان علیہ
بھی جار ہیں۔ (۲۷) روضہ ارم کے ساتھ آپ کے لطف کے باغ کے دعوےٰ نے بہشت کی حوروں کو حیرت
میں بکھر دیا ہے (۲۸) آپ کے خنجر نے زمین پر اتنی نمی پہنچائی ہے کہ لڑائی کے میدان کی زمین خون سے
ہرگز خشک نہیں ہوتی۔ (۲۹) وہ کینہ پرور جو آپ کے بغض سے دم مار رہا ہے۔ اور وہ خون گرفتہ
جو آپ کے کینہ کے ساتھ علم کشی کر رہا ہے۔ (۳۰) زمانے کی تلوار کھینچ کر لڑائی کا ارادہ کرتا ہے اور وہ سرا خدا
کے قہر کے ساتھ میدان جنگ میں قدم رکھ رہا ہے۔ (۳۱) شام کے وقت جو آسمان جفا پیشہ شفق کا رنگ
اختیار کرتا ہے یہ مہر خاور کے اثر سے ہرگز نہیں (۳۲) بلکہ اس نے آپ کے حکم سے سرتابی کا خیال کیا تھا
اس لئے تیرے نیزے کے خوف نے اس کے جسم میں خون پیدا کر دیا ہے۔ (۳۳) اگر آپ کی حفاظت ستون نہ بنے
تو حوادثات کے تھپیڑوں سے یہ نیلے رنگ کے خیمے (آسمان) اکھڑ جائیں (۳۴) اے شاہ زماں۔ میں ہی اکیلا ہوں
کہ درد و غم۔ اور غصہ متصل ہو کر اس طرح میرے پیچھے آتے ہیں جس طرح جھنڈے کے پیچھے سپاہ آتی ہے۔
(۳۵) جب سے کہ میرا مقام وجود کے دسترخوان پر ہے۔ زمانے نے مجھے غم کی نعمتوں سے پالا ہے (۳۶)
جس جگہ بھی غم ہے وہ میری ہی تحویل میں ہے۔ اب شاید دوسروں کے لئے مجھے کھیے گا۔ (۳۷) اے عرفی تری نظم

ختم ہونے والی نہیں ہے۔ اب مجھے اس قصیدہ کو دعا کے ساتھ ختم کرنا چاہئے۔ (۳۸) جب تک کہ میرا خامہ خیال جو نقاش معنوی ہے۔ آپ کی مدح کو ہستی کے صحیفہ پر لکھے گا۔ (۳۹) تیرا دشمن جو کوئی ہے۔ گناہ کی صورت بنتا ہے اور قلم کی زد سے بے قرار اور افسردہ ہے۔

قصیدہ ۴۸ در فخر ارادت خود بجناب علی علیہ السلام

یہ قصیدہ بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف مقصور میں ہے۔ جس کا وزن یہ ہے۔ مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن۔ (۱) میں وہ درخت طوبیٰ ہوں۔ جس کا پھل اور پتے انگارے اور داغ ہیں۔ اس کی شاخوں کے نیکو اور کوے سمندر (آگ کا کیڑا) ہیں۔ (۲) میں وہ باغ ہوں۔ کہ اس کے درختوں کو اگر باغباں خون دل سے پانی نہ دے۔ تو وہ خشک اور بے پھل رہتا ہے۔ (۳) میں سرتاپا زخم اور جراحت ہوں۔ جس کے خواب راحت کے لئے ہیرا لبستر ہے۔ (۴) میں وہ خستہ تپ ہوں۔ کہ صفراوی بخار اور خون کے جوش میں آتش جگر اسی کی فصد کھولنے والی اور شعلہ نشتر بنتا ہے۔ (۵) میں عشق کے لالہ زار باغ میں وہ باہر ہوں جس کے سر پر شجر طور کے شعلہ کا تاج ہے۔ (۶) میں وہ ملامت کے زہر میں بجھائی ہوئی تلوار ہوں۔ کہ سر سے لے کر پاؤں تک زخموں کے اثر ہی میرے جوہر ہیں۔ (۷) میں وہ قدلہ ہوں۔ جسے خشک ایندھن سے اُنس ہے اور اسی کی خاک عود و عنبر کی پیشانی کی صندل فروشی کرتی ہے۔ (۸) میں وہ کشتی ہوں۔ جو سمندر سے موجوں کے شعلے باہر نکالتی ہیں۔ اور اسی کی طوفانی موجوں کی آشوب گاہ اس کا تماشہ ہے۔ (۹) میں وہ سمندر ہوں۔ جسے جوہری کی تلاش ہے اور پیاسوں کا دوست ہے۔ بجلی اس کی موجیں اور سینے کے چھالے اس کے موتی ہیں۔ (۱۰) میں وہ کشتہ ناز ہوں۔ کہ جس کے زخموں کے مرہموں میں حلوائی کی دکانیں ہیں جو کھانڈ سے بھرپور ہیں۔ (۱۱) میں وہ دنیا ہوں۔ کہ عرش سے لے کر فرش تک تمام اشیا بغیر صورت زمینی مجھ میں مصور ہیں۔ (۱۲) میں بیت المقدس کا وہ مسافر ہوں جس کی رہنما جبریل علیہ السلام کی چھینک ہے۔ (۱۳) میں عبارت کو مختصر اور معانی کو دراز کرتا ہوں۔ کیونکہ میں وہ بلبل ہوں جو باغ حیدر میں نغمہ زنی کرتا ہے۔

قصیدہ ۴۹ در مدح خانخاناں

یہ قصیدہ بحر مضارع اخرب مکفوف مقصور میں ہے۔ جس کے ارکان مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن ہیں۔ (۱) جب سے پھر مجھے زمانہ سے وصال یار سے محروم کر دیا ہے میں کیا کہوں۔ کہ زمانے نے میرے زمانہ شوق کے ساتھ کیا کیا۔ (۲) اس ہاتھ پر جس نے کبھی وصل کے کرشمے کو نہیں اٹھایا تھا۔ لیکن زمانہ نے اسے قبائے ہجر کی بند آشنائی دے دی ہے۔ (۳) وہ فتنہ کی اجناس جو زمانے نے شہر غم میں خریدی تھیں بہ قحط متاع کیوجہ سے زمانے نے مجھے عطا کر دی ہیں۔ (۴) وہ زہر کے چشمے جو فتنہ کے باغ میں تھے۔ زمانے نے

میرے ہر گیاہ کی جڑ دل پر صرف کر دیئے ہیں (۵) مجھ جیسا ستم خریدنے والا بازار میں نہیں ہے۔ زمانے
نے مجھے جلدی فروخت کر کے غلطی کی ہے۔ (۶) میرے دردِ الم نے جس ولایت میں اپنے اثر کی بنیاد ڈالی
زمانے نے وہاں بیماروں کا موت کے ساتھ علاج کیا۔ (۷) وہ زہر جو زمانے نے میرے پیالہ میں ڈالا اس
کی کڑواہٹ سے امید اور یاس کا دماغ جل گیا۔ (۸) زمانے نے ہماری مجلس میں تمام شعبے اور آوازے
نغمہ سرائی کے موقع پر ادا کر دیئے۔ (۹) اے دل تو ٹیڑھی ٹوپی رکھ اور نا امیدی پر بھروسہ کر جب سے
زمانہ نے تیری امید کی قبا کو چاک کیا ہو۔ (۱۰) اے دل پیالہ پی لے اور مستی زیادہ کر۔ کیونکہ زمانے
نے زہر ہجر سے تیرے نشہ کو بڑھا دیا ہے (۱۱) وہ ہاتھ جو آستین کو بھی اپنا منہ نہ دکھاتے تھے۔ زمانے نے
ان ہاتھوں کو دعا کے لئے کوشش کے دامن کا محتاج کر دیا ہے۔ (۱۳) زمانے نے ہر ظلم کا وعدہ جو کوئین
کے ساتھ کیا ہوا تھا۔ وہ ازراہ محبت ہمارے ساتھ پورا کر دیا ہے۔ (۱۴) ہر تیر جو کربلا کے شہیدوں پر لگایا
گیا۔ زمانے نے اس کے زخموں کو ہمارے سینہ پر نثار کیا تھا۔ (۱۵) امید سے ڈبے اور دعا کے خزانے
کے لئے کوئی موتی نہیں ملا۔ زمانے نے میرے دل کے ہاتھ کو رضا کے گریبان میں ڈال دیا ہے۔ (۱۶) عرفی
مجھے حیرت ہے کہ بغیر گناہ کی نسبت کے زمانے نے ہم کو تیغ جفا کا قیدی بنا دیا ہے۔ (۱۷) کیا میں اپنے داد۔
کی حمایت میں نہیں ہوں۔ اگر ہوں تو زمانے نے مجھ پر صریح ظلم کیوں کیا ہے۔ (۱۸) شاید زمانے نے مجھے
اس کے تمام دشمنوں سے شمار کیا ہے۔ اسی لئے یہ ظلم بطور سزا کے کر رہا ہے۔ (۱۹) وہ داور عقل مند
خانخاناں ہے۔ اسی کی دولت کی شان و شوکت کی وجہ سے شرمندگی زمانے نے ہما کے سایہ کے نصیب
کر دی ہے۔ (۲۰) جس جگہ اس کے عدل کے پہلوان بہادر نے تلوار کمر پر باندھی۔ تو زمانے نے تیغ حادثہ
اپنی کمر سے کھولدی۔ (۲۱) وہ مست جس نے کبھی دمل کے ہاتھ کو نہ چوما تھا۔ اب زمانہ نے اسے بادصبا
کا بامزد کر دیا ہے۔ (۲۲) زمانے نے اس کے ایوان رفعت کے سایہ کی آرزو میں آسمان کی بلندی کی تعمیر کی۔
(۲۳) زمانے نے اسے اور دشمن کو امید اور خوف فتوی نویسی کر دیا ہے۔ (۲۴) زمانے اس کے اور دشمن کے
کے چہرے کو صبح اور شام سے آلودہ کیا ہے۔ (۲۵) زمانے نے موت کو تیرے عدل پرور حکم کے عتاب سے
فنا کا قاصد کر دیا ہے۔ (۲۶) تیرے قہر کے زمانہ میں، جس کسی نے آبادی اختیار کی زمانہ نے اسی کے گھر کی بنیاد
الو کے سایہ میں ڈالی۔ (۲۷) زمانے نے تیرے لطف و کرم کے آفتاب میں زردو رنگ کو رنگ حنا کا بالانشین
کر دیا ہے (۲۸) زمانے نے تیرے التفات عام کی وجہ سے کساد بازاری کو دعا کی متاع کی آرائش مند دیا ہے
(۲۹) زمانہ بہشت کے باغ کو تیرا تحفہ بنانا چاہتا تھا۔ لیکن تیری بلند ہمتی کی وجہ سے اسے دیتے ہوئے شرم
آئی۔ (۳۰) زمانے نے جب گلزار عمل کو تیرے شاہد عمر کے سپرد کرتے ہوئے مجھے اپنے بخت کی بڑی تعریف کی ہے
(۳۱) زمانے نے بہت بار آئینہ کی طرف دیکھا ہے لیکن تیری محبت کی شکل اس کی آنکھوں سے نہیں جاتی
(۳۲) زمانے لامکان کی دوسری طرف سے جب تیرے مرتبے کے اژدہام کو دیکھا۔ اس نے تاکید کر دی سب ملا ہے

(۳۳) زمانہ نے ثبوت خلد کو تسلیم کر لیا جبکہ دہر عنبر عتاب پر دلیلیں دی جانے لگیں۔ (۳۴) زمانے نے باد صبا کے منہ میں مٹی ڈال دی۔ اگر تیرے فیض کی آواز کسی شہر میں نہیں گئی۔ (۳۵) تیرے حکم نے اگر از راہ مصلحت بھی چند قدم حل پر ٹھوکر کھائی تو زمانے نے قضا و قدر کے گلے میں دستار ڈال دی (۳۶) اے عقل مند داور ذرا مہربانی سے میری بات بھی سن تاکہ غلام یہ عرض کرے۔ کہ زمانہ نے میرے ساتھ کیا کیا۔ (۳۷) زمانے نے مجھے از راہ بندگی درہموں سے خرید کر ایک دلبر کے ہاتھ بیچ دیا۔ (۳۸) وہ ایسا شوخ ہے۔ کہ زمانہ اسی کی فتنت کے خوف سے اپنی جان کے لئے اسی کے وجود کی دعا مانگتا ہے۔ (۳۹) وہ ایسا ہے کہ اس کے حسن کے معترض لوگ کنعان کی مدیب کے موتی (حضرت یوسف علیہ السلام) تک بھی نہ لیں گے (۴۰) کچھ مدت تو اس کے کرشمہ نے مجھے شکستہ دل پر مقرر کر دیا لیکن اب زمانے نے ان لوگوں کی وجہ سے مجھ پر ظلم کیا (۴۱) زمانے نے اس آمیزش کو جو میرے اور اس کے درمیان دودھ اور شکر کی سی تھی۔ از راہ حیلہ جدا کر دی۔ (۴۲) اگر میں اسے بیان کروں جو زمانے نے میرے ساتھ کیا زمانہ خود اسے سن کر داغ داغ ہو جائے۔ (۴۳) میں نے زمانے سے کہا۔ ایسا نہ کر۔ میں آسمان کے پاس شکایت لیجاؤں۔ وہ سنسار اور اس نے ایک فتنہ کا لشکر بھیج دیا۔ (۴۴) جب میں نے اس سے ممدوح کے پاس شکوہ لے جانے کو کہا۔ تو وہ شرمندہ ہو گیا۔ اور اس نے انکار کیا۔ (۴۵) میں نے زمانے کو کہا۔ کہ مجھے تیری دوستی کی بنا پر کوئی اعتماد نہیں ہے۔ اس نے ممدوح کے عدل کو ضامن بنایا۔ (۴۶) جب میں زمانے سے یہ کہتا ہوں۔ کہ ایسی حرکات مت کرو۔ تو وہ ذرا نرم زبان کی آواز دیتا ہے۔ (۴۷) میں نے زمانے سے جو مطلب بھی پورا کرنے کے لئے کہا۔ تو اس نے سامان جمع کرنے کی بنیاد ڈال دی۔ (۴۸) حاصل کلام زمانے نے جب زمانے کے داور کا نام سنا۔ تو اس نے صلح و صفائی کے لئے سو طرح کی عاجزی کی۔ (۴۹) جب میں نے زمانے کے کئے کے قصے شمار کئے۔ تو اس نے شرمندہ ہو کر ایفائے عہد کا وعدہ کیا۔ (۵۰) اے عرفی اپنے داور کیلئے دعا کر۔ کہ جب سے زمانے نے اس کا نام سنا ہے۔ تو تیری حاجت پوری کر دی ہے۔ (۵۱) جب تک ناامیدی کے ملک میں خاک نشینوں میں لوگ یہ شکایت کرتے رہیں۔ کہ زمانے نے ہم پر ظلم کیا ہے۔ (۵۲) اس وقت تیری مرادوں کے ملک میں یہ آواز آتی رہے۔ کہ زمانے نے تیری مرادوں کے ہزار محل تعمیر کر دیئے ہیں۔

قصیدہ ۵۰ در منقبت جناب امیر علیہ السلام

یہ قصیدہ بحر مجتث مخبون محذوف میں ہے۔ اس کے ارکان مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن ہیں

۱۔ اللہ اللہ۔ یہ آسمان کیسا شتاب گھوڑا ہے۔ کہ اس کے آئینہ کی طرح روشن نعل نے زنگ کا رنگ نہیں دیکھا۔ (۲) اگر اس کے میدان میں غم آ جائے۔ تو اس کا تنگ دل غم کے ہجوم سے اور کھلتا ہے۔

١٨١
١٨١

طرح کدورت کا زنگ دور کر دیا ہے۔ (۲۵) کہ خود شاہد ایمان البعارت کا سرمہ بنانے کے لئے بتان فرنگ کی زلفوں کی شکنوں کی سیاہی لے جاتا ہے۔ (۲۶) اگر اس کے لطف و کرم کا بادل پہاڑوں پر برسے۔ تو پہاڑ بھی پانی بن جائے اور صفحہ سنگ میں سما جائے۔ (۲۷) آپ وہ بادشاہ ہیں کہ آپ کی حمایت کی گرمی کی وجہ سے شاہین کے انڈوں پر کلنگ بیٹھی ہوئی ہے (۲۸) ازانا آپ کے مرتبہ کے پہاڑ سے اس لئے منسوب ہونا چاہتا ہے کہ وہ نور اور سایہ کے لباس میں پلنگ کی صورت اختیار کرنا چاہتا ہے۔ (۲۹) اگر آپ اپنی روشن ضمیر کو امور کے انتظام کا کام سپرد کر دیں، تو طبع زنگ میں روشن گری کی خوبی پیدا ہو جائے۔ (۳۰) آپ کی رائے کی عینک کی مدد سے نظارت کا اندھا نغمہ سے صورت آہنگ مشاہدہ کرے۔ (۳۱) جب قضا و قدر نے آپ کے مرتبے کی دنیا کو بنانا چاہا۔ تو پہلے نمونہ کے طور پر دنیا کی صورت بنائی۔ (۳۲) آپ کے مرتبہ کی دنیا کا محیط وہ نسبت رکھتا ہے کہ انہی شان و شوکت پر یہ دائرہ تنگ نہیں ہے۔ (۳۳) اگر آپ کی حفاظت سمندر میں اپنا خیمہ لگائے تو یہ محال ہے۔ کہ مگر مچھ کشتی کو پانی میں توڑ ڈالے۔ (۳۴) اگر آپ کی طبیعت محمل طراز نہ ہوتی۔ تو کب علم کی دلہن دانائی کے ہودج میں بیٹھتی۔ (۳۵) اگر آپ کے دشمن کے دل سیاہ کو آسمان سے نسبت دے کر یہ کہیں۔ کہ وہ ہیئت۔ اور رنگ میں گویا کی مانند ہے (۳۶) تو آسمان کا دائرہ اس قدر تنگ ہو۔ کہ تمام عناصر قیمہ کی مانند باہر آ جائیں۔ (۳۷) آپ کے قہر کے شعلے کا فروغ اگر سمندر میں پڑے تو تمام چشموں سے کیکڑوں کی بجائے سمندر (آگ کا کیڑا) پیدا ہو۔ (ارحام کی بجائے دیکھا رچاہیے)۔ (۳۸) اب مجھے جلدی معنوں کی باگ ہاتھ میں پکڑ لینی چاہیے جس کی وجہ سے آپ کی ہیبت دشمن کے منہ سے رونق اڑا لیجائے۔

قصیدہ ۱۵ در حال نفوس انسانیہ

یہ قصیدہ بحر مجتث مثمن مخبون محذوف میں ہے۔ اس کے ارکان مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن ہیں۔ (۱) اے عرفی۔ جوانی کا رنگ اڑ گیا۔ تاہم تیری خود نمائی اور رعنائی اسی طرح ہے اور جس دنیا میں تو پیدا ہوا، ابھی وہیں ہی ہے۔ (۲) مجھے حیرانی ہے۔ کہ کونسی دوا تجھے اس درد سے نجات دے گی کہ تو عین بے وقوفی میں مبتلا ہے اور تجھے اپنے اوپر دانائی کا گمان ہے۔ (۳) اب تجھے جہالت نے کس قدر خراب کیا ہوا ہے۔ اور عقل و دانش بھی تجھ سے جدا ہو چکے ہیں، تمہارا درد تو بہت بڑا ہے لیکن تم صبر کئے ہوئے ہو۔ (۴) اگر تو آئینہ اعمال میں اپنی بری صورت دیکھے۔ تو تو شرم کی وجہ سے چاہ ذیل دوزخ کی ایک گہری گھاٹی میں گر پڑے۔ (۵) زمانہ تیرے لئے تابوت کا سامان کر رہا ہے۔ اور لیکن تو گوشہ مسند سے نیچے نہیں آتا۔ (۶) تیری اپنی آستین میں ہزاروں مکر و فریب پوشیدہ ہیں۔

لیکن تو اپنی دانش کی وجہ سے گوشہ کلاہ کو عرش تک پہنچائے ہوئے ہے۔ (۷) اے عرفی تو تندرست ہے
لیکن اپنی مومیائی کی خواہش کرتا ہے اور جو شکستہ دل ہے وہ شکستگی کو ہی اپنا علاج سمجھتے ہیں۔
(۸) تم یہ نہ کہو۔ کہ میں جوہر الماس ہوں اور پتھر سے بالکل محفوظ ہوں۔ تو ایک کانچ ہے۔ اور
زمانہ تیرے لئے ہر وقت اپنے ہاتھ میں پتھر لئے ہوئے ہے۔ (۹) اب تجھے یہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ
آسمان بھی ایک دن عنقا ہو جائے گا۔ مٹ جائے گا۔ پھر تو اپنی ہستی کا دعویٰ کرتا ہے۔ کیا بیہودہ
بکواس کر رہا ہے۔ (۱۰) اگر تو اپنے حلق کو تلخئ غم سے آشنا کرے۔ تو میرا خیال ہے۔ کہ تو بے غموں
سے زیادہ آسودہ ہو جائے۔ (۱۱) اے سرد طبیع تو اب بوڑھی ہو گئی ہے۔ لیکن تجھ بدنصیب کے
طالع میں اب بھی فتنے پیدا کرتی ہے۔ (۱۲) اے عرفی! اپنی تمام ہمت بہشت طلبی پر نہ لگا۔ قرب دوست
بھی کوئی چیز ہے۔ اگر تم سرگرم سودا ہو۔ تو قدم ذرا آگے رکھو۔ (۱۳) تیرے بال بچپن میں ہی سفید
ہو گئے ہیں۔ اور تو بے وقوف ہے۔ اس لئے تم بطن سے ہی بہشت کی ہوس لے کر پیدا ہوئے ہو۔
(۱۴) اہل بینش ہمہ تن وصال کی بارگاہ میں چشم بنے ہوئے ہیں۔ لیکن تو ہمہ تن دست و شکم بن کر من و سلویٰ
کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ (۱۵) تیرے حساب میں اسی لئے نمایاں فرق ہے۔ کہ تو سرو کا قد تو دیکھتا نہیں
ہے مگر سایہ ناپتا رہتا ہے۔ (۱۶) تو اپنے جسم پر برص کے داغ رکھتا ہے۔ اور انہیں کپڑے کے نیچے پوشیدہ
کئے ہوئے ہے۔ لیکن اہل بصارت کے سامنے ننگا آتا ہے۔ (۱۷) تجھ سے رنا ہوسنت کس طرح
پرہیز کرے۔ کہ تو ناموس شکن بے صبر اور ناشکیبا ہے۔ (۱۸) تم اپنے گناہوں کیلئے کیوں کر
عذر پیش کرو گے۔ ذرا اپنا لعاب دہن تو چکھو۔ تو تمہیں معلوم ہو کہ کھانڈ چبا رہے ہو۔ (۱۹) اگر تم قیامت
میں اسی طرح شکر فروش بن کر آئے۔ تو سارا محشر مکھیوں سے پر ہو جائے گا۔ (۲۰) تم بہت جلدی اپنی
باگ کو تیز کرو۔ اور اپنے آپ کو علم کے منتہیٰ تک پہنچاؤ۔ اس سے کیا فائدہ ہے۔ کہ تم جہالت کی انگلی
چبا رہے ہو۔ (۲۱) دیوانگی کو اپنے سر سے رکھ دے۔ اور عقل کے ہاتھ پکڑ لے اور اگر یہ بہانہ مسلم
نہیں ہے۔ کہ تم شیدا ہو۔ (۲۲) عصا اپنے ہاتھ میں لے کر نیتی کی تکبیر پڑھو اور چل دو۔ کہ محبت تم
سے یہ نہیں مانے گی۔ کہ تم ناتوان ہو۔ (۲۳) اے عرفی تم میں دو باتیں ہیں۔ اور دونوں تو بہ ہے
کہ تم بیہودہ بکواس کرنے والے ہو۔ اور دوسرے عمر کو ضائع کرتے ہو۔ (۲۴) بات لمبی ہوتی جا رہی
ہے۔ یہ فسانہ میں کب تک بڑھاتا رہوں۔ اگر تم سچی بات سننا چاہتے ہو۔ تو یہی کافی ہے۔ کہ تم خود آگاہ
(۲۵) اے عرفی اگر تمہیں خواہش ہے کہ میں بیان کر دوں۔ کہ کیسے رہنا چاہیئے۔ تم کیسے ہو۔ ذرا دیکھو
لو۔ کہ تم اس حالت کو پلٹ دو اور سیدھی راہ پر لگ جاؤ۔

قطعات

قطعہ (۱) - در نعت صلعم

(۱) اے میرے طائرِ دل تو مجھے عرش سے پستی کے گڑھے میں پھینک دیا۔ (۲) اے ستم دوست تو نے مجھے بہشت کے دروازے سے تکلیفوں کی تنگ جگہ میں بھیج دیا۔ (۳) اے گمراہ تو نے مجھے راہ قدس سے فنا کی بیرگاہ (دنیا) میں بھیجدیا۔ (۴) اے عروس! جس نے اپنے جلوے کے لئے مجھے دو نوں دنیا میں بھیجدیا۔ (۵) اس تاکہ میں تجھے غیب کی بات بتاؤں۔ تو نے ایسا کر کے کیا حاصل کیا۔ بعد کس درجہ پر پہنچا دیا۔ (۶) تجھ میں دو دنیا سے معانی تھے لیکن تو نے انہیں مٹا دیا۔ (۷) ہماری صورت تو نے ہمیں نہیں بخشی۔ ہمیں وہ صورت عطا کی۔ جو کہ مردم گیاہ کی ہوتی ہے۔ (۸) تو دنیا میں استعداد سے بھرا ہوا آیا لیکن روح کو تو نے نہار منہ ہی بھیج دیا۔ (۹) وہ آبرو جس کی خواہش فرشتہ بھی رکھتا ہو تو نے اسے ہوا و ہوس میں تباہ کر دیا۔ (۱۰) وہ پرانا زخم جسے نمک درست کرنے والا ہو تو نے اس کی دوا کرنا شروع کر دی۔ (۱۱) جہاں کہیں تو نے ہوا و ہوس کا بخیہ دیکھا۔ اسے امید کی قمیص میں صرف کر دیا۔ (۱۲) تو عاجزی اور نیاز کی بجائے تکبر اور ریاکاری میں گرفتار ہو گیا (۱۳) جہاں کہیں تو نے حرص کا بیج چنا۔ اسے اہل عطا کی زمین میں بھیجدیا۔ (۱۴) جس مقام پر روح بھی لغزش کھا جاتی ہے۔ وہاں تو نے عشق کو بے عصا بھیجدیا۔ (۱۵) جس کسی نے بیہودگی کی وجہ سے اپنا سر باہر نکالا۔ تو نے اسے ارض و سما کے پاس بھیجدیا۔ (۱۶) تو نے شہرت حاصل کرنے کے لئے بادہائے شمال اور صبا کے ہاتھ تحفے بھیجے ہیں۔ (۱۷) تو نے غلطی سے شہرت سلیمان کو سبا کے ملک میں بھیجدیا۔ (۱۸) تو نے زہرہ سوز نغمے اور لات و عزات دگر سہیل اور سہا ستاروں کے پاس بھیجدیئے۔ (۱۹) جو کچھ حضرت جبریل نے تجھ سے پوشیدہ کہا۔ تو نے اس کو ظاہر کر دیا۔ (۲۰) جو کچھ تو نے کعبہ قدس سے حاصل کیا۔ وہ سب کا سب بت خانوں کے سپرد کر دیا۔ (۲۱) قضا و قدر نے جو کہ تیرے حرم کو عطا کیا تھا تو نے اسے اژدہے کے منہ میں ڈال دیا ہے۔ (۲۲) کبھی رزمی قصیدے جنگجو بہادروں کو دیتا ہے (۲۳) کبھی آہ و زاری سے بھرا ہوا قصیدہ اہل ماتم کے پاس بھیجدیا۔ (۲۴) بادشاہوں کی اگر جھوٹی تعریف نہ کی۔ تو دعا ہی بھیجدی (۲۵) جو شخص تیرے دیکھنے کے لئے آیا۔ اگر کوئی فرق نہ تھا۔ تو تمنا سے بھیجدیا۔ (۲۶) تو نے صد ہا دیباچے لکھکر ہمیشہ جابجا بھیجے ہیں۔ (۲۷) کبھی تو نے مسائل علما کے رد میں قلم اٹھا کر لا بھیج دیا۔ (۲۸) کبھی مسائل علما کی خاطر تو نے ایسا بھیجدیا۔ (۲۹) کبھی تو نے نظم اور نثر سے شاگردوں کے پاس مرحبا اور

پیدا بھیجدیا۔ (۳۰) کبھی تو نے دوستوں کے ساتھ نغمے گائے (۳۱) بصورت مختصر جس راہ میں تو نے قدم رکھا۔ تو نے پاؤں کے مغز میں کانٹے ڈالدیئے (۳۲) بے پرہیز نفس کے ناسور کے زخم کو تو نے عیسیٰ شفا کے پاس بھیجدیا۔ (۳۳) جہاں کہیں شاہد مطلب پیدا ہوا۔ اس نے برقع کشا شوق بھیجدیا۔ (۳۴) جہاں کہیں شاہد مطلب پیدا ہوا۔ اس نے برقع کشا شوق بھیجدیا۔ (۳۴) جہاں ابلیس نے شہوت ظاہر کی۔ اس کی راہ تمام عصمت بتادی۔ (۳۵) تو نے تقاضائے نفس سے نیکیوں حسین پر پر نشتر کربلا بھیجدیا۔ (۳۶) اگر تیرا غرور بڑھا۔ تو تو نے درویش کے پاس شوربے کا پیالہ بھیجدیا۔ (۳۷) اگر تو کسی ننگے کو کپڑے دیتا ہے۔ تو اس امید پر کہ بہشت میں ریشمی کپڑے ملیں گے۔ (۳۸) جہاں فقر نے میزبانی کی تو سو پیٹ بھر دل کو بھیجدیا۔ (۳۹) جہاں عیش و عشرت کی دعوت ہوتی ہے۔ تو نے سیکڑوں تغافل بھوک کے بھیج دیئے۔ (۴۰) اپنی امید کے کلیاؤں کے دھوئیں کو ہما کے حلق میں بھیجتا ہے (۴۱) جہاں کہیں تملق کی فوج تھی۔ تو نے مدعا کے پاس بھیجدیا۔ (۴۲) اگر کسی سے ذرا سی بری بات ظاہر ہوئی۔ تو نے اسے گناہ میں شمار کیا۔ (۴۳) اگر کوئی ناروا بات تجھ سے صادر ہوئی تو کہدیا۔ کہ اتفاق ہو گئی۔ (۴۴) جہاں کہیں کثرت دم نیازی واقع ہوا۔ صبر کے گریبان کے حوالے کر دیا۔ (۴۵) اول صبح کے نور کا پرتو چراغ فنا کے سپرد کر دیا۔ (۴۶) روشن جگہ کی ایمان کی شمع کو کر دریا کی چار دیواری کے حوالہ کردیا۔ (۴۷) جیسے ہی تیرا شباب حیات آیا۔ تو اسے ویسے ہی فنا کر دیا۔ (۴۸) تو نے زندگی مستعار کو ہوا و ہوس میں گذار دیا۔ (۴۹) اس جوہر سے جو رکھنے کے قابل تھا۔ تو دار آخرت میں کیوں بھیجا (۵۰) یا تو تجھ میں دین تھا ہی نہیں۔ اگر تھا۔ تو کیا کیا۔ اور کہاں کیا۔ (۵۱) خبردار۔ اب چلو۔ تو نے دوزخ کو خوب سر و سامان بھیجا ہے۔ (۵۲) تو مجھے دعا دے۔ یا لعنت بھیجے۔ تو دوزخ کا عمدہ سازوسامان بھیجا۔ (۵۳) آخر اگر تیرا نام دل ہے۔ تو تو نے یہ نام دنیا میں کیوں بھیجا۔ (۵۴) میں خاموش ہوں۔ بے مروتی نہیں کرتا۔ تو نے اپنا گریہ و زاری بطور شفیع کے بھیجا ہے۔ (۵۵) تو نے اپنے آپ کو نیکی کے راستے سے برائی کے سیکڑوں راستوں پر ڈالدیا۔ (۵۶) تو نے برا نہیں کیا۔ تو آپ نے شفاعت لب مصطفےٰ سے کرائی ہے۔ (۵۷) وہ ایسے داور ہیں کہ جن کی نعت کو قدسیوں نے بطور غذ کے بھیجا (۵۸) آپ کی تعریف کے اٹھانے سے آسمان بھی کبڑا ہو گیا۔ (۵۹) اے مخاطب۔ تو اس کی محبت کے پاس اپنا دل لے گیا گویا کہ تانبے کو کیمیا کے پاس لے گیا۔ (۶۰) تو نے اپنی دولت سعادت کو ہما کا سایہ بخشنے والے کے پاس بھیجا۔ (۶۱) تو نے اپنی دعا کو تاکہ قبول ہونے کے عوض میں بشیر نعیم رسول اکرم صلعم کے پاس بھیجا ہے۔ (۶۲) تو نے آپ کے معجزہ کے دلیل کو سو طریقہ سے خدا کے ثبوت میں پیش کیا۔ (۶۳) تو نے آپ کے دشمنوں کو لعنت کی کوفت سے تحت الثریٰ تک پہنچا دیا۔ (۶۴) آپ نے پیغام پہنچاتے وقت صبح ایمان کو شام کفر تک پہنچایا۔ (۶۵) مجھ ایسے

سگ نفس کا قطعہ زبان ادا تک پہنچا دیا۔ (۶۶) زخمیوں کو تو نے مژدہ صحت کا تکیہ بھیجا ہے (۶۷) آپ نے گمراہوں کو ذلت کی سیاہی میں شمع ہدایت کا نور بھیجا ہے۔ (۶۸) جب اہل بہشت آپ سے واصل ہو چکے۔ تو آپ نے جا کر جناب امیر کو بھیج دیا ہے۔ (۶۹) دشمنوں کا سر وجود سے دشمنی رکھتا تھا اس لیے آپکا مظہر لافتی (حضرت علیؓ) کو بھیجدیا۔ (۷۰) آپ نے علم و حکمت کی وجہ سے دونوں عالم کو عطا کے تحفے بھیجے ہیں۔ (۷۱) عرفی کو جو کہ چشمہ نہر ہے۔ نہم وذکا کا پانی بھیجدیا ہے۔ (۷۲) میرے لیے جو کہ ہنر سے خالی ہاتھ ہوں۔ میرے لئے شرم و حیا کے خزانے بھیجدیئے۔ (۷۳) میں روضہ کی خواہش کس طرح کروں۔ جبکہ دونوں جہاں کو تو نے ملا دیا ہوا ہے۔ (۷۴) آپ نے جب اپنی محبت مجھے دے دی ہے۔ بہشت دینے میں آپ کب کوتاہی کرتے ہیں۔ (۷۵) میرے ہونٹوں پر اگرچہ آپ نے بڑے شوق سے نعت و ثنا کا نوش بھیجا ہے۔ (۷۶) لیکن میں نے اپنے ہونٹوں کو بند کر لیا۔ کیونکہ آپ نے ادب میرا ارادہ تماشا بنا دیا ہے۔

قطعہ ۲ ۔ در تہنیت تولد فرزند بادشاہ

(۱) سو شکر ہے کہ جاہ جلال کے خاندان کا فخر دایہ اقبال کے دامن میں پیدا ہوا (۲) بادشاہ کی توجہ کے دریا کو دیکھو۔ کہ اس نے کیا ہی بے بہا موتی پیدا کیا۔ (۳) یہ قطرہ ہزار چشم کی صورت اختیار کرے گا۔ کیونکہ یہ فیض کبریا کے چشمہ سے پیدا ہوا۔ (۴) یہ دانہ ہزار دانے بن جائیگا۔ یہ سایہ خدا کی کھیتی سے پیدا ہوا ہے۔ (۵) اگر یہ بہا پیدا ہوا ہے۔ تو بادشاہ کی مہربانی سے سورج بن جائیگا۔ (۶) اس کو میں یا آسمان جانتے ہیں کہ کعبہ اقبال میں آسمان نے کسے پیدا کیا۔ (۷) اخلاص کے نذر کا یکتا موتی بادشاہ کے نثار کے لئے پیدا ہوا۔ (۸) اس کی پیشانیئے طالع کے متعلق تو کیا جانتا ہے۔ کہ وہ قبیلہ وفا کا سردار پیدا ہوا۔ (۹) میں اس کے لئے کیا دعا کروں۔ کیونکہ بخت نے جب اس کا دامن پکڑ لیا۔ تب وہ پیدا ہوا۔

قطعہ ۳ ۔

(۱) میں وہ عرفی ہوں۔ کہ آج میری طبع کی کھیتی سے خوشہ چینوں کا ہاتھ خراج افشانی کر رہا ہے۔ (۲) لیکن اپنی یکتائی میں لاثانی ہوں۔ کہ عزلت گزینوں کی طرح وحدت نمرشن ہوں۔ (۳) ایک رنگ طبیعت سے میرا ایسا دل ہے۔ جو ماہ جبینوں کے چہرے سے زیادہ گل افشانی کرتا ہے۔ (۴) لیکن کمینوں کی وجہ سے میرا دل تاریک ہے۔ اور لالہ جبینوں کے دامن کی طرح داغوں سے پر ہے۔ (۵) میرا دل معانی کے عشوے سے صحرا نشینوں کے حسن سے بھی زیادہ ملیح ہے (۶) وہ ایسا گروہ ہے (کمینے لوگ) جو بظاہر صبح کی طرح روشن ہے لیکن باطن میں چوروں کی طرح سنگسار شنائی ڈالا ہے۔ (۷) الہی لوگ میری طبیعت کے باغ سے کس طرح پھول چن رہے ہیں۔ ہم عصر شاعر (۸) لیکن میرے دعوے شاعری کو کوئی نہیں مانتا۔ جس طرح اُن معشوقوں کے عشوے جو

پردہ میں ہیں۔ (۹) میں نے اپنی طبیعت کی کشش سے کوتاہ بینوں کی آنکھ کو اوج معانی تک پہنچایا ہے۔ (۱۰) میں گنہگاروں کو اہل دین کے پند و نصائح کا جرعہ پلاتا ہوں۔ (۱۱) میں بدکار لوگوں کو خط لکھتا ہوں۔ جو اہل دین کی مہر سے منقش ہے۔ (۱۲) میں اپنا نشان لکھوں۔ یہ بیہودہ کیوں کہوں۔ کہ وہ کون ہیں۔ یا یہ کون ہیں۔

قطعہ ۴۔ (۱) تو نے آئینہ میں اپنا چہرہ سیاہ دیکھا ہے۔ یہ بے فائدہ جھگڑا ہے۔ رنگ کا اندیشہ بیجا نہ کر۔ (۲) افسوس! تو نے میرا وعظ تو سنا ہی نہیں۔ اور ناراض ہو گیا ہے۔ تو فکر رازی سے بے بہرہ ہے۔ اس لئے تجھے عقلمندی کا دعویٰ نہیں کرنا چاہئے۔ (۳) اگر تجھے شاہ زوری کا دعویٰ ہے۔ تو میں حاضر ہوں۔ اگر تو میدان میں نہیں آتا۔ تو آدھا ارادہ نہ کر۔ (۴) اگر تیرا قہر آسماں کی طرح میرے دانت توڑ سکتا ہے تو تجھے دندان شکن پتھر کی فکر کرنا نہیں چاہئے۔ (۵) میں نے بغیر مجاز کے وعظ کیا ہے۔ اور یہ لذت اٹھانے کا مقام ہے۔ کیونکہ تو بے درد ہے۔ اس لئے دل تنگی کی لذت کا سوال نہ کر۔ (۶) یا تو تجھے عرفی کے ساتھ صلح کر لینا چاہئے۔ اس نے تیرے برے اعمال لکھے ہیں۔ یا جا۔ اور کاتب اعمال سے لڑائی نہ کر۔

قطعہ ۵۔ (۱) اے بادشاہ جو تو نے مجھے گھوڑا دیا ہے۔ اس کی حقیقت مہربانی سے سن۔ تاکہ میں حقیقت بیان کر سکوں۔ (۲) بے عصا درویش مجھ سے اسے مفت بھی نہیں لیتا اور مفلس چور مجھ سے قرض بھی نہیں لیتا۔ (۳) وہ گھوڑا ہے جس نے خوراک سے اس کی بیماری کو اور بڑھا دیا ہو۔ ہاں۔ بوڑھے اور بیمار کی رعایت کرنا فرض ہوتا ہے۔ (۴) اگر وہ ہنہناتا ہے تو اس کی جوانی کی تعریف کرتا ہوں۔ اور اگر ایک نقطہ بھی چلتا ہے۔ جس اسے زمین لپیٹنے سے تعبیر کرتا ہوں (۵) میں صبح سے شام تک اسے ایڑی لگاتار رہتا ہوں۔ تو پھر وہ آدھا قدم جاتا ہے۔ نہ یہی عرض ہے۔ (۶) میں اس پر سوار ہوں۔ لیکن حقیقتہً پیادہ ہوں۔ پہلے میں طول تک قدم بڑھاتا تھا۔ اب عرض میں۔

قطعہ ۶۔ (۱) حکیم ابوالفتح ہنر کا سمندر اور علم و فضل کی کان ہے۔ وہ بغیر پہلے راستے اور کسی راہ پر نہیں چلتا۔ (۲) تیری سیرت بھی دین کا زیور ہے جو کہ شکل میں زینت دنیا کے نقش بنانے کے بغیر نہیں ہے۔ (۳) اے ممدوح یہ کب ہوا۔ کہ تو نے جاہ جایاں کے بہشت میں چمن پہ چمن سیر کی۔ اور نازک درختوں اور طوبیٰ کے پاس سے پھرا۔ (۴) تو نے حبب تک رونز ن قمر سے تماشا نہ کیا۔ انجمن خاک نے کبھی بھی سوز نیت حاصل نہ کی۔ (۵) جب تک گنج شائیگاں کے ساتھ سودا کے ساتھ نہیں آیا۔ تو کسی کی مشت طمع خاک بھی نہ بکی۔ (۶) جب حسن نے کہا کہ اسم با دل (سخی) کا مظہر ہوں۔ اسے کہدو۔ کہ تو تمام اسما کا مظہر نہیں ہے۔ (۷) اے ممدوح جب

تو اپنے بام عزت سے صحن آسمان پر اترا۔ تو چشم ثریا کا حرم بن کر آیا۔ (۸) ہما شہب وجود پر تیرا ردیف ہے۔ لیکن تو کون مقفے کی سلک نظم میں نہیں آیا۔ (۹) تو اپنی انتہائے یگانگت کی وجہ سے ہجوم شوق میں خیال کے ذہن شناس میں نہیں آیا۔ (دوبارہ) (۱۰) اے بہشت کے منظر والے۔ اور اے آسمان کے مسند کو آراستہ کرنے والے۔ تو صرف دوستوں کا مطلب پورا کرنے کے لئے آیا ہے (۱۱) میرے ہونٹوں سے ایک بات نکل رہی ہے۔ اسے سن۔ کیونکہ تو دم عیسےٰ کا نکتہ پرور ہے (۱۲) تو جمشید روزگار (یعنی اکبر) کے ساتھ کھیلنے گیا۔ تو نے کہا۔ کہ میں ابھی آتا ہوں لیکن تو نہ آیا۔ (۱۳) میں تیرے جلد آنے سے اتنا ناامید ہو گیا ہوں۔ کہ دل کو سہواً کہتا ہوں۔ کہ تو کل بھی نہیں آئے گا۔ (۱۴) اگر بادشاہ تجھے آنے سے روکتا ہو۔ تو مت آ۔ کہ میں تو شوق سے مر گیا ہوں۔ اور تو دیکھنے بھی نہیں آیا۔ (۱۵) افسوس ہے۔ کہ تو دیر سے آنے کے کرشمہ کا غم کرے یہی کافی ہے۔ تو حضرت آدم اور حوا سے پہلے نہ آیا۔ (۱۶) واپس آ۔ اور ہمارے سر پر سایہ ڈال کہ دنیا میں تو ہماری تربیت سے فارغ نہیں ہے۔

قطعہ ۷۔ در شکایت روزگار

(۱) اے عرفی رونا شروع کر دے۔ شاید کہ یہ پرانا خاکدان تباہ ہو جائے (آسمان) (۲) تو گریہ وزاری کر۔ کہ شاید اس کی تاثیر سے نامہربان زمانہ خراب ہو جائے۔ (۳) فریاد و فغاں کرتے ہوئے میرا سینہ زخمی ہو گیا۔ اور غم اسی جگہ قائم ہے۔ خدا فغاں کا خانماں برباد کرے (۴) میں وہ کعبہ ہوں۔ کہ میری خرابی سے جان کا آباد گھر تباہ ہو جاتا ہے۔ (۵) اگر میرے باغ دل سے زہریلی ہوا چلے۔ تو بہشت کے پھل بھی خراب ہو جائیں۔ (۶) اگر میری شراب دامن میں بھر لیں۔ تو انسانوں اور جنوں کا مشرب خراب ہو جائے۔ (۷) اگر میری ہمت اپنی بساط اٹھا لے تو لامکاں کی ولدیت خراب ہو جائے۔ (۸) اگر میں گفتگو سے آسودہ ہو جاؤں۔ تو ہلک زبان کا گھر بھی خراب ہو جائے۔ (۹) اگر میرا دل اور طبع چھینک نہ لے۔ تو دریا اور کان کا مغز (موتی) خراب ہو جائے۔ (۱۰) میں کہاں اور زمانے کا قیدخانہ کہاں۔ خدا آسماں کا خانہ خراب کرے۔ (۱۱) اگر میرے طاق دل میں شکست آ جائے۔ تو قدسیوں کا قبلہ خراب ہو جائے۔ (۱۲) میں کب تک یہ بیان کروں گا۔ کہ اگر پاؤں سے گر پڑوں۔ تو یہ اور وہ سب خراب ہو جائینگے (۱۳) آسمان کا شیشہ میرے ہاتھ میں ہے۔ اگر میں گر پڑوں تو دنیا تباہ ہو جائے۔

قطعہ ۸

(۱) اے میرے پریشان بخت سرو گل اور بید کے سایہ کے نیچے بیٹھ (۲) تاکہ ایسے باغ میں محفل جمائیں۔ جس میں زہرہ بلبل کی طرح رو رہی ہو۔ (۳) وہ کونسا باغ ہے۔ وہ وصل دلدار کا باغ ہے۔ جس کا پانی جام جمشید بہہ جاتا ہے (۴) اس باغ

کا کیا کہنا۔ کہ جس کے گل لالہ کے پتے چاند اور سورج کو بھی مات کرتے ہیں (۵) اس وقت جبکہ میرے دماغ پر اس عیش جاوید بہشت کی بادِ نسیم چلی۔ (۶) تو دل اور جان دونو قبول منت اور تاثیر امید کو لیتے ہیں

قطعہ ۹ (۱) عید کے صبح کے دن عرفی کی خواہش ہے۔ کہ شاہد معنی کے حسن نے جس سے زینت حاصل کی۔ (۲) میں نے مصلا (مقام شیراز) کے جانے کا ارادہ کیا۔ جو عزت ذات کی بہشت کا ملجا ہے (۳) میں نے حافظ کی قبر کا طواف کیا۔ جو کہ کعبہ سخن ہے (۴) جو بسبب حرم کے گریہ ہائے طوفانی کی موجوں سے میں نے شیراز کے صحن کعبہ میں مصلا بچھایا (۵) عرفی کے دل میں باغ کی خواہش ہوئی۔ اور وہ وہاں بہت رویا۔

قطعہ ۱۰ (۱) اے عرفی میں اپنے ملک طالع سے حیرت میں ہوں۔ کہ کوئی ستارہ کسی دور میں اوج کی طرف نہیں جاتا۔ (۲) میں اپنی امید کی باگ کس طرف موڑوں۔ کہ جس کے پیچھے یاس کی کثیر فوج نہ ہو (۳) جو دوری سعادت طالع سے مجھے ہے وہ تحت الثریٰ کو اوج اور سراب کو موج سے بھی نہیں۔

قطعہ ۱۱ اے عرفی میں تجھے نصیحت کرتا ہوں۔ اسے اچھی طرح سن لے۔ تاکہ صلح اور جنگ کی کشمکش سے چھوٹ جائے (۲) اگر تجھے عقل و روح سے ید بیضا کی خواہش ہے تو خاموشی عشق کو تلاش کر۔ اور اپنے نام و ننگ کو نہ دیکھ۔ (۳) آفتاب اہل حسن کے ساتھ اس لئے لڑائی کرتا ہے کہ وہ اپنے سے جدا کئے ہوئے آب اور رنگ کو چھپاوے۔

قطعہ ۱۲ (۱) اے مخاطب۔ تو نے اپنے برے کام کو قوی دلیل بنایا ہوا ہے تجھے خاموش ہو جانا چاہئے۔ تو نے اپنے تریاق کو زہر ہلاہل کر دیا ہے۔ (۲) اگر تو درخت طوبیٰ سے اپنا مسواک بنائے گا۔ تو قیامت کے دن دوزخ کا ایندھن بھی تجھ سے شرمندہ ہو جائے گا۔

قطعہ ۱۳ (۱) تجھے شرم آنی چاہئے کہ تو کہتا ہے۔ عرفی نے فلاں کو بے وقوف کہا۔ تجھے کہنا چاہئے تھا۔ کہ تجھے آتش اندیشہ اس سے زیادہ بڑھانا چاہئے۔ (۲) کوئی شخص یہ بھی کہتا ہے۔ کہ علامہ کا تیر مارا ہو۔ اگر کوئی کہے بھی تو اسے ملامت کے تیر سے چھلنی نہ کر دے۔ (۳) کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ اس خام بخت نے عقل کو چھوڑ دیا ہے اگر کہے بھی تو کہنا چاہئے۔ بیہودہ نہ بک۔

قطعہ ۱۴ (۱) اگر تجھ میں سوائے معانی کے حسن یوسف بھی ہو تو زلیخا کا دل تجھ سے افسردہ ہو جائے۔ (۲) یقین جان۔ کہ صورت تن ہے اور معنے اس کی جان ہیں۔ اگر تو حسن میں سورج اور چاند سے بھی بازی لیجائے (۳) جا اور لوگوں کے سامنے صورت پرستانہ نہ کر کیونکہ مردہ معشوق حسن سے کسی کو فریفتہ نہیں کر سکتا۔

قطعہ ۱۵ (۱) خدا کسی کو اس نے صاحب مقصد نہیں کرتا۔ کہ وہ اپنا جلوہ کبریائی دکھائے۔

(۲) ذرا ٹھہر کر تجھے معلوم ہو جائے۔ کہ دریوزہ اور گدائی میں کیا مزہ ہے۔

قطعہ ۱۶ اے آقا میں کل تیرے بغیر امید کے گھر میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور میں نے زمانے کیلئے دروازے کھولے ہوئے تھے۔ (۲) کہ اچانک ایک محرم دروازے سے اندر آیا۔ اور کہا کہ تیری ضمیر اسرار غیب کی غمازی کرتی ہے۔ (۳) میں تجھ سے ایک خبر کہتا ہوں۔ جو عیب ہونے کی وجہ سے تیرے خیالوں کی شریک ہے۔ (۴) اوج سعادت کا وہ شخص ہما ہو سکتا ہے۔ جس کی عزت بادشاہ کے نزدیک تمام کی عزت سے زیادہ ہو۔ (۵) جس کے ہاتھ میں شاہد دولت کی طرح بیگ افگن اور شیر انداز بادشاہ کی رکاب ہوتی تھی۔ (۶) اس نے اچانک داور لطیفہ طراز کی عنان مصلحت روزگار قدیم کی طرح چھوڑ دی۔ (۷) میں اس بات کے سننے سے غنچہ کی طرح بند ہو گیا۔ لیکن میں نے نفس عقل سے خوش ہو کر کہا۔ کہ اے میرے دمساز (۸) تو خوش رہ۔ کیونکہ یہ ہمدرد نیکی ہی ہے۔ وہم کی راہ اپنی باگ پھیرے فضول نہ دوڑ۔ (۹) کیا یہ لطیفہ نہایت قرب کی دلیل نہیں ہے کہ معراج میں رفرف اسماعی اپنے دارو سے رک گئی۔ (۱۰) جب میں نے یہ کہا۔ تو قوت اندیشہ نے ڈانٹ کر کہا کہ اس لطیفہ کو راز جیبی میں ہی پوشیدہ رہنے دے۔ (۱۱) تو اہل دانش سے ہے پہلی بحث میں ہی لگا رہ۔ (۱۲) یہ جنس سیمیا ایک کرشمہ تھی۔ ورنہ ہما کب سایہ یزداں سے جدا رہ سکتا ہے۔ (۱۳) جب تک عشرت اور ناز کی زندگی کمی اور زیادتی کے ساتھ رات دن کے لباس میں کٹتی ہے۔ (۱۴) اسی وقت تک تیرے دشمن کی زندگی وعدہ کرم کی طرح کوتاہ رہے۔ اور تیری خوشی کی مجلس حرص کی خواہش کی طرح دراز رہے۔

قطعہ ۱۷ (۱) اے سخن شناس۔ اگر تو نے بندہ کے اشعار کو رد کیا ہے۔ تو شرمندہ نہ ہو۔ کیونکہ میں خود شرمندگی سے آزاد ہوں۔ (۲) تجھے اس دلیل سے قبول نہ ہو۔ کہ میں کہتا ہوں تو نے قبول کیا۔ (۳) اگر تیری طبع میں میرے شعر نے جگہ حاصل نہیں کی۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میرا شعر برا ہے یا تیری طبیعت ٹیڑھی ہے۔ (۴) یہ گول ہونے اور خوش آبی کی وجہ ہے۔ کہ کان کا موتی سطح مستقیم پر نہیں ٹھہر سکتا۔

قطعہ ۱۸ (۱) مجھے تیری بارگاہ میں ایک نسبت ہے میں بیان تو کرتا ہوں۔ مگر عیب جو کی زبان کٹی ہو۔ (۲) میں غائبانہ طور پر زلیخا کی محبت کا دم بھرتا ہوں۔ کیونکہ میں یوسف ہوں۔ اور تو لعبوبت ماہ ملک سیرت ہے (۳) اگر اس میں کوئی فرق ہے۔ تو یہ ہے کہ تو مصر میں اور میں کنوئیں میں ہوں۔

قطعہ ۱۹ (۱) مجالس میں دو آدمیوں سے ہمیشہ شرم رکھتا ہوں۔ جس کی وجہ سے میں قدم آگے رکھتا ہوں اور جوتیاں پیچھے۔ (۲) پہلا وہ اونچا بیٹھنے والا جس کے بعد میں ہوں۔ اس کے بعد میرا ننھا دست۔ یعنی جوتیاں۔

قطعہ ۲۰ (۱) میں نے کل سنا۔ کہ وہ آدمی گھوڑے پر سے گر پڑا۔ کہ جس کے راستے میں خاک ہونا

گویا چشم زحل کا سرمہ ہونا چاہیے (۲) آسمان اس کا فرش مجلس ہونے کے خیال میں ہے ۔ اور آفتاب اس کی گرد من ہونے کی خواہش میں ہے (۳) جب میں نے یہ خبر سنی ۔ تو میں پژمردہ ہو گیا تو عقل نے کہا کہ اس واقعہ سے بے خبر ہے ۔ کہیں یہ پریشان ہونے کی جگہ ہے ۔ (۴) وہ نظم جہاں کی راہ میں شخص ہمت ہے ۔ اس کا نشان اور خیزان ہو نادینا کا بے ثبات ہوتا ہے (۵) میں اس کے بیان سے خوش ہو گیا میں نے کہا بخدا تیرے بغیر دنیا میں ہونا حیوان ہوتا ہے ۔ (۶) تیرے سر پر صاحب کا سایہ ہے ۔ کہ اس کے سایہ میں رہنا خداوند کریم کے سایہ میں رہنا ہے ۔

قطعہ ۲۱ ۔ (۱) اے عرفی میں تجھے از سر صدق ایک لطیف بات کہتا ہوں اسے یاد رکھ ۔ اگر نیک اور برے کو پہچان سکتا ہے (۲) اپنے تجربہ کی بنا پر تو اپنے ذرے ذرے کو آفتاب عدم سے وجد میں جانتا ہے ۔ (۳) لیکن مجھے تیری عظمت سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ تو ملک ہستی کو اپنے اور خدا کے درمیان شریک جانتا ہے ۔

قطعہ ۲۲ ۔ (۱) ایک بداندیش نے مجھ پر فسق کا بہتان باندھا کہ اس کی صورت سے خداوند کریم نے آدم کی حقیقت دور کر دی ہے ۔ (۲) یہ بات جب شاہد عصمت نے سنی ۔ تو وہ اپنی سر زلف کی طرح پریشان ہو گئی ۔ اور ماتم کرنے لگا ۔ (۳) زمانہ نے آ کر کہا ۔ کہ نالہ و زاری نہ کر کہ میں اس راز نہانی سے پردہ اٹھاتا ہوں (۴) اس نے کہا ۔ کہ میں نے غلطی کی ۔ کہ مجھے بے غم لوگوں کی صحبت ہی نہ کرنا چاہیے تھی ۔ (۵) تو مجھے اور میں تجھے جانتا ہوں پھر اس سے کیوں دل برداشتہ ہوتا ہے ۔ (۶) اہل دنیا تمام تہمت لگاتے ہیں ۔ اور فساد کرتے ہیں ۔ اس بھنور سے کون تخت سلامت لے گیا ہے (۷) میں اس بات سے جوش میں آ گیا میں نے کہا ۔ کہ میرے دل سے کون دور کان سے جو کچھ لیا ۔ وہ غم ہی تھا (۸) مجھے جاہلوں کی تہمت کا ستم یاد نہ آیا کہ انہوں نے حضرت یوسف پر بھی الزام لگایا ۔ اور مریم پر بھی تہمت ۔

قطعہ ۲۳ (۱) اے عرفی میں نے عرض کیا ۔ تیرا کلام سلسبیل کی طرح شیریں ہے ۔ لیکن تو اونچی نہ مار ۔ اور بیہودہ نہ بک (۲) شاعری سے دم نہ مار اور آواز فارس کو سن کہ تیری شاعری نے زمانے میں تیرا منہ کالا کیا ہے (۳) شعر نے تجھے ملامت کے گوپھن سے آگ میں ڈالا ہے ۔ مگر میرے گوہر نے آگ میں خلیل کا سا کام کیا (۴) طعنہ کی آواز بلند ہے ہوش رکھ ۔ کیونکہ اس مرحلہ پر جب تیری آواز بھی گھوڑے کی آواز ہے (۵) اس پر ناز نہ کر کہ تیری طرح نے عزت یکتائی حاصل کر لی ۔ یہ عزت استاد کے تھپڑ نے حاصل کی ہے (۶) میں نے عرض کیا ۔ کہ تجھے ناز کرنا چاہیے تو یہ نہیں جانتا کہ آسمان نے ہر یگانہ کو ذلیل کیا ہے (۷) اگر کوئی تیرا عدیل ہوتا تو کینہ کم ہوتا لیکن ثانی نہیں اس لیے آسمان نے نامناسب کام نہیں کیا (۸) زمانہ دوست دشمن کی طبعی بخیلی دیکھ ۔ کہ اس نے تیرا ثانی پیدا کرنے میں بخیلی کی ۔

قطعہ ۲۴ ۔ (۱) اے مخاطب تیری موثر تہمت سے عدل علم کے ساتھ ہٹ جائیگا (۲) یہ لطیفہ سن کہ اس کی لطافت سے تہمت اور طعنہ ہٹ جائیگا ۔ (۳) عرفی کے دل کو دیکھ کہ شہوت سے

اس کا قصر نقوش گر رہا ہے (۴) شاید عصمت ہالہ کی پیراہن سے اس گل اندام کی وجہ سے مٹ جائیگا (۵) اگر اسے
قبر سے محبت ہو۔ تو موت کو قبر میں اختلام ہو۔ **قطعہ ۲۵** - (۱) اے وفادار اور ہم کیش دوست تو نے عرفی کو دعا
دیدی (۲) خالی دعا ہی نہیں۔ بلکہ اس کی جیب میں گوہر مدعا بھی (۳) تو گل ریز وظیفہ بلبل کو بہشت عطا کر دیا (۴)
اس شیوہ کا پاس کر۔ کہ میں کہوں تو نے صبا کے ہاتھ کیا بھیجا (۶) میں نے تجھے تازہ پھول کا تحفہ دیا۔ تو نے مرجھائے
کا (۷) تو نے مہربانی کی لیکن احسان نہ رکھا۔ تو نے چاند لیا۔ اور سہا بھیج دیا۔

ترکیب بند: (۱) اے دل تو کس کی مدح سنجی کر رہا ہے۔ اور تجھے نغمہ زا نفس کا جوش مبارک ہو (۲) تو ہمیشہ
عرش کا نغمہ سننے والا تھا لیکن آج وہ نغمہ عرش سے گزر گیا ہے۔ مبارک ہو (۳) تو اپنے گرم سانس سے ملکوت پر دھواں
ڈال رہا ہے۔ فرشتوں کی آنکھوں میں یہ سرمہ مبارک ہو (۴) نفس ناطقہ کی عطا سے گنج معانی بکھیر رہا ہے۔ اور معانی کے
خاندان کے لئے یہ صلا مبارک ہو (۵) تیری عقل کے خزانوں سے مدح کے موتیوں کا گرنا زمین و آسمان کو مبارک ہو۔
(۶) تیری دولت کی گود ہمیشہ میوہ سے بھری رہتی ہے۔ تجھے نخل دعا کی ثمر فشانی مبارک ہو (۷) اس وجہ سے کہ
مدح خود موتی بکھیرتی ہے۔ مدح کا سننا اور دعا کی قبولیت مبارک ہو۔ (۸) تو نے مدح کے معشوق کے چہرے سے
بوسہ لینے کی اجازت لی ہے۔ مگر و مدعا کا کھلنا تیرے لئے مبارک ہو (۹) قضا و قدر نے تیری جیب میں مدح کی خوشبو
ڈال دی ہے۔ تیرے اس وجہ کو مدح کا کیمیا مبارک ہو (۱۰) اس سے اندھے کی آنکھ میں خوشخبری کا سرمہ ڈالنا مبارک ہو
جس سے اندھا پن جاتا رہا۔ اور بینائی قائم ہو گئی ہے (۱۱) تو نے دایہ عہد کیلئے سینکڑوں ناز اٹھائے ہیں۔ اور تجھے مہاو
ہوس پکنے کی بہانہ گیری مبارک ہو (۱۲) ہم پر بخشش کے بعد کا گرنا مبارک ہے۔ اور ہماری بخشش پر ہوس قبضانی مبارک ہے
(۱۳) دنیا کے مالک کے نام سے کشائش پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے کہ تو چند قدم چلا ہے۔ چند قدم چل **بند ۲** - (۱) مدح
کا خیال میری روح کے مغز میں گھوم رہا ہے۔ کہ دنیا میرے گل اندیشہ سے باغ بنی ہوئی ہے (۲) زمانہ مدح کے مبحث کو درمیان
میں لایا ہے۔ اس لئے اس کا دعویٰ از راہ صدق عین دلیل ہوتا ہے۔ (۳) حکم کے دریچہ سے کس نے چہرہ دکھایا کہ پھر در و دیوار
پر قربانی کا جوش ہے (۴) کون حکم کا تعویذ لکھتا ہے کہ اس کے قربان کی ہیکل زمانہ کے گردن کشوں کی گردن کی زینت ہے (۵)
زمانہ کس کے کعبہ حسن کا طواف کر رہا ہے۔ کہ نوروز کے سامنے عید قربان ہے۔ ۶۔ خواہش کس کی ہمت سے مطلب کی راندار
منگتی کہ آب حیات کے دل میں پیاس ہے (۷) کون ایسا زائر ہے کہ جاہ و جلال کی شریعت کے کعبہ میں اس کی نسبت کی
چادر ایمان کے کندھوں پر زینت بنی ہوئی ہے (۸) اے عرفی تیرا اجمال حد سے گزر گیا۔ اب صاف کہہ کنایہ کا دروازہ کھول دے۔
اب عقل حیران ہے (۹) اے عرفی اپنے آقا کا نام بتا۔ اور اعتراض نکر۔ کیونکہ عقل بہت نادان ہے۔ وہ جان نہیں سکتی (۱۰) تو کہدے
کہ وہ اکبر شاہ کا سایہ اور اقبال ہے اور کہدے کہ وہ قبلہ اعمال خانخاناں ہے (۱۱) کہہ لیکن زبان کو خالص شہد سے دھو ڈال۔ لیکن پہلے
اسے سات پانی سے دھو ڈال **بند ۳** (۱) اگر وہ ہیبت ظاہر کرے۔ تو آسمان الٹ جائے۔ اور اگر ڈانٹ دے۔ تو صبح خون ہو جائے
(۲) آسمان اس سے زمزمہ میں بات کرتا ہے۔ کہ چاند کیسے ٹوٹ جائے۔ اور قضا اس کے ساتھ مشورہ کر رہی ہے کہ آسمان کس طرح ہو
(۳) اگر تیری بیاض حکمت میں یہ فال نکلے۔ کہ فتنہ کا اثر بڑھ جائے (۴) تو حادثہ کا غبار ایسے ویرانے ایسا کرے دنیا کی

بساط ذرہ کوہِ بے ستون کی طرح ہو جائے (۵) اور اگر فال نکلے کہ شراب سرور سے تربیت دہر کی پیشانی سرخ ہو جائے (۶)
تو زمانہ فتنہ کی باگ ڈور پکڑے کہ وہ مردہ کی نبض کی طرح ہو جائے اور غم کا گلا اس طرح گھونٹے کہ مشتِ خون بن جائے
(۷) اس کے کوچۂ نطق کے گرد بادہ فیض کی شراب سے حضرت عیسےٰؑ کے ہونٹ بھی فسون کی گدائی کرتے ہیں (۸) اگر اس کی
تمنّیٔ جاہ سورج کو سرمایہ دیدے۔ تو وہ چاند کی طرح تمام ہو جائے اور کم نہ ہو (۹) اس ابلہی کا کیا کہنا۔ کہ اگر آسمان تیرے
دروازے کا طواف کرے۔ تو اس کی برکت سے ذنب منحوس ستارہ بھی نیک ہو جائے (۱۰) تیرے آستانے سے کب تک
آسمان برگزیدہ ہوگا کہ وہ بوسہ کا اجازت نامہ عرش سے لا کر پھاڑ ڈالتا ہے۔ **بند ۴** (۱) یہ کیا ہی شکوہ ممدوح ہے
کہ اس پر شکوہ خود عاشق ہے۔ اور تیری نسبت کے جام سے چہرہ جاہ لال ہو جاتا ہے (۲) قضا تیرے عالم جاہ سے
صرف اس قدر جانتی ہے کہ لامکاں بھی آباد دنیا کی ولایتوں سے ہے (۳) سب شہر تجھ سے نسبت رکھتے ہیں۔ اور یہ
تیرے دشمن کی عمر کا دیار طاعون کے لئے وقف ہے (۴) جب تو اپنے ملک میں سیر کرے گا۔ تو ہر قدم پر سو جگہ فاتحہ پڑھ کر شمع
جلا دے۔ کیونکہ ناامیدی دفن ہوئی ہوتی ہے۔ قضا نے تیری رائے کے حاکم کو ایک مصلحت لکھ بھیجی کہ آسمان کو
بھی یہ معلوم نہیں ہے۔ کہ نوشتہ کا کیا مضمون ہے (۶) اس نے خط غصہ کی وجہ سے پھاڑ ڈالا اور قاصد کے منہ پر
دے مارا کہ وہ مصلحت کس کو لکھے۔ کہ یہ آسمان نہیں ہے (۷) اس سے کہو کہ لوح اور قلم سے سخن۔ کہ وہ کہتے ہیں
کہ ممدوح کا امر و نہی خداوند کریم کے احکام کا مصداق ہے (۸) تیرے مرتبے کا جہان قدیم پر ایسا عبور ہے۔ کہ جس
طرح محمل لیلےٰ کا مجنوں کی طرف عبور رہے (۹) ہر لطیفہ معنی جو کہ تیری مدح کے بغیر شیمہ عیب میں ہے۔ وہ طعون
ہے (۱۰) تیری مدح کی نسبت کے شوق سے صبح ازل سے میرے لفظ و معنی کے لشکر کا دل خون ہے (۱۱) تیرے
مرتبے کا حاسد ہزاروں برس کے خزانے رکھتا ہے۔ لیکن اس کے حاصل کرنے کی کنجی قارون کی جیب میں ہے۔ (۱۲)
عدم کی خوابگاہ میں تیرا دشمن قیامت تک رہیگا۔ اس کے اندیشے کے دامن میں شبخون کا خوف رہے گا (۱۳) قضا نے تیرے
قہر کے شعلہ سے ایک ذرا سی روشنی اٹھائی تھی۔ تو زمانے نے اسے چمن قیامت کی آگ میں بو دیا **بند ۵** (۱) جب
تیرا اعلیٰ علم کا منصوبہ باندھتا ہے۔ تو کون و مکان کے فرش کو در عدم پر بچھاتا ہے (۲) تیرے دشمن کا دل رعشہ سے جو دل
کی چوٹی کی طرح پیچ در پیچ ہے (۳) تیری بخشش کی موجوں کے وقت آسمان شرمندگی کا پسینہ بادلوں کی آستین کے
معہ تہدی کے رکھتے یوں پونچھتا ہے (۴) تیری بخشش کا ہاتھ مفت فروشی میں ہر دو نو جہاں کی متاع رائیگاں دے
دیتا ہے (۵) تیری تہلکے موتی نظم اور نثر میں اس لئے زیادہ ہیں کہ قلم سے کرتے ہوئے اور پیش میں رکھ دیتا ہے (۶) ہر مینہ
جس کی آرزو ہادس کرے۔ اس کو تقدیر تیری سخاوت کے بہشت میں طوبیٰ قلم سے جیب دیتی ہے۔ (۷) تیری وسعت حلم
کے بغیر اسپ کے میدان میں تیرا جو دینے سے منصوبہ کرم چنے (۸) تیری بخشش کی زکوٰۃ نے شمار ہے۔ کہ بتنا بکا ہاتھ
بازار میں کم یا زیادہ چنے (۹) جب تو نعرہ زن ہوتا ہے۔ تو سامع تمہ زار مرصع سے گل غم چن لیتا ہے۔ سوکھ گا ہم ما
ہے (۱۰) اگر مصیبت کا ہونٹ تیری رحمت کا تعویذ مانگے۔ تو ہزاروں خوشی کے بدلے رنج غم سے چن لے (۱۱)
اگر تو ولی میں سر لائے۔ تو سورج قوس و قزح کے ہزاروں شہپر لگا دے (۱۲) تیری تعریف ہمیشہ اڑنے والی
چکور ہے۔ جو حرم کے پرندوں سے دانے لے لیتا ہے (۱۳) وہم کا گھوڑا جو عرش کی بلندی کی خبر لیتا ہے۔
یہ صرف تیری ثنا کے گھوڑے کے ایڑی لگنے سے ہے۔ **بند ۶** تیز گھوڑا زمین پر پسینہ نہیں ٹپکاتا۔
بلکہ یاسمین کو صبا بکھیر رہی ہے (۲) جب اس کا تازیانہ حرکت میں آتا ہے۔ تو ہزاروں سمندر ایک پہلے
ہی قدم کے جھٹکے سے بہا دیتا ہے۔ (۳) اگر لوگ اس گھوڑے کو زمانہ کی ہمیشہ کے لئے اکھاڑیں۔ تو بجائے قدم کے
سال اور ماہ گنے جائیں (۴) اگر صبا خلوت نشین زاہد پر اس کی گرد ڈال دے۔ تو وہ عزلت کے قلعہ سے نکل
آئے (۵) وہ کودنے میں بہت ہلکا ہو جاتا ہے۔ خوف ہے کہ ذخیرے کی گرانی سے اس کے سر پر گر پڑیں (۶)
جب میں اس کی رفتار قدم کی خوبی بجلی کے ساتھ بیان کرتا ہوں۔ تو طبع کے مطابق آستین سے گرتے ہیں
(۷) اگر حیات ابد اس کے ہمراہ ہو جائے تو اس کے نفس واپسیں کی بوتی اکھڑنے لگے۔ اگر اس کی باگ چھوڑ دو (۸)

ہوا کی نگاہ ہزار حلقہ ہو کر پانی بہ گئے۔ (۹) اگر تیرا دل چہرۂ معنی کو قرطاس وہم پر کھینچے۔ تو فرط ہوش کی وجہ سے یہ آنکھوں کی کھینچا ہوا خط سن لیتا ہے (۱۰) اگر میں تیری ثنا کی بلندی پہ اڑوں۔ مجھے یہ ڈر نہ اتر جانے کا ہے۔ کیونکہ میں تیرے گھوڑے پر سوار ہوں۔

۷۔ (۱) جب میرے قلم نے تیری مدح کی فال لوح النشاط پر نکالی۔ تو نغمات ابات کے ورد انس کی طرف روشنا اور معنوی کا آوازہ کسا (۲) اس کی ہوائی خدمت سے روح کو یہ خوشخبری ملی۔ اس نے صورت اور ہیولیٰ کے باغ میں نغمہ سرائی کی۔ (۳) جب ضمیر نے تیرے مکتب سے علم حاصل کیا۔ اس نے عقل اولیٰ کے ادراک پر تختہ لگا دیا (۴) تیرے دستر خوان کا قصہ کسی نے رضوان کو دیدیا۔ کہ وہ من اور سلویٰ پر تلخی اور عامی کے آوازے کس رہا ہے (۵) جب لوگوں نے تیرے نام جود کا طبل بجایا۔ تو آسمان نے رذالت کا نقارہ یحییٰ برمکی کے نام پر بجایا (۶) تیرے پیش گاہ سے شکوہ نے تھوڑا سا ہاتھ پھیلا کر مانگ لیا تھا۔ تو اس نے طاق کسریٰ کے گریبان میں خاک غم ڈالدی (۷) عقل نے تیری مدح کے سوا جس نسخہ کو پایا۔ اس نے لفظ کا پردہ پھاڑ کر معنی کے منہ پہ ڈال دیا۔ (۸) میرے شعر کی بلندی کی وجہ سے نہیں بلکہ تیری نسبت کی بنا پر تیری مدح کے سہیل نے نسرین اور شعریٰ دستار پہ کھینچ رکھی (۹) میرے کلام کے معزج نے ذرا سا نشہ زمانے کو دیا۔ تو اس نے جریر اور اعشیٰ (شاعران عرب) ہزار ٹھٹھے کئے (۱۰) ہاں میں تیری تعریف سے اندیشہ کو خراب کر رہا ہوں۔ تیری مدح کی شرم کب تک کلام کو گنا ہی صورت دوں۔

بند ۸ (۱) نفس ناطقہ کے جوش کی وجہ سے اگر میں خاموش بھی ہو جاؤں تو کلام سینہ سے دریچہ گوش کی طرف لے جاتا ہے۔ (۲) جس وقت میں اپنے نفس گرم کی وجہ سے جوش میں ہوتا ہوں۔ تو میں آب کوثر اور نفس عیسےٰ سے نادم نہیں ہوتا۔ (۳) وہ بتان فکر جن کی وجہ سے میں خراب اور مدہوش رہتا ہوں۔ وہ میری طبیعت کی شراب کی بو سے بے ہوش ہوئے بیٹھے ہیں۔ (۴) جب میری طبیعت کا معشوق میری آغوش میں ہوتا ہے۔ تو میرے پہلو سے اور کندھے سے نور معنی کے شعلے نکلتے ہیں (۵) میں ہی اکیلا عقل کی بہشت میں تازہ باغ ہوں۔ کہ معانی کے ہجوم سے ہمیشہ سبز پوش رہتا ہوں (۶) میں کسی تعریف کو اپنے لائق نہیں جانتا۔ مگر میں عقل کے دوش بدوش ہوں۔ (۷) میرے ہر بن مو سے یوں سخن پیدا ہوتا ہے۔ کہ میرے کان میں ترنم کی آواز بھی نہیں جا سکتی۔ (۸) اس وقت جو ہر گل کا فرید بھی نہیں تھا۔ کہ میری فطرت نے قدم کی دیگ کی گہرائی سے آواز دی۔ کہ میں سر جوش ہوں (۹) اگر جوہر کل کو نیت کی آنکھ سے دیکھا جائے تو وہ آج رات کے حریف ہیں۔ اور میں کل رات کی شراب سے مست ہوں۔ (۱۰) جب میں اپنے دشمن پر ہنسوں۔ تو صراحی زہر ہے۔ جب تیری مدح کے جوش میں آؤں۔ تو شہد کا چشمہ ہوں۔ (۱۱) زمانہ کے ظلم پہ رونا ہمت کی عادت نہیں ہے۔ میں شمع کی طرح تمام جل جاتا ہوں اور ذرا نہیں کرتا (۱۲) میں زمانے کے نشیب اور فراز سے کب پھسلتا ہوں۔ میں ہمت کے جنگل کا ہرن ہوں۔ خرگوش نہیں ہوں۔ (۱۳) تیری ثنا کے بغیر جو کہ میری ضمیر کی آرائش ہے۔ جو کچھ بھی نقش ہو بھول جاتا ہوں (۱۴) لافوں کی باتیں کرنا اور گلہ کا کھا یہ بھی کب تک ہوتا رہے گا۔ مجھے دعا نثار ہونا چاہیے۔ یہ صلح کی دلفریبی کب تک۔

بند ۹ (۱) اے اللہ تیری توجہ سے دونوں جہان نزدیک رہیں۔ تیرے حکم کی بیلی اور زمانہ مجبور رہے۔ (۲) اگر آسمان تیرے حکم کے خط سے پاؤں باہر رکھے۔ تو اس کا دائرہ حلقہ نون کی طرح تو اس (۳) تیرے حکم کے جودی اور الوند پہاڑ ہوا کے ذروں سے اوج ہاموں کی سیر کریں۔ (۴) تیرا دشمن اپنی ہوس کے خزانہ کو خاک میں پہنچائیگا۔ خدا کرے وہ قیامت کے قارون کو تسلی دے جس وقت تیرے بیٹے کا معشوق دلبری کے لئے اٹھے۔ تو اس کے زلف پرخم پہ فتنہ کا گروہ عاشق ہے (۵) تیرے جاہ کے

کندھے پر جو کپڑا تنگی سے ہزار جگہ سے پھٹے۔ وہ آسمان کا لباس ہو (۷) سات ستارے جو تیری ہمت کے
سمندر کے نشیب ہیں۔ اگر تیرے دروازے پر بکھیر دیئے جائیں۔ تو در مکنون ہو جائیں۔ (۸) تیرے کام عطا
کے لئے دعا کرتا ہوں۔ میرا طمع اگرچہ اس سے زیادہ ممکن نہیں ہے۔ لیکن زیادہ ہو (۹) میں تیری طلب کی
راہ میں پاؤں سے گر پڑا ہوں مجھے روکر کب تک طلب کروں (۱۰) جب تیرا وصل میسر نہیں ہے۔ میرا
ہاتھ ہے اور تیرا دامن خیال ہے۔ بند ۳۔ تیرے حسن و جمال کے ساتھ پری کو برابری کا دعویٰ نہیں ہو سکتا
(۲) پری خوبصورت ہے اور لیکن اس میں یہ نادر کرشمے نہیں ہیں۔ (۳) تیری آنکھ نے ایک ہی نگاہ جادو
میں سامری جادو سکھایا (۴) تیرے ہونٹوں نے آدھے بوسے کے بدلے آذری معشوقوں کی جانیں کھودیں۔
(۵) تیرے گل برگ تر نے شطرادت کی وجہ سے گل تیر کو زمین پھینک دیا (۶) تیری زلف کفر اور کافری کا
سر رشتہ ہاتھ سے نہیں دیتی (۷) تیرے چہرے کا خیال آسمان کی بلندی سے مشتری ستارے کو نیچے
آتا ہے۔ (۸) تیرے سرو قد کے بدلے زمانے کے معشوقوں نے سرداری چھوڑ دی (۹) میں خاک دشمن کی طرح
ہوں۔ اس لئے تیری شاخ گل کے ہوتے ہوئے سر سے سرداری چھوڑ دی ہے۔ (۱۰) جب تیرا وصل میسر نہیں ہے
میرا ہاتھ اور تیرا دامن خیال ہے۔ بند ۴۔ پھر وہ بت ظنانہ از سر نو جلوہ گر ہونے لگتا ہے (۲) وہ سراپا ناز
ہے اور ناز کی وجہ سے کسی سے ناز نہیں کرتا (۳) اس کی زلف کا چوگان بازی میں دل لے کر واپس نہیں
دیتا۔ (۴) میں نے کہا۔ اس کا غم پوشیدہ کردوں۔ کہ یہ راز پردہ سے باہر نہ ہو (۵) میں غم کے پنجے میں باز کے پنجے
میں چڑیا کی طرح ہوں (۶) میں روتا ہوں۔ اور میرا نالہ ہی گریہ انگیز ہے۔ رو رہا ہوں اور آنسو ہی غماز ہیں
(۷) میں سینہ سے جتنا سارنگی کو لگا کر بجاتا ہوں میری خوشی کا ساز درست نہیں ہوتا (۸) مجھے صبح تیرے وصل
کا خیال آیا۔ مجھ پہ نوازش کی اور موافق ہو گیا (۹) میں نے اچھل کر اس کا دامن پکڑ لیا اور دوبارہ اسے
ہاتھ سے نہیں دیا۔ (۱۰) جب تیرا وصل میسر نہیں ہے۔ میرا ہاتھ اور تیرا دامن خیال ہے۔ بند ۵ (۱)
خوش ہو جا۔ کہ عافیت سوز عشق نے لشکر عقل پہ فتح پالی ہے (۲) عشق کے میدان میں حیلہ ساز عقل بے
جھگڑے کے لئے عاجز ہے۔ (۳) تیرا سورج جیسا چہرہ اور میرا دل پروانہ اور عالم افروز شمع کی طرح ہے (۴) تیرے
رخسار کے لئے دو رخساروں کی وجہ سے عید اور نوروز۔ (۵) اے معشوق تو عاشقوں کی آنکھ کا پردہ ابروؤں
کی کمان تو نہیں بناتا۔ (۶) تاکہ دل جگہ سے نہ جلے۔ اسے میرے سینہ میں تیر دلدوز سے سینہ میں ہی اٹے
(۷) تو ہمیشہ ظلم نہ کر کہ عاشق ناگاہ پیدا آموز نہ ہو جائے (۸) ایک دم بھی میں بغیر نالہ۔ آہ۔ گریہ اور سوز کے نہیں
ہوں (۹) میں نے تیرے وصل کے خیال میں جان دیدی۔ لیکن تیرا وصل ایک دن بھی نہیں ہوا (۱۰) جب تیرا
وصل میسر نہیں ہوتا۔ میرا ہاتھ اور تیرا دامن خیال ہے۔ بند ۶ (۱) تیرے وصل کے سوا مجھے کوئی التماس نہیں
ہے۔ اور تجھ سے تیرے سوا اور کوئی ہوس نہیں ہے (۲) میں رات کو بستر پر بیٹھے ہوئے مجھ کو خس و خاشاک سے کوئی اندیشہ نہیں (۳)
مجھے رقیب اور چوکیدار کا ڈر نہیں گداگر اور کوتوال کی پروا نہیں کرتا (۴) ہر طرف سے مجھے تیرے غم نے گھیر لیا ہے
آگے پیچھے کا راستہ نہیں ہے (۵) اگرچہ مجھ میں طاقت تھی۔ تیرے عشق میں اس کے بعد کوئی طاقت نہیں ہے
(۶) میں وصل کے باغ کا بلبل تھا۔ اب مجھے قفس کا خیال نہیں ہے (۷) اے معشوق تیرے درد فراق سے روتا ہوں
اور میرا کوئی ہم نفس نہیں ہے (۸) سوائے نالہ کے جو کہ مجھے تیری یاد دلائے۔ اور کوئی چیز نہیں ہے (۹) اگر میں
تو آسمانوں تک بھی پہنچ جاؤں۔ لیکن تیرے وصل پہ مجھے کوئی اختیار نہیں ہے (۱۰) جب تیرا ملاپ میسر
نہیں۔ تو میرا ہاتھ اور تیرا دامن خیال ہوگا۔ بند ۷ (۱) میرا کام غم کی وجہ سے مرنے تک جا پہنچا۔ اور یہ
چھری ہڈیوں تک پہنچ گئی ہے (۲) جتنا کہ میں خیال کر سکتا ہوں غم دل ناتوانی تک پہنچ گیا ہے (۳)
[illegible]

آنسوؤں سے سینچا ہوا ہے۔ (۵) اس منہ کے خیال میں ہزاروں عاشق عدم تک پہنچ گئے ہیں (۶) لب جاناں
اس کی تلوار پہ پہنچ گئی ہے۔ اٹھ کر مہمان آگیا ہے۔ (۷) تیرے عشق میں یہ تمام بلائیں ہم کو زمانہ سے پہنچی ہیں (۸)
تیرے وصال کا دامن میرے ہاتھ میں اگر چھوٹ نہ جاتا۔ تو ہرگز یہ خیال دل سے نکلتا (۹) اور یہ راز خود ہی آسمان
پہ پہنچ گیا ہے (۱۰) اگر تیرا وصال حاصل نہیں ہوتا۔ تو میرا ہاتھ اور تیرا دامن خیال ہے۔ **بند ۸** (۱) میرا دل اور
میری جان تیری ہی وجہ سے زخمی ہے۔ آخر دیکھو۔ کہ میں تجھ سے زار ہوں (۲) اے معشوق اپنی سیاہ زلف
سے گرہ کھول۔ کیونکہ میرا کام تجھ سے ہی پیچیدہ ہے (۳) اگر تو میرے دل کو سولی پہ چڑھائے تو چڑھا دے۔
میں تیری محبت سے باز نہیں آسکتا۔ اس طرح کہ میں ٹھنڈی آہیں بھرتا ہوں۔ میری بہار خزاں نہیں بن
سکتی (۵) آنسوؤں سے میں بحر غم میں ہوں اور تیری وجہ سے میری گودی موتیوں سے بھری ہوئی ہے۔
(۶) تو میری گودی سے گل کی طرح چلا گیا۔ اور میرے سینہ میں تیری وجہ سے ہزاروں خار رہ گئے ہیں (۷)
میں اب باغ میں ابر نیساں کی طرح تیری وجہ سے رو رہا ہوں (۸) اگر زمانے کی نظر بد نے مجھے تجھ سے دور پھینک
دیا ہے (۹) تو یہ یقین نہ کر کہ میں تجھ سے الگ رہ کر ایک گھڑی کے لئے بھی قرار پاتا ہوں (۱۰) جبکہ تیرا وصال
میسر نہیں۔ میرا ہاتھ اور تیرا دامن خیال ہے **بند ۹** (۱) اے معشوق! تو نے دل چھین لیا ہے۔ اب دین کے
پیچھے پڑا ہوا ہے۔ اپنے عاشق کے ساتھ اس طرح کیوں ہے۔ (۲) میرا دل اور آنکھیں خون ہے کب تک میں
تو اس اس کے خیال میں کب تک لہو ہے گا (۳) تو دل، دین اور جان غیر پہ لے گیا تھے۔ اور یہ طرفہ ہے کہ اب
بھی گھات میں ہے (۴) یہ کوئی سرو جلوہ کر رہا ہے۔ یا از سر و قد کئے قبا غ چمن میں ہے (۵) تیرے گرد معشوقوں
نے گھیرا ڈال لیا ہے۔ تو خاتم حسن کا نگینہ ہے (۶) [illegible] راہ سے گزر گیا۔ تو ساتویں آسمان کا سورج ہے (۷)
میں نے جتنی بھی تیرے ساتھ وفا کی۔ تجھ سے مجھ پہ ظلم اور گناہ ہی پہنچتا رہا (۸) تو کبر و ناز سے مجھ پر کبھی بھی عاشقوں
کی طرح نہیں دیکھتا (۹) تیرا وصل کب میسر ہوتا ہے۔ میرے جیسے کے ساتھ تو کب بیٹھتا ہے (۱۰) جب تیرا وصال
میسر نہیں ہوتا۔ میرا ہاتھ اور تیرا دامن خیال ہے۔ **بند ۱۰** (۱) اس معشوق نے میری طرف سے اپنا قدم
کھینچ لیا ہے۔ میں بات کے بجائے گالی سن رہا ہوں (۲) میرا طفل اشک اسی گلی میں اس قدر دوڑا۔
کہ اس کے پاؤں میں چھالے پڑ گئے۔ (۳) وہ دل جو تیری زلفوں میں آرام گیر ہے۔ وہ گلی اور سینہ میں چین
نہیں لیتا (۴) وہ پرندہ جو اس کی چھت سے اڑ گیا۔ وہ آسمان کے محل پہ نہیں آتا (۵) ازل کے درزی نے
تیرے دل کش قد پر خوبصورتی کا کوٹ سیا ہے (۶) میں نے کہا تیرا دامن پکڑوں۔ تیرے شوق سے جان کا گریبان
چاک ہو گیا (۷) اے میرے بھاگے ہوئے وحشی ہرن تو مجھ سے دامن چھڑا کر بھاگ گیا (۸) میں تجھ سے ہاتھ
نہیں اٹھاتا ہوں جبکہ میرا قد بھی کبڑا ہو گیا ہے (۱۰) جب تیرا وصل میسر نہیں ہوتا میرا ہاتھ اور تیرا دامن خیال
ہوگا۔ **بند ۱۱**۔ میں کب تک تیرے غم سے زار رہوں۔ اور دیوانہ و بے قرار رہوں (۲) تیری یاد پہ آنکھوں کا
خون برساؤں تیرے فکر سے دلفگار رہوں (۳) میرے غم کا سیلاب سر سے گزر گیا۔ تو چلا گیا۔ اور میں
کنارہ کش ہو رہا ہوں (۴) میں چاہتا ہوں کہ خود جولانی کرتے وقت اس سوار کے گرد پھروں (۵) مجھ
بے قرار کا کام عشق ہے پھر میں کسی اور کام کے گرد کیوں پھروں (۶) جس طرح میں عشق پہ مشہور ہو گیا۔
اسی طرح افسانہ زمانہ ہو جاؤں (۷) تیری گلی میں میری یہی عزت کافی ہے۔ کہ دولت عشق سے خوار ہوں۔
(۸) اگر میں تیرے ہجر سے غبار بھی ہو جاؤں۔ تو تیرا وصل میسر نہیں ہے۔ (۹) تیرے پیچھے کب تک
سرگشتہ اور خاکسار رہوں (۱۰) جب تیرا وصل میسر نہیں ہے۔ میرا ہاتھ اور تیرا دامن خیال ہوگا

بند ۱۲ (۱) اے سرو۔ ناز سے جلوہ کر۔ اور ہم پر غلطی سے ہی نگاہ ڈال (۲) اے ٹہلتے ہوئے خرمن گل مجھ سوختہ کھلیان پر نظر کر (۳) غفلت سے نہ گزر جا۔ کہ میں سوختہ جان ہوں۔ میری آہ کی آتش سے پرہیز کر۔ (۴) اے شمع میں نیم سوختہ پروانہ ہوں۔ اور اس سوختہ کے ساتھ ایک رات بسر کر (۵) آج میرے دروازے سے صبح کی طرح اندر آ۔ میری شام سیاہ کو صبح کر (۶) جب تیرا وصل جب میسر نہیں ہوتا۔ میرا ہاتھ اور تیرا دامن خیال ہو گا۔ بند ۱۳ (۱) میرا پیغام تجھے کون پہنچائے۔ شاید یہ قصہ باد صبا پہنچا دے (۲) کون ہے جو میرے درد ناتوانی کو جلوہ گاہ دوا تک پہنچائے (۳) کوئی ایسا ہے۔ جو تیری عنبریں زلفوں کی خوشبو مجھ مبتلائے عشق تک پہنچائے۔ (۴) ایسی قسمت کہاں۔ کہ اسے بہت جلد وفا کی وجہ سے مجھ تک پہنچائے (۵) کہاں ہے۔ جو رخسار کو خاکساری کے شوق سے خاک تک پہنچا دے (۶) کون ہے جو بادشاہ کے حضور میں مجھ گداگر کا پیغام پہنچا دے (۷) یعنی کہ میری دلفریب بات بادشاہ کی مجلس تک پہنچا دے (۸) اس وقت میری زبان سے یہ بیت پڑھائے۔ کہ بادشاہ کو مجھ سے ملائے (۹) چونکہ تیرا وصل میسر نہیں ہوتا۔ اس لئے میرا ہاتھ ہے اور تیرا دامن خیال ہے۔

(نوٹ) معتبر تراجم اور لغات سے مدد لینے کے باوجود زلل اقدام کا احتمال ہے قارئین کا اغماض حوصلہ افزائی کا سبب ہو گا۔

احقر الانام غلام جیلانی مخدوم اعظم پوری

ہماری مطبوعات مفیدہ و جدیدہ

(۱) اسباق الحکمت خلاصہ درۃ الاخبار سوالاً وجواباً۔ از مسافر ہاشمی ۱۰/

(۲) اسباق الادب " ادبیات ایران " " " عہ

(۳) اسباق الکلام " علم الکلام " " " ۲/

(۴) اسباق التاریخ " مطلع السعدین " " آقا بیدار بخت خاں عہ/

(۵) اسباق الاخلاق " اخلاق جلالی " " غلام جیلانی مخدوم عمہ/

(۶) اسباق الترجمہ فارسی " " " " ۱۲/

(۷) اسباق الترجمہ فارسی مکمل۔ " " " " عہ

(۸) ترجمہ سیاحت نامہ ابراہیم بیگ " " " از مسافر ہاشمی عـ/

(۹) خیالات مجموعہ مضامین فارسی ـــ " " " " عـ

(۱۰) تشریحات و فرہنگ مطلع السعدین " " " از غلام جیلانی مخدوم عـ

(۱۱) بیان عرفی ترجمہ قصائد عرفی " " " از مسلم ہاشمی نکودری عـ/

(۱۲) بیان نظیری۔ ترجمہ غزلیات نظیری " " " عـ۸/

(۱۳) بیان قاآنی۔ ترجمہ قصائد قاآنی " " از پروفیسر علم الدین سالک عـ۸/

مطبوعہ

ایم عطا اینڈ مسلم مالکان ایسٹرن بک سٹال موہن لال روڈ لاہور